بعون صانع مکین و مکان و فضل خلاق زمین و زمان

# منتخب کلیات ظفر

در مطبع نامی منشی نولکشور بطبع مزین مقبول جہان شد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

## ردیف الف جلد اول

مقدور کس کو حمد خدای جلیل کا
اسجا پہ بے زبان ہے دہن قال و قیل کا

پانی مین اوسنے راہبری کی کلیم کی
آتش مین وہ ہوا چمن آے خلیل کا

اوسکی مدد سے فوج ابابیل نے کیا
لشکر تباہ کعبے پہ اصحاب فیل کا

پیدا کیا وہ اوسنے بشر عوج بن عنق
پل جسکی ساق پا سے بنا رود نیل کا

پھرتا ہے اوسکے حکم سے گردون برایدن
چلتا ہے یہان عمل کوئی ہر قبیل کا

بلوایا اپنے دوست کو اوسنے وہان جہان
مقدور پر زدن نہ ہوا جبرئیل کا

کیا پائے کنہ ذات کو اوسکی کوئی ظفر
وان عقل کا نہ دخل نہ ہرگز دلیل کا

مژدہ اے دل کہ مسیحا نفس یار آوے گا
خاک رہ اوسکی ہونگا وہ سوار آوے گا

اسلیے صیدگہ عشق مین ہم صید بنے
کہ کبھی صید فگن بہر شکار آوے گا

سنکر احوال جگر سوز غریب عاشق کا
ہائے افسوس تجھے غم نہوا پر نہوا

کشتۂ ناز کے افسوس جنازے پہ ذرا
چشم پر آب تو اک دم نہوا پر نہوا

چارہ گر کی نہیں تقصیر مبت کی بہیر
کارگر زخم پہ مرہم نہوا پر نہوا

سنکے نالون کو مرے ہو گئی بیتھر پانی
میر مژگان بھی ترا نم نہوا پر نہوا

مثل نے آ گیا دم ناک مین اپنا لیکن
یار اپنا کبھی ہمدم نہوا پر نہوا

میری جانب سے پڑی سخت گرہ دل مین ترے
سست پیمان ترا محکم نہوا پر نہوا

ہون وہ آزادہ کہ چون سرو کسی خاطر
قد تعظیم مرا خم نہوا پر نہوا

رات ہمسایون نے اٹھ اٹھ کے دہائی دی مگر
شور و نالہ مرا مدھم نہوا پر نہوا

حمد کی صانع قدرت نے و لے تیرا سا
کسی مخلوق پہ عالم نہوا پر نہوا

کھلکھلا کے ہنسے گلشن مین ہزارون غنچے
دل ہمارا خوش و خرم نہوا پر نہوا

ای ظفر دیکھیے عقبے مین ہو کیا حال اپنا
چین دنیا مین تو اک دم نہوا پر نہوا

آیا نہ اگر نامہ و پیغام کسیکا
آخر ہے کوئی روز مین یہان کام کسیکا

دین جان تو ہم غیر کو دو لب ستم ہے
لیجائے کوئی اور ہوا نام کسیکا

او چشم کی گردش سے ہو دل کیونکہ نہ برباد
گھر چھوڑے ہے کب گردش ایام کسیکا

وہ کرتے ہین آرام سدا غیر کے گھر مین
کیا کام او نھین جانیے ہو آرام کسیکا

شب ہالۂ رشک سے گردون پہ نہ نکلا
چھلا جو ترا دیکھا لب بام کسیکا

کچھ مطلب دل یار کا معلوم کر آیا

صورت ہے بتوں کی عجب اللہ کی قدرت
ہر جلوے مین اک اور ہی جلوہ نظر آیا

گر فکر مین ہو راہ کے توشہ کا کرو فکر
اے غافلو نزدیک ہے روز سفر آیا

باندھی ترے ہاتھوں مین جو کل غیر نے مہندی
آنکھوں مین مری دیکھ کے لہو اوتر آیا

لوٹیگا پڑا خاک کی بستر پہ وہ تا حشر
آرام کی گھڑی کو جو ہستی مین ادھر آیا

کیا حرف زبان پر ترے آیا تھا کہ اے شمع
گلگیر ترے سر پہ جو منہ کھولکر آیا

کیا جانے بنی قیس پہ کیا وحشت جنون مین
جو خاک بسر آج بگولا نظر آیا

اک ہم ہی نہین بے خبر آئے ہین جہان مین
جو آیا جہان مین ہے سو وہ بے خبر آیا

مین شرم سے عصیان کی ہوا سر بگریبان
جس وقت خیال آہ ادھر کا ظفر آیا

اوس در پہ جو سر مارکے روتا کوئی ہوتا
تو بستر راحت پہ نہ سوتا کوئی ہوتا

کسکا فلک اول و ہفتم کہ مرا اشک
اک آنکھ جھپکتے مین ڈبوتا کوئی ہوتا

تیل ہی تھا نادان کہ تری زلف سی الجھا
یون اپنے لیے خار نہ بوتا کوئی ہوتا

بلبل بھی تھی جان باختہ پروانہ بھی جانباز
پر میری طرح جان نہ کھوتا کوئی ہوتا

لالے کے بھی کام آتا صبا گریہ شبنم
گر داغ جگر اشک سے دھوتا کوئی ہوتا

ہم بھی گل لخت جگر اپنے اوسے دیتے
یہ پھول جو بالو مین پروتا کوئی ہوتا

تنہائی مین اتنا تو نہ گھبراتا ظفر مین
دل گرچہ مرے پاس نہ ہوتا کوئی ہوتا

درد سر تم جو بتاتے ہو نصیب اعدا
درپے قتل نہیں میرے وہ قاتل اے دل

درد دل آپ کو عاشق نے سنایا ہوگا
تیغ ابرو کو جو کھینچا تو ڈرایا ہوگا

بے خطا تو نہیں ہوتے ہیں ظفر وہ برہم
زلف کو ہاتھ کہیں تو نے لگایا ہوگا

زلف میں بال اوسکا کل پر خم پیچ کے اوپر پیچ پڑا
دل کو پیچ و تاب الم سے دود جگر پیچیدہ دم سے
پیچ سے وہ کہتا یاری باتیں اوسکی پیچ کی ساری
دل تو کمند غم میں پھنسا ہے جان اسیر دام بلا ہے
یار نے جب اک پیچ پیچ کر باندھا پھر سر پیچ کو سر
وہ لو نظر فلک تار نظر کی پھنستی میں دل دونو نظر سے
سو نے اگر بھٹکا خم تو بھولگیا کشتی اوسدم
زلف نے کھلکے پیچ پر یارے پیچ میں لالی دل کیچا رے
جبکہ فتنہ پیچ اوسنے سر گوندھکی باندھا جوڑا کا

وہ ہوئی سرکشی ہوئی ہر دم پیچ کے اوپر پیچ پڑا
دیکھ تو کیسا عشق میں ہمدم پیچ کے اوپر پیچ پڑا
نکلیں اوسکی پیچ سے کیا ہم پیچ کے اوپر پیچ پڑا
عشق کے ہاتھوں ناک میں ہے دم پیچ کے اوپر پیچ پڑا
ہوگیا اپنا اور ہی عالم پیچ کے اوپر پیچ پڑا
خوبیاں کو نہیں ہے باہم پیچ کے اوپر پیچ پڑا
یوں تو پڑا در سب پر تم پیچ کے اوپر پیچ پڑا
چوٹی کھلی تو اوسبھی اسدم پیچ کے اوپر پیچ پڑا
دل نے جانا آج مسلم پیچ کے اوپر پیچ پڑا

عشق ظفر ہو گو رکھند اوسکی کھولی پیچ کوئی گیا
ایک کھلا تو دوسرا محکم پیچ کے اوپر پیچ پڑا

اشک کا قطرہ فقط کیا خدا گوہر سا بنا
صبحدم گلشن میں آیا میکشی کو کیا وہ گل

بلکہ لخت دل یہ ہے یاقوت احمر سا بنا
ہر گل لالہ جو ہے یکدست ساغر سا بنا

نام ہی کام نکلتا نہیں بے جوہر اصل — تل سے عارض کے نہ ہرگز کبھی روغن نکلا
خون عاشق کا ہی گلگونہ ترے عارض کو — قتل یہ فن سے ہمارے ترا جوبن نکلا
چارہ گر بھبر نشتر سے جگر کے ناسور — ایک گر بند کیا دوسرا روزن نکلا

ای ظفر نالۂ دل نے تری کچھ کی تاثیر
گھر سے گھبرا کے جو وہ غیرت گلشن نکلا

ستر ناکب دست ستم جو ہین ترا قاتل بڑھا — خون جسم ناتوان تل تل گھٹا تل تل بڑھا
مت گھٹا دل کو مری بوسہ مجھے چپکے سے دے — قصہ کوتہ کر نہ اتنی بات ای جاہل بڑھا
ہر بھنور عکس رخ روشن ہی بجائے قمر — مہ جبین منہ کو ذرا اپنے لب ساحل بڑھا
دل اگر لگا ہی دولت سے قناعت کی غنی — لب سے دست ہوس اپنا نہ ای غافل بڑھا
وادی مجنوں کی ہے لیا ہی کیا دلکش زمین — اک قدم ہرگز نہ آگے ناقۂ محمل بڑھا
کوئی دم ہی بحر ہستی مین ابھی تو ای حباب — حسن مہ کی بڑھ سکی کثرت جو ن شاغل بڑھا
جب ہوئی تجکو شباہت اوس رخ پرنور سے — مرتبہ پھر اور بھی تیرا مہ کامل بڑھا
دیکھنا چہا تھا کہیں وہ مہر تغیر شاید کہ ہی — آخر صبح قیامت روز ان اوسکا دل بڑھا
غنچۂ گل دیکھکر اوس شکل گل کے پا تین — دل جو اپنا سمجھے ہم کیا کیا ہمارا دل بڑھا

جا سۂ فانوس مین کیا کیا جلے غیرت سے شمع
لی جو پوشاک ای ظفر وہ رونق محفل بڑھا

زلف کے سائے تلے وہ رخ اگر چھپ جائیگا — رات کے پردے میں پھر روے سحر چھپ جائیگا

اوس کی باتیں لیلیٰ پر جو دیکھا مین نے حال
وہ مرے تعویذ ہو دل کا اک نقطا ہوا

تو ہی اے دل ناتوان دیکھ آہ کو مت چھوڑیو
یہ عصا تیرے لیے ہنگام پیری کا ہوا

اف رے کشتے کا سوز دل کہ ظالم سنگ بھی
گور پر اوس کے رہا محشر تلک جلتا ہوا

اے ظفر انجم نہیں ہین میری تیر آہ سے
ہے مشبک اس سپہر گنبد مینا ہوا

وہ بے حجاب جو کل ہیکے یہان شام آیا
اگرچہ مست تھا مین پر مجھے حجاب آیا

ادھر خیال سے مرے دل مین زلف کا گذرا
اودھر وہ کھاتا ہوا دل مین پیچ و تاب آیا

خیال کس کا سمایا ہے دیدہ و دل مین
نہ دن کو چین مجھے اور نہ شب کو خواب آیا

تمھارے نقش کف پا کے بوسہ لینے کو
زمین پہ سایے کے مانند آفتاب آیا

وہ رخ صفا ترا آئینہ روبرو جس کے
جب آیا شرم سے یہان ہو غرق آب آیا

جب آیا طرۂ مشکین کا تیرے دل مین خیال
زبان پہ میری وہین ذکر مشک ناب آیا

ترا سخن ہے ظفر وہ کہ سامنے تیرے
ہوئی خموش سخنور نہ کچھ جواب آیا

چشم مین دنبالہ دیکھ اوس بت گمراہ کا
مست آ ہو منہ مین کیا پتا لیے ہے کاہ کا

کون سے سالک کی عزت ہے فرشتوں مین یہ دھوم
دیکھکر مینا فلک کا اور ساغر ماہ کا

خال کا کاجل سے سمجھا اوس نخدان کے قریب
آگیا ہے ہاتھ زنگی کے کنارہ چاہ کا

کہکشان کا خط نہیں یہ صاف آتا ہے نظر
عکس فانوس فلک مین میری شمع آہ کا

اوس کی بانہیں لیلی پر جو دیکھا میں نے حال
وہ مرے تعویذ ہول دل کا اک نقطہ ہوا

تو ہی اے دلِ ناتوان دیکھ آہ کو مت چھوڑیو
یہ عصا تیرے لیے ہنگام پیری کا ہوا

اُف رے کشتے کا سوزِ دل کہ ظالم سنگ بھی
گور پر اوس کے رہا محشر تلک جلتا ہوا

اے ظفر انجم نہیں ہیں میری تیر آہ سے
ہے مشبک سر بسر یہ گنبدِ مینا ہوا

وہ بے حجاب جو کل پی کے یہاں شراب آیا
اگرچہ مست تھا میں پر مجھے حجاب آیا

ادھر خیال مرے دل میں زلف کا گذرا
اودھر وہ کھاتا ہوا دل میں پیچ و تاب آیا

خیال کسکا سمایا ہے دیدہ و دل میں
نہ دن کو چین مجھے اور نہ شب کو خواب آیا

تمھارے نقشِ کفِ پا کے بوسہ لینے کو
زمین پہ سایے کے مانند آفتاب آیا

وہ رخ صفا ترا آئینہ روبرو جس کے
جب آیا شرم سے یہاں ہو کے غرقِ آب آیا

جب آیا طرۂ مشکین کا تیرے دل میں خیال
زبان پہ میری وہیں فکر مشکِ ناب آیا

ترا سخن ہے ظفر وہ کہ سامنے تیرے
ہوا خموش سخنور نہ کچھ جواب آیا

چشم میں دنبالہ دیکھ اوس بتِ گمراہ کا
مست آہو منہ میں کیا پتا لیے ہے کاہ کا

کون ہے سیلش کی چوت ہے فرشتوں میں ہے دھوم
دیکھکر مینا فلک کا اور ساغر ماہ کا

خال کا کاجل تے سمجھو اوس زنخدان کے قریب
آگیا ہے ہاتھ زنگی کے کنارہ چاہ کا

کہکشان کا خط نہیں یہ صاف جاتا ہی نظر
عکس فانوسِ فلک میں میری شمعِ آہ کا

[illegible]

گر بہ ہنگام ولادت کیوں نہ ہو ہر طفل کو | جو ہوا دنیا میں پیدا نوحہ گر پیدا ہوا

بو شرارت کوئی ہو تو ہیں ہم وہ سنگدل | دیکھو پتھر پر گرا پتھر شرر پیدا ہوا

عکس سے اے آتشیں ساقی کا دریا میں پڑا | ہمسر خورشید تاباں ہر بھنور پیدا ہوا

حق میں پروانوں کے تھا اک نیزہ پر خورشید حشر
شمع کے سر پر جو شعلہ اے ظفر پیدا ہوا

## دیگر

رات بھر مجھکو غم یار نے سونے نہ دیا | صبح کو خوف شب تار نے سونے نہ دیا

شمع کی طرح مجھے رات کٹی سولی پر | چین سے یاد قد یار نے سونے نہ دیا

یہ کراہا ترا بیمار الم درد کے ساتھ | کسی ہمسایہ کو بیمار نے سونے نہ دیا

اے دل آزار تو سویا کیا آرام سے رات | مجھے پل بھر بھی دل زار نے سونے نہ دیا

میں وہ مجنوں ہوں کہ زنداں میں نگہبانوں کو | میری زنجیر کی جھنکار نے سونے نہ دیا

سو گئیں میں کیا عمر پاؤں کو بھی نہ ذرا | آرزوئے تہ قفس خار نے سونے نہ دیا

یاس و غم رنج و تعب تیرہ ہوئے دشمن جان
اے ظفر شب انہیں دو چار نے سونے نہ دیا

نہ در و شیشوں کا خرقہ چاہیے نہ تاج شاہانا | مجھے تو ہوش دے اتنا رہوں نہیں تجھ بن پینا

کتابوں نہیں پھر آگیا ہے بہت آنکھوں میں کیسی صورت آ | ہمارے دل نے نقش کا لچھ ہے تیرا فرمانا

غنیمت جان جو دم گذرے کیفیت سے گلشن میں | نہ لیے جا ساقی پیمانہ کو بھر بھر کو پیمانا

[illegible]

شوق پابوسی کا پہونچا نہ قدمون تک ترے
تیر بسمل پانون اے قاتل کے گر رہگیا

چشم مین آنسو کہان جو روئیے اب عجب بیا
کوئی قطرہ تھا سو وہ مژگان سے جھڑ کر رہگیا

جب دکھایا تونے اپنا قدِ رعنا باغ مین
پھر تو خجلت سے زمین مین سرو گڑ کر رہگیا

دل مین اک مُگّا سا جو مارا کسیکی یاد نے
یہ ہوئی حالت کہ دم سینے مین اٹک کر رہگیا

پہلوانِ عشق کا کیا پوچھتے ہو مجسے حال
جو چڑھا ہتھے پر اوسکے وہ پچھڑ کر رہگیا

کاروان منزل پہ پہونچا اور سارے ہمسفر
مثلِ گردِ کاروان اک مین بچھڑ کر رہگیا

اور تبدیل قوافی مین غزل لکھ اے ظفر
ہاتھ مین اپنے قلم کو کیون پکڑ کر رہگیا

جبکہ وہ خط پڑھکے بھڑکا اور بھڑک کر رہگیا
دل خطرواروں کا دھڑکا اور دھڑک کر رہگیا

حسرتا وحشی بجوہر تیری کہ قاتل کوئی دم
زیر تیغ ناز سہمکا اور سہمک کر رہگیا

پھر گیا کیون آن کر در پر تری خانہ خراب
شب کو جو دروازہ کھڑکا اور کھڑک کر رہگیا

سنکے نالہ اور جوش گریہ میرا دیکھکر
آسمان پر ابر کڑکا اور کڑک کر رہگیا

ہر نفس اوس دامنِ مژگان کی جنبش سے ظفر
دل مین اک شعلہ سا بھڑکا اور بھڑک کر رہگیا

نہین عشق مین اسکا تو رنج ہمین کہ قرار و شکیب ذرا نرہا
غمِ عشق تو اپنا رفیق رہا کوئی اور بلا سے رہا نرہا

## مطلع ثانی

طبیب عشق کو ڈھونڈھا نہ پایا
دوا سے گور دل میں کس سے پوچھوں
نہ جب تک آپ کو کھویا نہ پایا
آدمی پایا نہیں آسمان کہ ہم سے
کیا صاف اس قدر تیکا نہ پایا
اور اگر آشیان ہم سے ہم
کچھ ایک نخل کو نفس پایا نہ پایا
ملال عیسی کو گردون پہ سر
کبھی دو ڈھونڈھ ڈھونڈھا لا نہ پایا
کہان ڈھونڈھا اوسکی جاتی پایا
سچ پایا اوسکے ہیں کا نہ پایا
پھر مسیح کہان اپنا نہ پایا
گریبان کیا کہ چاک سینہ پایا
جنون سے ہاتھ سے تا نکا نہ پایا
جہان سے بھیس دم سیکھا ہو کس سے
چمن میں سے اک بیگانہ پایا
ظفر دل جانے پایا ہم کون جانے
کہ پایا اور ہمین کیا اور کیا نہ پایا
کبھی جو خواب میں وہ شوخ پری عیار آیا
تو پھر تو خوف ہے آنکھوں میں ہم ہی نہ آیا

دیگر

خدا جانے کہان بیٹھا ہی وہ اور ہی کدھر پھرتا
مگر چشم تصور سے ہی سب پیش نظر پھرتا
تماشا دیکھنا کیا دوڑتا ہی اشک مژگان پہ
یہ لڑکا شعبدہ باز ایسی ہی اک تار پر پھرتا
لکھا قسمت کا اپنی آگیا دم اپنی آنکھوں میں
نہیں ہی کہ جواب نامہ اب تک نامہ بر پھرتا
جو سرگردانی اپنی اوسکو اتنا ہون تو کہتی ہین
خدا کی واسطے چپکا رہو ہی سیر اسے پھرتا
محبت جیتی جی کی ہی وگرنہ بعد مرنے کے
نہیں کوئی کسیکی قبر پر بھی آنکر پھرتا
کوئی آرام سو کیونکر زمین پر بیٹھنے پائے
رہی جب بیٹھے گردش فلک آنکھوں میں پھر پھرتا
جنون نے سلطنت دی کشور صحرا کی مجنون کو
بگولہ کاہے چتر اوسکی جو سر پر اے ظفر پھرتا

دیگر

وہ نالہ دیکھکر تری چشم سیاہ کا
آہو چیا نا چھوڑدی پھر سبزہ گاہ کا
خورشید آسمان چہارم پہ ہی کہان
شعلہ کوئی بلند ہوا میری آہ کا
کثرت ہی آنسوؤن کی ہجوم سیاہ غم
نالہ نہیں نشان ہے یہ اس سپاہ کا
تنکے چنے گا وحشیون کی طرح ناصحا
دیکھے گا گر کرشمہ اوس آہو نگاہ کا
کس مہروش نے چہرہ سے برقع اوٹھا دیا
منہ ہو گیا سفید فلک پر جو ماہ کا
کرتا ہی جسکے ساتھ فلک کج ادائیان
دیتا ہی اوسکو عشق کسی کج کلاہ کا
رکھی قدم جو کوئی محبت میں اے ظفر
لازم ہی پہلے ڈھونڈھ لی رستہ نباہ کا

[illegible]

[illegible]

خاکساری کے لیے گرچہ بنایا تھا مجھے ۔۔۔ کاش خاکِ درِ جانانہ بنایا ہوتا
نشۂ عشق کا گر ظرف دیا تھا مجھکو ۔۔۔ عمر کا تنگ نہ پیمانہ بنایا ہوتا
دلِ صد چاک بنایا تو بلا سے لیکن ۔۔۔ زلفِ مشکیں کا تری شانہ بنایا ہوتا
صوفیوں کی جو نہ تھا لایقِ صحبت تو مجھے ۔۔۔ قابلِ جلسۂ رندانہ بنایا ہوتا
تھا جلانا ہی اگر دوریٔ ساقی سے مجھے ۔۔۔ تو چراغِ درِ میخانہ بنایا ہوتا
شعلۂ حسن چمن میں نہ دکھایا اوسنے ۔۔۔ ورنہ بلبل کو بھی پروانہ بنایا ہوتا
روزِ معمورۂ دنیا میں خرابی ہے ظفر
ایسی بستی کو تو ویرانہ بنایا ہوتا

کہوں کیا رنگ اس گل کا اہاہاہا اہاہاہا ۔۔۔ ہوا رنگین چمن سارا اہاہاہا اہاہاہا
نمک چھڑکے ہے وہ کس مزے سے دل کے زخموں پر ۔۔۔ مزے لیتا ہو میں کیا کیا اہاہاہا اہاہاہا
خدا جانے حلاوت کیا تھی آبِ تیغِ قاتل میں ۔۔۔ لبِ ہر زخم سے گویا اہاہاہا اہاہاہا
شرار و برق میں کیا فرق ہے سمجھو کہ دو نوں میں ۔۔۔ ہے اک شعلہ بھبوکا سا اہاہاہا اہاہاہا
بلا گرداں ہوں ساقی کا کہ جامِ عشق سے مجھکو ۔۔۔ دیا گھونٹ اوسنے اک ایسا اہاہاہا اہاہاہا
مری صورت پرستی حق پرستی ہے کہوں میں کیا ۔۔۔ کہ اس صورت میں ہے کیا کیا اہاہاہا اہاہاہا
ظفر عالم کہوں کیا میں طبیعت کی روانی کا
کہ ہے امڈا ہوا دریا اہاہاہا اہاہاہا

ہمنے شبدیزِ قلم کو اپنے جب جولاں کیا ۔۔۔ ملکِ معنی کا قلمرو یک قلم میداں کیا

گلشن مین اوسکی جلوۂ قامت کی سامنے
مانند بید کانپنے سرو چمن لگا

کروٹ بدلکو سوتے سے کیا خاک ہی مزا
سینہ سے سینہ اور بدن سی بدن لگا

گردش سے تھم گیا یہ فلک میری آہ سے
دیکھو تو کیا ستون تہ سقف کہن لگا

پھولا نہ رنگ گل نہ سمایا مین آپ مین
آکر مری گلے جو وہ گل پیرہن لگا

کیونکہ نہ اپنا زور یہی ہو کہ اب ترا
قسمت سے ہاتھ بوسۂ سیب ذقن لگا

طرز سخن کا اپنی ظفر بادشاہ ہے
اوسکی سخن سے یہان ہے کسیکا سخن لگا

ہی سینے مین کہان وہ خاک لٹ ڈوبا ہوا
نیلوفر کا پھول ہی پانی مین جب ڈوبا ہوا

آئینہ کیا دیکھ تجکو آب خجلت مین ہے غرق
اپنی نظرونمین تو ہی ملک خجلت ڈوبا ہوا

گردش چشم بتان سی کیا ہو دل کو مخلصی
حلقۂ گرداب سے نکلے ہی کب ڈوبا ہوا

دل ہی کب بجھو سے سیر تیری زلف تابدار کی
وہ حیا نمین رہتا ہون اونکے ورد شب ڈوبا ہوا

پہنچہ خورشید ہے یا روشفق آلودہ آج
دست قاتل یہ نہین ہے خون مین اب ڈوبا ہوا

خار سا کھٹکے ہی جسمین اوسکی مژگان کا خیال
ہی رگ جان مین یہ نشتر کیا غضب ڈوبا ہوا

جب تہ دل سی کہا یکبارگی یا بو تراب
بحر عصیان سی ظفر نکلے ہی تب ڈوبا ہوا

دیگر

کیا کہون کیونکہ تیری کوچہ مین ہوکر آیا
تجھکو پایا جو نہین خوب مین رو کر آیا

[illegible]

گرہو وہ تیغ لیکر ہاتھ کہ اپنے اگر اونچا — یقین ہے ہو کو او سعہ ستم کا بھی مہر اونچا
وماغ اوسکا ہوا ہے جو اب عرش معلی پہ — بنایا چاہتا ہو کاخ گردون سی بھی گھر اونچا
گرا جو آشنا اوسکا نہ نکلا وہ قیامت تک — کنارہ عشق کی دریا کا ہے کہ نہ بدر اونچا
دل گردون میں رہ رہ کینا کیا زور بازو ہے — اوٹھایا اپنے سر سے اب جسنے نال قمر اونچا

بھر کیونکر نہ حاتم سا سخاوت سے تری اب دم
کہ ہے جو ہر دست زرفشان تیرا ظفر اونچا

میں ہون وہ سوختہ جان اون بت گمراہ ہوگا — جسکا پہونچے ہے دھوان چرخ تلک آہ ہوگا
خاک ہوکر بھی بگولے کی طرح چین نہیں — حال ابتر ہے یہ کچھ تیرے ہوا خواہون کا
حج اکبر ہو جسے کعبۂ دل سے حاصل — ہو خیال اوسکو بھلا کسلیے درگاہون کا
جاوے گا جبکہ تہ خاک ترا سوختہ جان — گرم ہو جائیگا پانی وہین سب چاہون کا

اے ظفر دل سے ہون میں خاک در فخر الدین
معتقد میں نہ گداؤن کا ہون نہ شاہون کا

دست صیاد سے ہے کیا پر بلبل ٹوٹا — زیر ہر شاخ ہی آتا ہے نظر گل ٹوٹا
زلف میں پھول پروکر جو دکھائے اوسنے — رشک سے وہین چمن میں گل سنبل ٹوٹا
زاہد گرسنہ کا سہ بکف آتا ہے نظر — حرص کی ہاتھ سے ہے یاں توکل ٹوٹا
آگے دیر سے مرے پھر گیا وہ غیر کے گھر — عہد و پیمان تھا جو مجھ سے وہ بالکل ٹوٹا
قلزم چشم سے پھر اشک بہہ جاتے ہیں — دل کو تکڑے ہوئے بندھا تھا جو پیمان پل ٹوٹا

[illegible]

| | |
|---|---|
| کبھو تو سنا کر ذرا گوش دل سے | فسانا کسیکا فسانا کسیکا |
| مجھے یاد کر کرکے آنسو بہانا | بہانا کسیکا بہانا کسیکا |
| نہ سمجھا تو ناصح کہ مدت سے مین ہون | دوانا کسیکا دوانا کسیکا |
| نہوویگا دل تیر مژگان نمین اوسکے | نشانا کسیکا نشانا کسیکا |
| نمانا کرو میری جانب سے اب تم | لگانا کسیکا لگانا کسیکا |

قوافی بدل کر ظفر پڑھ غزل تو
ستے تا نہ آگے ٹھکانا کسیکا

| | |
|---|---|
| جلاجی نہ دل مفت لے کر کسیکا | کہا تیری مان اے ستمگر کسیکا |
| نہ کیون تنگ ہو شمکش سے قفس مین | نہ باقی رہا ایک شہپر کسیکا |
| بھلا ہو گی کس دسے اب غنچہ رو کش | کہان منہ ہے اسکے برابر کسیکا |
| دل اوسکا ملے کس طرح میری دل سے | کہ بس کب چلے ہے کسی پر کسیکا |
| جو مژگان کا عالم ہے اب اوسکی ہمدم | نہ دیکھا کوئی ایسا خنجر کسیکا |
| یہ جی چاہتا ہے کہ سر ہی سے مارین | اوٹھا کر ہم اوس در سے پتھر کسیکا |

بدل بحر اور قافیے کو ظفر تو
کہ خوش ہوئی دل شعر سنکر کسیکا

دیگر

| | |
|---|---|
| مری جانب سے غیرون نے لگایا کچھہ نہ کچھ ہوگا | نہ آیا وہ تو اوسکے دل مین آیا کچھہ نہ کچھ ہوگا |

[illegible]

| | |
|---|---|
| نہ ہرگز درد دل سے میں کراہا | غرض یوں شیوۂ الفت کو نباہا |
| محبت کے یہ معنی ہیں کہ میں نے | وہی چاہا کہ جو کچھ تو نے چاہا |
| عیاں ہے صفحۂ رخ پر تیرے خط | کہ ہے تنخواہ بوسوں کا سیاہا |
| نکر منصور تو سر نہاں فاش | کہے ہے دیکھ دار انگشت اوٹھا ہا |
| فقیروں سے تو پوچھو لذت عشق | آہا ہا ہا آہا ہا آہا ہا ہا |
| ظفر کو باز رکھ اعمال بد سے | خطا بخشا کرم گار الٰہا |
| صرفت العمر فی لہو و لعب | فآہا ثم آہا ثم آہا |

ظفر ہے غرض یہی فخر دین سے
کہ شاہ دین پناہا تکیہ گاہا

| | |
|---|---|
| دیکھ کر حالت مری گردون اگر غمناک تھا | کہکشان سے رات کو اوسکا گریبان چاک تھا |
| جو گیا دریائے الفت میں وہ ڈوبا آخر مش | دل جو میرا پیر کر نکلا بڑا پیراک تھا |
| لہلہائے کیوں لب جو پر نہ سرو آب جو | دفن یہاں اوسکا شہید قامت چالاک تھا |
| گردش چشم بتاں سے اپنے سیکھی ہیں طور | ورنہ گردان کب بھلا یوں گنبد افلاک تھا |
| تھا شہید ونکا تیری ماتم سحر گلشن میں کیا | جو سحر ہوتے ہی بلبل گل گریبان چاک تھا |

جو نہ کہنا تھا کہا جھٹ منہ پہ اوس چالاک کے
سچ تو یوں ہے یہاں ظفر بھی ایک ہی بیباک تھا

| | |
|---|---|
| ہو وے تمھارے در تک اپنا کہاں سے آنا | جب اک قدم ہو مشکل اس نا توان سے آنا |

[illegible]

دیگر

[illegible]

[illegible]

جلایا دل جو تری شعلہ نگاہ نے زت | فلک پہ الد مرا ہو کے شہاب بنا
دل شکستہ کی تو میری کچھ درستی کر | خدا کا گھر ہے بنا تا بڑا ثواب بنا
ہوئی نہ پانوں تلک اوسکی دسترس افسوس | ہمارا دیدہ نہ کیوں حلقۂ رکاب بنا
کیا تھا کشتہ مجھے کسکی چشم مست نے آہ | کہ میری خاک سے ہے ساغر شراب بنا
جو میرا اختر بخت سیہ دکھاتا ہے | تو خال تو کوئی کاجل کا اک شتاب بنا
نہ پہونچا کان ملاحت تمہاری کانوں تلک | اگرچہ اشک مرا گوہر خوش آب بنا

ظفر جو لکھنا ہوا احوال دل تجھے اپنا
تو ایک بار قسے لیا ہو ویگا کتاب بنا

مارا عاشق کو تو کیا کام تمہارا نکلا | ہمیں کیا کام مرا نام تمہارا نکلا
روش نکہت گل سیر کو گھر سے باہر | پیکر قدم سرو گل اندام تمہارا نکلا
سارے منہ تکنے لگے گھر میں تمہارے دشمن | منہ سے قاصد کے جو پیغام تمہارا نکلا
دل کو ہم جانتے تھے ہوگا تمہارا مطیع | یہ تو تو بندۂ بے دام تمہارا نکلا
صدقے شوخی کے گلہ قتل لیکے مرا پوچھتے ہیں | کیوں جی گم تھا دل ناکام تمہارا نکلا
نیند پھر شب کو کہاں آپکی زلفوں کی قسم | ذکر میاں جبکہ سر شام تمہارا نکلا

پختہ پایا نہ ذرا طرز محبت میں اوسے
یہ خیال اے ظفر اب خام تمہارا نکلا

قارون اوٹھا کے سر پہ سنا گنج لیچلا | دنیا سے کیا بخیل بجز رنج لیچلا

[illegible]

[illegible]

قسم خدا کی تجھے قاصدا کہ پیغام
کہا ہے یار نے یا تو نے اپنے جی سے کہا

اوٹھائی لاکھوں ستم تیرے کیے دل ہم نے
نہ آفریں بھی کبھی تو نے دل ہی سے کہا

صبا نہیں یہ چٹکنی کی غنچۂ گل نے
لبوں کو دیکھ کے کچھ تیرے بیکلی سے کہا

ہمیشہ کرتے رہے غیر کی طرفداری
کبھی نہ آپ نے اک حرف منصفی سے کہا

سبب آنے چشم اجل میں بھی یک بیک آنسو
تمہارے ہوش نے دیکھا کسی سے کہا

ظفر وہ دشمن جان ہے دم سے نہ جانیو دوست
ترے جتانے کو یہ تم نے دوستی سے کہا

لاغری سے حال اپنا کیا کہوں کیا ہو گیا
میں زمیں پر نقش لیے مو گویا ہو گیا

جلگیا گل کا جگر اوس وقت آتشناک سے
قطرۂ شبنم نہیں ہے پھپھولا ہو گیا

اپنے زخمی سے تڑپ کر تو جو بولا جنگجو
ٹوٹے ہیں زخموں کے ٹانکے اک تڑاقا ہو گیا

جبکہ دریا میں پڑا ساقی کا عکس تابِ رخ
ساغر خورشید اک حلقہ حباب کا ہو گیا

آہ تھی میری کہ افعی اوڑ کے کاٹا چرخ کو
زہر اوسکا یہ چڑھا اوسکو کہ نیلا ہو گیا

حسن جو تیرا وہ چندا آیا نظر تو شرم سے
ماہ کامل جوں مہ یک ہفتہ آدھا ہو گیا

پشت لعل لب پہ جب نکلا زمرد فام خط
ساغر یاقوت پہ گویا کہ مینا ہو گیا

کھل گیا سارا جہاں گردوں پہ حال عین کا
چشم کے مانند جیسا پانوں کا چھالا ہو گیا

ہے پرستش بھی بلا موذی کہ مجکو اے ظفر
ہر قدم پر شیش کر خم وہ ما سجدہ ہو گیا

جون آئینہ اب حیرتِ دیدار سے تیرے
رونیکار رہیگا یہی عالم تو پھر اذن
شادی سے نہ بل کیونکہ کرے اب وہ مرا رشک
تک یونہین خبر برق صفت آنکھ اپنا

رہتا ہے کھلا دیدۂ بیدار کسیکا
گھر دیگا ڈوبا دیدۂ خونبار کسیکا
دل زلف بتان مین ہے گرفتار کسیکا
پہلو مین تڑپتا ہے دل زار کسیکا

یعنی تو مین ہی رکھ اپنے ظفر کو
محتاج نہ کر حیدر کرار کسیکا

یون تو جانا تمھین منظور جہان ہو جانا
آنسوؤنکا مری آنکھونسے روان ہو جانا
دوستی کی ہین سب انداز تمھارے معلوم
مژدۂ یار کو کیا جانے سیکھا یاکس سے
دیدیا ہمنے دل اوس جان جہان کو اپنا
عشق دمساز اگر ہو تو عجب کیا جون نے
یون تو پروانہ بھی جلجاتی ہے پر مشکل ہے
دیکھتے جاؤ مری جان ہی کیونکر جاتی
روسیاہی ہے فقط نام و نشان کی خواہش
گھر ہی عاشق کی نہ جانا تھا خفا ہو کے تجھے

پر جو آنا ہوا ودھر سے تو یہان ہو جانا
اور مرا راز نہان سب پہ عیان ہو جانا
پر کہین تم نہ مرے دشمن جان ہو جانا
جگر و دل مین مرے تیر و سنان ہو جانا
تھا نصیبو نمین جو رسوا جہان ہو جانا
استخوان کا مرے سنہ لبریز فغان ہو جانا
عشق مین میری طرح سوختہ جان ہو جانا
ابھی باتین ہی مری جاتی کہان ہو جانا
اے نگین جا ہی بے نام و نشان ہو جانا
کہ ترا جانا اور اوسکو خفقان ہو جانا

ہمکو دکھلاتی ہے ہر لحظہ جمال جانان
دل کا صاف اپنے ظفر آئینہ سان ہو جانا

جب تک وہ خفا مجھ سے ہین سنلو طبیبو — کچھ میرا علاج خفقان ہو نہین سکتا
ہم چشم مری چشم سے ہو ابر تو کیونکر — اس طرح وہ خونابہ فشان ہو نہین سکتا
کیا جانئے بلا کیا ہے ترا غمزہ کہ جس سے — جانبر کوئی اے آفت جان ہو نہین سکتا
جب تک نہ قلم شہپر عنقا سے بنائین — تحریر ترا وصف بیان ہو نہین سکتا
بدنام تو عشاق ہین سب عشق مین لیکن — مجھسا کوئی رسوا جہان ہو نہین سکتا

سودائی محبت مین ظفر سو ہی لیکن
جب تک کوئی رسوائی جہان ہو نہین سکتا

دیگر

آبلہ داغ مین ہے یہ سر سینا اونچا — کہ جڑا خانۂ خاتم مین نگینا اونچا
رفعت جاہ کو ہے ہمت عالی درکار — اونچی کوٹھے کے لیے چاہیے زینا اونچا
سربلندی کے لیے فوق ہی ہان عجز و نیاز — کیون نہ جھک جائے کہ ہے گنبد مینا اونچا
پوچھ پستی و بلندی زمانے سے یہ حال — کہ ہر سر ہے نیچا سر کینہ اونچا
چشم کو سر مین ملی جا ہی سب اعضا سے بلند — دیکھ ہے مرتبۂ مردم بینا اونچا
گوش زد چرخ دنی سے ہو مری کیا فریاد — کہ نہایت ہی یہ سنتا ہے کمینہ اونچا

ہمنشین ہو سکے سردار کا مفلس کیونکر
اسے ظفر چاہیے اونچے کا قرینا اونچا

وہ نہ آیا یار لائے یون تھا تو یون ہوا — اوسکا آنا بن بلائے یون تھا تو یون ہوا

دیگر

[illegible] منہ پھیر جائیگا

[illegible]

نالۂ دل کی ملک ہے خوب تھی مجنونکو کیا طاقت
کہ وہ لوا گیا اوس وادی وحشت مین یون نہین تھا

[illegible] غیر ونکی ہوئی اوس طرح کیا یا محبت
گذارش کرتا مدہ تجھی وان خدمت مین یون نہین تھا

تھم [illegible] وقت پہونچے وگرنہ ہم تو مرجاتے تھے
ارادہ ہو چکا اپنا غم فرقت مین یون نہین تھا

دل بیمار جب ہم نے کہا تھا کہ علاج اپنا
کہ آیا فرق کچھ تیری ابھی طاقت مین یون نہین تھا

تجھی جائے گزرا یہ دل اگر تجکو محبت مین
تو آیا تو اے دیوانے اس آفت مین یون نہین تھا

دکھا کر غیر کو صورت مجھے کیون شکل سے مارا
کہین تو مر رہا ہے بیدار کی حسرت مین یون نہین تھا

ظفر تم دیکھتے ہو جس طرح آئینہ کو حیران
کل اون کو دیکھکر مین بھی رہا حیرت مین یون نہین تھا

کیا کہون دل مایل زلف دوتا کیونکر ہوا
یہ بھلا چنگا گرفتار بلا کیونکر ہوا

جنکو محراب عبادت ہو خم ابروی یار
اونکا کعبے مین کہو سجدہ ادا کیونکر ہوا

دیدۂ حیران ہمارا تھا تمھارے زیر پا
ہمکو حیرت ہے کہ پیدا نقش پا کیونکر ہوا

نامہ بر خط دیکے اوس نو خط کو تو نے کیا کہا
کیا خطا تجھسے ہوئی اور وہ خفا کیونکر ہوا

خاکساری اپنا عجب [illegible] دیکھو اگر دل کا غبار
خاک سے دیکھو کہ آئینہ صفا کیونکر ہوا

جنکو یکتائی کا دعوی تھا وہ مثل آئینہ
مجکو حیرت ہے کہ پیدا دو سرا کیونکر ہوا

تیرے دانتون کے تصور سے تھا گر آمدہ
جو بہا آنسو وہ در بے بہا کیونکر ہوا

جو نہ ہونا تھا ہوا ہمپر تمھارے عشق مین
تمنے آنا بھی پوچھا کیا ہوا کیونکر ہوا

وہ تو ہے نا آشنا مشہور عالم مین ظفر
پھر خدا جانے وہ تجھسے آشنا کیونکر ہوا

[illegible] وقت جانان کا [illegible] منہ پھیر جائیگا

[illegible]

آتش دل کو سمجھے نہ واعظ کہتہ بارِ جہنم سے
دیکھے پہنچتا شعلہ گر اک اسمین کا اک وسمین کا

کوئی غزل پڑہنچا جو بازار آگے تیری غزل کے ہو
شعر مساوی اوسکو ظفر اک اسمین کا اک وسمین کا

## ردیف الف جلد دوم

شاباش ولا ارشدک اللہ تعالے
پہچانا اوسے تونے جسے دیکھا نہ بھالا

بیہوش ہوئے نہین دیکھ کے اوس ہوش ربا کو
جب سے کہ ابھی اوسنے نہ تھا ہوش سنبھالا

ہے داغ بدل آتش رخسار سے تیرے
گردون پہ قمر اور زمین پر گل لالا

منہ مارے ہے بطرح مرے دل پہ تری زلف
کیونکر مینہ بچے گا کہ ڈسے ہوا سے کالا

اللہ رے تری جنبش مژگان بت بدکیش
اک پل مین کیے تونے دو عالم تہ و بالا

ہیرے رخ روشن کے تصور سے ہمیشہ
ہے کلبۂ تاریک مین عاشق کے اوجالا

جائے گی نکل جان مری دیکھ کمان دار
تیر اپنا اگر تونے مرے دل سے نکالا

ہر خار بیابان ہے موتی سے پروتا
جب پھوٹکے روتا ہے مرے پانو کا چھالا

بازار محبت مین نہ دل بیچ تو اپنا
بک جاتا ہو ساتھ اوسکے ظفر بیچنے والا

ہزار طرح سے کھولا وہ دل ربا نہ کھلا
ہمین نہ کھلنے کا کچھ اوسکے مدعا نہ کھلا

لب جراحت دل تیرے سامنے قاتل
اگر کھلا ہے تو ہرگز بجز دعا نہ کھلا

چمن مین جا کے گرہ تونے غنچے کی کھولی
پر اپنا عقدۂ دل تجھ سے اے صبا نہ کھلا

جو وہ قاتل نہ اپنے ہاتھ میں خنجر لیے پھرتا
تو یہ سر باز پھر کیوں ہتھیلی پر لیے پھرتا

اگر تجھ پر نہ پیٹے ہی جنون اس تیری سوزش سے
تو لڑکوں ہر طفل میری ساتھ کیوں پتھر لیے پھرتا

غنیمت جانتی بلبل جو باد صبح کا جھونکا
لیے از مردن چمن میں کوئی اوسکا پر لیے پھرتا

نہ عشرت تھی نہیں طالع میں اپنے سو [illegible]
فلک مینا لیے پھرتا ہے مے ساغر لیے پھرتا

نہ ہوتا گر یہ صاحب غم دل ملک محبت میں
تو رنج و غم کا اپنے ساتھ کیوں لشکر لیے پھرتا

بہ رنگ لالہ زنجیر میں زندان میں ہوں لیکن
مجھے دیوانہ پن زندان میں ہے باہر لیے پھرتا

ڈراتا ہے مجھے ناصح عبث کوئی محبت میں
جہاں ڈر اپنا وان گھر ہی کہاں کا ڈر لیے پھرتا

کبھی جا کر نہ پھرتا میں گلی میں تیرے لوگی
اگر مجھکو نہ میرا یہ دل مضطر لیے پھرتا

نہ ہوتا شوق کوے مہ لقا تو کون پھر مجھکو
ظفر خورشید کے مانند یوں گھر گھر لیے پھرتا

عشق کے میدان میں ہمنے دیا سر کٹا
جو قدم آگے بڑھا پھر نہ وہ پیچھے ہٹا

دیکھتے ہی عشق کو عقل گئی سٹ پٹا
دل کو مرے آفرین یہ جو ڈٹا تو ڈٹا

تیغ نگہ کو ذرا تو نے جو چمکا دیا
بھول گئی دیکھکر برق بلا پینٹا

عارض پہ تیرے کھول جو دی اوسنے زلف
میں نے یہ جانا کہ ہے رات بڑھی دن گھٹا

عشق کی دولت ہی درد کون لے اوسکو تو
یہ نہ کسی سے بٹے اور نہ کسی سے بٹا

پھرتا ہے جوگی بنا تیرے لیے آفتاب
خط شعاعی نہیں سر پہ کھلی ہے جٹا

چشم کو ہے تیرے کام جب پڑا سر سے
زہر بھری ہر نگہ سانپ ہے جیسے چپٹا

بچا دل تیری ہاتھوں سے نہ آخر اے کمان ابرو
گیا گر ایک خالی تیر تو نے دوسرا مارا

پڑا وہی ہے دل شامت کا مارا دو کی ماری
خدا جانے ترے جوڑے نے کھٹکا کیا بلا مارا

ہجوم خال روئے یار کا لے ہی لیا بوسہ
ظفر یہ خوب تم نے زنگیون کا مورچا مارا

روز گھر غیر کے جاتا ترا معمول پڑا
میاں جو آنکلا ہی تو آج کدھر بھول پڑا

لگ گئی جوشش گل لالہ سے گلشن کو جو آج
کہین اوس آتش رخسار کا کیا پھول پڑا

دل شاغل ہے مرا محو خیال رخ و زلف
رات دن رہتا ہے اس شغل مین مشغول پڑا

کھول اے سکری جائے خرابات کی سیر
گوشۂ مدرسہ مین کیون ہے یہ مجہول پڑا

رکھہ قدم کوچہ مین تو دیکھکی اپنے قاتل
کہ کہین سر ہے کہین ہے تن مقتول پڑا

چھو نگر چاہ زنخدان کہین گر کے پڑے
دل پکڑ کر رسن زلف کو ہے جھول پڑا

دیکھی جان دل کو بچاؤ نہین ہو جائیگا ضبط
اب تو دینا ظفر اس جنس کا محصول پڑا

ادھر تو دست وحشت نے گریبان کھینچکر پھاڑا
اودھر ہر خار صحرائی نے دامان کھینچکر پھاڑا

نہ آنے مجھسے تم کچھ بھی نہ اتنا تم سے دل پھنستا
مرا دل رات کو تمنے تو جانان کھینچکر پھاڑا

کشاکش سے جنون کی تیری دیوانے نے مر کر بھی
کفن اپنا تہ خاک بیابان کھینچکر پھاڑا

ہوا تجھسے جو روکش غنچۂ لالہ تو بیت اوسکا
صبا نے یہ سنا ہے سر گلستان کھینچکر پھاڑا

پڑا ایسی کشمکش مین ظفر اپنا تو ہے غیر و نکے
کہ آخر سب نے اوسکو ایسے مرے جان کھینچکر پھاڑا

پہلے تو ہمکو تری عشوہ گری نے مارا
اور اگر اوس سے بچے کم نظری نے مارا

مر گیا مین نہ ہوئی تجکو خبر ہائے ستم
بے خبر مجکو تری بے خبری نے مارا

پھیر کر منہ جو دکھایا مجھے اپنا جوڑا
دل پہ اُسکا مرے اوس شک پری نے مارا

تو بے پر کا کی مجھے کنج قفس مین صیاد
شوق پرواز سے بے بال و پری نے مارا

ہمسری کی تری رفتار سے جب فتنہ نے
قہقہہ طنز سے اک کبک دری نے مارا

تل تیری لب شیرین پہ ہی زہر قاتل
اے شکر لب ہمین اس تل شکری نے مارا

کچھ بھی ہوتی اوسے تاثیر تو مرتے ہم پر
ہمکو اے آہ تری بے اثری نے مارا

شفق صبح وہ ہے غرق بخون چرخ ظفر
تیر ایسا تری آہ سحری سے مارا

کیا کہون ہی کیا بتون کی آشنائی مین مزا
وہ مزا سب اسمین ہے جو ہی خدائی مین مزا

آمثال آئینہ تو ہم سے ہو جا سینہ صاف
دور کر دل سے کدورت ہی صفائی مین مزا

جا سکے گلشن تلک ورنہ ہم بے بال و پر
ہمنے اے صیاد کیا پایا رہائی مین مزا

بیٹھ رہ آرام سے تو صلح کل کر اختیار
جنگجوئی چھوڑ دے کیا ہے لڑائی مین مزا

بعد ہوتی جس جدائی کے ہی امید وصال
آئے ہے عاشق کو کیا کیا اوس جدائی مین مزا

کچھ تو ہو فریاد مین تاثیر نالے مین اثر
ای جرس ہے ورنہ کیا ہرزہ درائی مین مزا

مسجد و بتخانے مین ٹکرا یا سر کو سیکڑا
جیسے سنگ در پہ آیا جبہہ سائی مین مزا

بیٹھا ہو مسندی لگا کر اپنے دست و پا مین تو
آج ہے ای شوخ تجھ سے ہاتھا پائی مین مزا

| | |
|---|---|
| ناصحا جائیگا تو اوس وقت سیر اور دل | جب کسی پر دل ترا بیدرد مائل ہوئیگا |

خضر کی حاجت نہیں ہے ہمکو راہِ عشق مین
اے ظفر رہبر ہمارا شوق کامل ہوئیگا

| | |
|---|---|
| رخ جو زیرِ سنبل پر پیچ و تاب آجائیگا | پھر کے برج سنبلہ مین آفتاب آجائیگا |
| تیرا احسان ہوگا قاصد گر شتاب آجائیگا | صبر مجھکو دیکھکر خط کا جواب آجائیگا |
| ہو نہ بیتاب اتنا گر اوسکو عتاب آجائیگا | تو غضب مین اے دلِ خانہ خراب آجائیگا |
| اس قدر رونا نہیں بہتر لبِ اشکون کو روک | ورنہ طوفان دیکھ اے چشمِ پرآب آجائیگا |
| یہین ہوویگا اگر تیرے گناہون کا حساب | تنگ ظالم عرصۂ روزِ حساب آجائیگا |
| دیکھکر دستِ ستم مین تیرے تیغِ آبدار | میرے ہر زخمِ جگر کے منہ مین آب آجائیگا |
| اپنی چشمِ مست کی گردش ع اے ساقی دکھا | دیکھ چکر مین ابھی جامِ شراب آجائیگا |
| خوب ہوگا ہان جو سینے سے نکلجائیگا تو | چین مجھکو اے دلِ پر اضطراب آجائیگا |

اے ظفر اوٹھ جائیگا جب پردۂ شرم و حجاب
سامنے وہ یار میرے بے حجاب آجائیگا

| | |
|---|---|
| اے تصور تو ہی وصلِ جانِ جانانتک جائیگا | اور تو ایسا نہیں کوئی جو وانتک جائیگا |
| جب کریگا آہ اے ظالم ترا آشفتہ جان | اوٹھکی اک شعلہ جگر سے آسمانتک جائیگا |
| جاکے کعبہ کیا کریگا تیرا عاشق اے صنم | وہ اگر جائیگا تیرے آستانتک جائیگا |
| جان نہ بچ جائیگی بیمارِ محبت کی ترے | اے مسیحا دم جو تو اوس نیم جانتک جائیگا |

| | |
|---|---|
| کدورت دل سے اوس آئینہ رو کی کب نکلتی ہے | مری اور اوسکی ظاہر میں صفائی گر ہوئی تو کیا |
| طبیبو وصل بن ممکن نہیں آرام عاشق کو | مریض عشق کی صد ہا دوائی گر ہوئی تو کیا |

نچھوڑی اوس بت کافر کی ہرگز دوستی مینَنے
ظفر دشمن مری ساری خدائی گر ہوئی تو کیا

| | |
|---|---|
| حرف اوسپر نہ آئے جو ہو تحریر کا سانچا | جھوٹا ہو نہ ہرگز کبھی تقریر کا سانچا |
| ڈھلتا ہے سدا اس سے جو یہ آہ کا مصرعہ | کیا دل ہے ترے عاشق دلگیر کا سانچا |
| دیتا ہے لب زخم جگر میر گواہی | ہے ہاتھ پڑا یار کی شمشیر کا سانچا |
| ڈھالا تجھے سانچے میں ہے عالم تصویر | ہے قدرت صانع تری تصویر کا سانچا |
| کی آہ و فغان دل نے بہت عشق میں لیکن | دعوی نہوا ایک کی تاثیر کا سانچا |
| یہ شمع ہے اسی سانچے میں ڈھلتی ہے ہمیشہ | ہے سینہ مرا نالۂ شبگیر کا سانچا |

سانچا ہے ظفر پیر مرا مجکو یقین ہے
ہر قول ہے واللہ مرے پیر کا سانچا

| | |
|---|---|
| جو دل کو کاکل و زلف دوتا نے بھٹکایا | تو جان کو غمزہ و ناز و ادا نے بھٹکایا |
| بہار دیکھ کے اپنی ذرا ہنسا تھا گل | لگایا ایسا طمانچہ صبا نے بھٹکایا |
| کیا تھا بلبلوں نے بھی عشق کا دعوی | مگر اونھیں ترے ظلم و جفا نے بھٹکایا |
| لگایا دختر رز کو اگر کسی نے منہ | تو اوسکو خوب ہی اس بیحیا نے بھٹکایا |
| اوٹھاؤ کرتی ہیں شہرت بہکتیاں کہ جن | مریض غم کو طبیبو دوا نے بھٹکایا |

کہون کیا طبیعت کی اوسکی روانی
بھی آگ اے آنکھون دل کی نہ بہیرے
مگر دیکھا دریا پستون کو بہتے
مرے پاؤن کے آبلون سے روان ہے

بہا وہی ہے گویا تکلم مین دریا
بھرے ہون ہزارون اگر چشم مین دریا
کہ ہر موج سے ہے تبسم مین دریا
کہ اس دشت وحشت میں ہے گم مین دریا

ظفر دھوئے جائین گنہ کیون نہ اپنے
کہ ہے ذات باری ترحم مین دریا

اوسے یارون نے میرا رقعہ جا کر دیدیا ہوتا
اگر جاتا تو اکیا سرخ رو مین سب سے ہو جاتا
نہوتے مجھ سے تم سینہ بسینہ ہو کی ہم بستر
گوارا شربت دیدار دنیا گر نہ تھا مجھکو
پھر وہین جواب خط کی مار اہائی کیون مجھکو
لگا تا خضر کیون آب بقا کو منہ سے الساقی

بھلا گر دی لٹکتے تھے چھپا کر دیدیا ہوتا
مجھے اک پان تو تو نے بنا کر دیدیا ہوتا
پر اک بوسہ تو منہ سے منہ بھر اکر دیدیا ہوتا
بلا سے زہر ہی مجکو پلا کر دیدیا ہوتا
جواب صاف ہی قاصد نے آ کر دیدیا ہوتا
جو تو نے جام ہی منہ سے لگا کر دیدیا ہوتا

ظفر لیکر تمھارا دل وہ کا ہیکو مکر جاتا
اگر تمنے اوسے سب کو جتا کر دیدیا ہوتا

علم کر تیغ کو سو بار اوس قاتل کا ہاتھ اوٹھا
سہا تجھ بن یہ عالم رات دل کی بیقراری کا
عطا منظور ہے اوسکو دعا دستور ہی اوسکا

نہ ہر گز واسطے فریاد کے بسمل کا ہاتھ اوٹھا
کہ دل پر سے نہ دم بھر عاشق بیدل کا ہاتھ اوٹھا
ادھر سے تم کا ہاتھ اوٹھا ادھر قاتل کا ہاتھ اوٹھا

یہ ٹھہرا ہما تو جاؤ کیوں مرا خط لیکے کیا بات | مگر قصد اب خیال نامہ بر میں اور کچھ ٹھہرا
نگینِ دل کا تھا معا اور کچھ ٹھہرا ہوا پہلے | گیا جبدن سے دستِ غیر میں اور کچھ ٹھہرا
کبھی اخگر کبھی شعلہ کبھی گل ہے کبھی لالہ | نہ ٹھہرا داغ میرے جگر میں اور کچھ ٹھہرا
کوئی زہرہ جبیں ٹھہرا ہے کوئی مہ لقا اسکو | مگر وہ مہر وش میری نظر میں اور کچھ ٹھہرا
نہیں ناداں ہم اے میر جسنے ہمکو دوست ٹھہرایا | ابھی دیگا وہ ظالم لحظہ بھر میں اور کچھ ٹھہرا

ہر اک کی ذہن میں کچھ طور ٹھہرا اوسکے ملنے کا
طریقہ اوسکا پر فہمِ ظفر میں اور کچھ ٹھہرا

اس بتکدہ میں جسنے کہا بت تجھے نا کا | کیا خوب نظر باز وہ بندہ ہے خدا کا
اللہ رے تری تیزی شمشیر نگہ کی | دم بند جسے دیکھکے ہو تیغ قضا کا
کہتے ہیں مہ نو جسے دیکھا اوسے ہمنے | ہے ایک تراشیدہ ترے ناخن پا کا
کیا اوس ترے بیمار کو امید شفا ہو | جسکو کہ اثر ہو نہ دعا کا نہ دوا کا
اے دوستو اوس دلبرِ بے مہر کے آگے | کیا نام وفا لوں کہ وہ دشمن ہو وفا کا
سرکش جو بہت حسن پہ تو اپنے ہے اے شمع | دیکھا کبھی جلوہ نہیں اوس ماہ لقا کا
ناکام رہا گرچہ میں زخم زباں سے | اچھا ہوا شاکی نہ ہوا تیغ جفا کا
تلووں سے ملا دیدۂ پر آب کو کس کے | پھیکا ہے کف پا میں ترے رنگ حنا کا

نیساں سے اور اس چشم گہر بار سے میری
دیکھو گے ظفر ہو گا کبھی خوب جھڑا کا

رفع بے بادہ نہ ہو مستوں کی گرمیِ جگر
ہے خدا جانے یہ میری آہ سوزان کیا بلا

کب بجھاتا ہے شعلہ آب گنگا آگ کا
آسمان پر ہے لگاتی ہے شرار آگ کا

لڑتی ہے بندوق سے جو آتشِ ظفر توپ و تفنگ
رکھے ہے ہتھیار پاس اپنے تاننگا آگ کا

عارض کا صاف رنگ سے گل میں آگیا
زلفوں کا پیچ و خم سے سنبل میں آگیا

کس چشم پر خمار کا ساقی پڑا تھا عکس
جب ہے کہ یہ نشان قدح مل میں آگیا

تک کردوں میں صبر نہ درد فراق سے
ہے فرق میرے صبر و تحمل میں آگیا

کیا شعلہ و شرار میں کیا مہر و ماہ میں
جلوہ ترا تو ہم کو نظر کل میں آگیا

دیکھا مجھے نہ تو نے اور آنکھوں میں میرا دم
آخر کو یار تیرے تغافل میں آگیا

کاکل میں تنگ آیا تو زلفوں میں آیا دل
زلفوں میں تنگ آیا تو کاکل میں آگیا

جلدی سے قاصد وان کی ہوا کچھ نہ اے ظفر
وان سے جواب خط کا تامل میں آگیا

شمع کا داغِ جگر ہے بزم میں کیا گل بنا
بلکہ دیکھا دود دل بھی ہمسرِ سنبل بنا

دیکھ پھر آخر خزاں ہی کوئی دن ہے یہ بہار
اس چمن میں آشیانہ اپنا ہی بلبل بنا

ملگیا دریا میں جب قطرہ تو دریا ہو گیا
جزو جو کل میں ہوا گم جزو بھی وہ کل بنا

بعد مرگ ایسی کشش تھی ان کہ میری خاک سے
یاس سے کوئی بنا یا کوئی جام مل بنا

دل کا نکلنا یار سے تھا مشکل ہوا
جب یہ ساعت زدہ سودائی کا کل بنا

مانگ کی لیکھ پہ ہر رات سویرا دیکھا
کوچۂ زلف مین دنکو بھی اندھیرا دیکھا

دور ساغر ہی مین گذرے ہمین دن جون خورشید
ساقیا او ٹھکے بو منہ صبح کو تیرا دیکھا

ابلق چشم کی اللہ رے تیرے شوخی
کہ اولیل ایسا نہ کوئی بھی بچھیرا دیکھا

دل کو چیتا مرے ناخن کے شرا شوب سے تمام
بہتر اس دست جنون سے نہ چیترا دیکھا

خط مراد یکھ لیا ایک دفعہ اوسنے تو کیا
حرف مطلب نہ کوئی غور سے میرا دیکھا

حلقۂ زلف سے تم بیچ نسکے حضرت دل
اس بلانے تمھین کس طرح سی گھیرا دیکھا

ہمسے غربت زدہ ٹھہرے نہ ٹھکانے سے کہین
لیتے سب جانوروں کو بھی بسیرا دیکھا

حال مجنون لیے کیا وادی وحشت مین مقام
کہ بگولے کے سوا کوئی نہ ڈیرا دیکھا

ہم نہ کہتے تھے ظفر بیچ نہ دل اوسکے ہاتھ
ناپسند اوسنے کیا لیتے ہی پھیرا دیکھا

انھین جب پیار سے گود مین کوئی بھر کے لیلونگا
دہن کے بوسہ بھی مین لب کو لب پر دھر کے لیلونگا

فقیر اے یار ہو جاؤنگا مین تیری محبت مین
زمین تکیہ کی خاطر پاس تیرے گھر کے لیلونگا

پرکھ پر جوہری کی لعل لینے کا نہین جی لی
در دندان سے مین تیرے مقابل کر کے لیلونگا

لب میگون کے تیرے لیگا بوسہ گر اسے ساغر
تو مین اے بادہ کش بوسے ترے ساغر کے لیلونگا

ہلا دونگا جہان کو دیکھنا زیر زمین بھی مین
ذرا کروٹ جو ہاتھون سے دل مضطر کے لیلونگا

جو توڑی شیشہ مے محتسب نے مار کر پتھر
تو بدلے مین کسی دن اوس سے اس پتھر کی لیلونگا

کرونگا کعبے مین جا کر ظفر کیا گر نہی کا ڈھب
تو بوسے اوس بہت کافر کے سنگ در کے لیلونگا

[illegible]

| | |
|---|---|
| جو بیہودہ گو ہو ظفر اوس سے کہدو<br>نہ باتین بنا میری محفل مین بیٹھا | |

چبھا ہوا ہے جگر مین میرے یہ نیش مژگان یار کیسا
کھٹکتا ہر دم ہی ساتھ دم کے آلہی سینے مین خار کیسا
جو مست اوس چشم مست کی ہین نہین ہی کچھ اونکو ہوش ساقی
کہ جام کیسا شراب کیسی نشا ہے کیسا خمار کیسا
بندھا جو اشکون کا تار دیکھا تو اوسنے ہنسکر یہ مجھ سے پوچھا
کہ تو نے اپنے گلے مین ڈالا یہ موتیون کا سا ہار کیسا
اوڑاتا کیا خاک سر پہ مجنون چلا ہے زندان سے سوئے ہامون
اوڑی ہے دیکھو یہ گرد کیسی اوٹھا ہے دیکھو غبار کیسا
کرے جو تجھ سے تپاک پیدا جو تجھ پہ اے شعلہ خو ہو شیدا
پھر اوسکو ہوش و حواس کیسے پھر اوسکو صبر و قرار کیسا
یہ لیکے تیر و کمان کا جانا شکار کا ہے فقط بہانا
تجھے کسیکو ہدف بنانا ارے ستمگر شکار کیسا
ظفر جو پھیری ہے اوسنے چتون خفا ہے مجھ سے وہ شوخ پرفن
بتا دیا اوسکو میرا دشمن یہ عشق ہے دوستدار کیسا

| | |
|---|---|
| تڑا بسمل ہی کیا تجکو بہلا اے قاتل دعا دیتا | لب ہر زخم سے ہر دم ہر اوسکا دل دعا دیتا |

[illegible]

[illegible]

صورت اپنی جسے اک بار دکھا دی اوسنے
اے ظفر صورت آئینہ وہ حیران بنا

[illegible]

جب عاشقی مین دل نے مرا یاس کھو دیا
مفلس ہوئے تو ہوش کیا رہین اوسکی تو عقل کو
اقرار نامہ اونکی محبت کا ہم اونھین
مضمون تو آگیا تھا خموشی کا لیتے ہاتھ
خورشید جب چھپا تو یہ آیا نشے مین شوخ
افسوس اپنے اشک کی جانی نہ تمنے قدر

مین نے بھی اوسکا ایسا کیا ناس کھو دیا
اے چرخ تو نے باعث افلاس کھو دیا
دکھلا نہین کیا کہ تمنے وہ قرطاس کھو دیا
یارون نے کی جو تمنے بکواس کھو دیا
سونیکا وہ فلک نے کہان طاس کھو دیا
کیا بے بہا نگینہ الماس کھو دیا

تمنے دل ہر کہانہ جانا کبھی غنی عشق مین
جو کچھ کہا اے ظفر تمام نے پاس کھو دیا

اگر مرے دل سوزان کا داغ گل ہوتا
وہ رشک گل جو گلستان مین سیکشی کرتا
ہر ایک خار بہ فیض قدم سے مجنون کی
جو زشت خو ہین اونھین کیا ہو رخوب سے عشق
اگر نہ جانتا ہے تنگ عرصہ گلزار
چمن مین نالہ بلبل کو کون پھر سنتا

کبھی چمن مین نہ گل کا چراغ گل ہوتا
تو غنچہ ہوتا گلابی ایاغ گل ہوتا
نمود ہے سرو امان باغ گل ہوتا
شا نہین کبھی معشوق زاغ گل ہوتا
شگفتہ یون نہ کبھی با فراغ گل ہوتا
تری طرح سے جو نازک دماغ گل ہوتا

چمن مین جاتا ہے جب کہ ظفر وہ رشک چمن
تو اوسکو دیکھ کے ہے باغ باغ گل ہوتا

ڈھب نہ رونیکا تری بزم مین اک آن بنا
مجھسے یا رہو تجھے لیا پہلے ہی طوفان بنا

فرحت افزا ہو نکیون کر نہ وہ حیران بنا
کم مری حق مین ہے وہ ... یاران کی ہوا
گلشن دہر مین ہے گاہ خزان گاہ بہار
اک روش پر نہین ہے ... رضوان کی ہوا
... کبھی ... کی ہوا
کشتی ہوش کی حق مین ہے یہ طوفان کی ہوا
اے جنون ... زنجیر در زندان کو
... بیابان کی ہوا

[illegible]

منت کش مرہم ہون نہ مجروح ازل کے
دیکھا نہین زخم گل سیراب کا پھاہا

گرمی سے مرے خون جراحت کے عجب کیا
ہمسر ہو جو خورشید جہانتاب کا پھاہا

وہ زخمی شمشیر حوادث ہے کہ جسکو
آئی ہے نظر چرخ بھی زہراب کا پھاہا

زخم دل عاشق کی نہ سوزش مین کمی ہو
بالفرض اگر اوسپہ ہو گرداب کا پھاہا

پر درد کو تزئین سے غرض کیا کہ ہے زخم
یکسان ہے گزیکا کہ ہو کمخواب کا پھاہا

پھوڑا سا نہ کیون پھوٹ بہے دل ظفر اوسپر
ہے مرہم غمخواری احباب کا پھاہا

تو نے جو گل کی طرف غیرت گلشن دیکھا
کبھی آئینے مین اپنا نہین جوبن دیکھا

مہ جبین جتنے تجھے کیا ہیں جلین دیکھا
تار بارش مین چھپا اک مہ روشن دیکھا

تو ہوا جیب کا ای دست جنون دست انداز
ہمنے ثابت نہ کبھی جیب نہ دامن دیکھا

جتنا تو ہمسے کھچا اوتنا ہی کھچکر آیا
کشش دل کا اثر اے بت پرفن دیکھا

گردش چشم تری وہ ہی کہ جسنے ای شوخ
سنگ سرمہ کو کیا سنگ فلاخن دیکھا

کیا ہی باندھی ہے تری چشم نے اشکونکی جھڑی
کبھی ایسا نہ برستے ہوئی ساون دیکھا

دیدۂ آہوی صحرا کے سوا ہمنے چراغ
اے صبا تربت مجنون پہ نہ روشن دیکھا

خانۂ دل مین جو ہے آہ و فغان کا عالم
تعزیہ خانے مین بھی ایسا نہ شیون دیکھا

سانپ دل جسنے کہا دوست سمجھکر اپنا
اے ظفر ہمنے اوسے جان کا دشمن دیکھا

آئینۂ خاک سے پاتا ہے جلا کیا ہی عجب
خاکساری سے اگر صاحبِ جوہر چمکا
آتشِ عشق سے داغِ دلِ مضطر چمکا
کلبۂ تار مین میرے نہین درکار چراغ
جب کہ ماتھے پہ ترے رات کو جھومر چمکا
[illegible] ترے عقدِ ثریا کی جھلک
حسن ناز تر اور بھی [illegible] چمکا
تازیانہ جو کیا [illegible] مشکین سے [illegible]
رات کو [illegible] شب تا سحر [illegible] چمکا
روبرو اوس رخِ پر نور کے ماہِ تابان
[illegible] مری شوخ ستمگر چمکا
[illegible] اوس رخِ گلگون کا ہوا گلگونہ

ہوگیا زردیِ رخسار سے عاشق کو یقین
یہ ہے انسان کے جہان ہاتھ لگا زر چمکا
شعلۂ [illegible] جا کے فلک پر ہر روز
اے ظفر مہرِ درخشان کی برابر چمکا

کبھو نہین کیا کہ ہے ہمسر دلِ بیتاب پارہ کا
لیے تو دیکھ ہوتا ہے نہ وہ آب پارہ کا
وہ پارہ ہے نظارہ رخ مین ہر کونسی بجلی
بنا ہے پیالہ جس کا یہ سیماب پارہ کا

[illegible]

کہا تھا تجھ سے جو احوال ہمنشین ہمنے — خبر نہین کہ کہا اوس سے تونے یا نہ کہا
جفائین ہمنے سہین اس قدر کہ مر ہی گئے — مگر کبھی نہ کہا تونے مرحبا نہ کہا
مری نگہ نے مرا راز کہدیا اوس سے — بلا سے گر نہ کہا مین نے مدعا نہ کہا
وہ حالِ دل جو سنے گوشِ دل سے تو کہیے — وگر نہ کہنے سے کچھ فایدہ کہا نہ کہا

ہم اوسکی بات سے قایل ہین اے ظفر جسنے
بھلا کہا جسے منہ سے اوسے برا نہ کہا

ظالم ترے جب ہنسنے کا عقدہ نہین کھلتا — کیا جانئے کہ ہے دل مین ترے کیا نہین کھلتا
جب تک ہو دمِ سرد و رخِ زرد نہ غماز — ہر ایک پہ رازِ دلِ شیدا نہین کھلتا
اوس مستِ مئِ ناز کی اللہ رے تمکین — وہ عالمِ مستی مین بھی اصلا نہین کھلتا
کھلتا نہین احوال پریشانیِ دل کا — جب تک کہ ستمگر ترا جوڑا نہین کھلتا
بند آنکھین ہوئی جاتی ہین مشتاق کی تیرے — کیون بند نقابِ رخِ زیبا نہین کھلتا
جو اوسکو پڑھاتے ہین عجب تک کہ آئین — خط سامنے اوس شوخ کے میرا نہین کھلتا
کس کام کے پھر ناخنِ تدبیر ہمارے — جب تارِ محبت ہی کا پھندا نہین کھلتا
کیا منہ ہے کہ ہو خنجرِ قاتل کی شکایت — یہان منہ ہی مرے زخمِ جگر کا نہین کھلتا

یان آ کے کہان ہین کہان جائینگے یا رب
حیران ہین ظفر ہم یہ معما نہین کھلتا

پاس عارض کے ترے کان کا گوہر چمکا — دن مین لیے پہلوئے خورشید مین اختر چمکا

[illegible]

ہم صورت اپنے اوسکو جو آئے کئی نظر
حیران ہوکے آئینہ خانیسے اوٹھ گیا

تھا میری اوسکے جو پردا سا اک ظفر
یکبارگی دوئی کے اوٹھا نیسے اوٹھ گیا

جسکو کہ ڈھونڈھتا ہوا مین ہر کہین گیا
دل ہی مین تھا مرے وہ مجھے جا مین گیا

جس دم گیا مین اوس بت کافر کے سامنے
یہ ہو گیا یقین کہ بس ایمان و دین گیا

آنکھین سی کھل گئین مہ و انجم کی دیکھنا
کو ٹھے پر اپنے تو جو شب ماہ جبین گیا

کیا جانے کسکو ذبح کریگا کہ آج وہ
خنجر بکف چڑھاتا ہوا آستین گیا

چونکا نہ خوابگاہ مین شب کو وہ مست ناز
شور و فغان مرا سر چرخ برین گیا

رو رو کے ہمنے چشم سے دریا بہا دیا
دل کا ترے غبار پر اب تک نہین گیا

مین اور رو دون دل اپنا کسیکو ترے سوا
تیرا خیال یہ کدھر اے نازنین گیا

کنج لحد مین بھی مجھے آرام ہو چکا
گر ساتھ مضطرب دل اندوہگین گیا

آیا رقیب بن کے وہان وہ اے ظفر
پیغام بر جو ہوسکے مراہم نشین گیا

جب چراغ گل چمن مین یک بیک گل ہو گیا
چشم بلبل مین جہان تاریک بالکل ہو گیا

خانۂ زندان مین میرے نالۂ زنجیر سے
شور محشر سے بھی اک برپا سوا غل ہو گیا

بل بے جوش گریہ آنکھو نمین نشہ سا ہو گیا
عشق کی کیفیتون سے خون دل مل ہو گیا

تجھکو کیا تیری بلا سے کوئی اے غفلت شعار
ہو گیا گر کشتۂ تیغ تغافل ہو گیا

[illegible]

واسطے نسیان کے دیا تھا شمع لیکن آپ بھی
دانۂ گندم سے ظفر جنت میں آدم کھا گیا

| | |
|---|---|
| بکتے بکتے ناصح بے پیر آپ ہی جا بک گیا | اور سنتے سنتے اب میرا کلیجا پک گیا |
| دل میں جو کچھ تھا نہیں اب تو کہ پک کر پھوٹ جائے | تھا اگر جیسا کہ کہتا ہے کوئی جا پک گیا |
| چاہتے تھے ہم بہت کہ یک جا ہو خیال | خواہ وہ اے ہمدم بجا تھا خواہ بیجا پک گیا |
| دل ہمارا سوختہ تھا تخم محبت کا ثمر | اب نہیں کچھ چارہ ہے اسکو لیجا پک گیا |

جسم خاکی اپنا ظرفِ خام تھا اوس سے ظفر
آتش غم سے پکا نیکو جو بیچا پک گیا

| | |
|---|---|
| گر دیدۂ تر سے یک بیک اگر مژگان پر پھر گیا | موت کا پڑا الیقہ اگر زبان پر پھر گیا |
| تب چھٹے گی اور گرم ہو سوا خورشید کو | نالہ سوزان مرا گر آسمان پر پھر گیا |
| بوالہوس نے بھی کیا تھا اوس سے اقرار وفا | لیکن اس اقرار سے وہ امتحان پر پھر گیا |
| جب چلی شمشیر قاتل تھا ہی ایک خنجر سا | بیان گلوئے عاشق آزردہ جان پر پھر گیا |
| بجھ سکا سوزِ جگر میرا نہ جوش گریہ سے | گرچہ طوفان ہو پانی ہر جان پر پھر گیا |
| اپنے ہم دل ار کو بیجا لائے نہیں لگا کے پھیر | گریہ ہو کر شیفتہ اوس بوستان پر پھر گیا |

دیر کیا اور کعبہ کیا دونوں سے دل میرا ظفر
پہنچتے ہی وہ صنم کے آستان پر پھر گیا

| | |
|---|---|
| شاد اوسکے بھید یاری سے نہ ہمیاری سے ہاتھ آیا | خدا آگاہ ہے دل کی خبرداری سے ہاتھ آیا |

[illegible]

| | |
|---|---|
| وہی کعبہ کا صاحب خانہ وہی دیر کا مالک | وہی ازق ہی کافر کا وہی ہادی مسلمان کا |
| اگر ہو جائے پارہ پارہ دل اوسکی محبت مین | تو سمجھ ہر پارۂ دل کو سمجھ سیپارہ قرآن کا |
| نکرتا وہ اگر پیدا نبی کو نوع انسان مین | تو مخلوقات مین اشرف نہوتا رتبہ انسان کا |
| نبی وہ رحمۃ للعالمین جسکی شفاعت سے | نہوے عاصیون کو حشر کے دن خوف عصیان کا |
| عجب کیا نعمتین گر اوسکے نور حسن معنی پر | بجائے حسن مطلع ہوئے مطلع مہر تابان کا |
| زلیخا دیکھتی گر اک نظر اوسکا رخ روشن | تو اوسکو خوب ہوجاتا تماشا ماہ کنعان کا |

ظفر مضمون حمد و نعت کے گلہائے رنگین سے
ورق میرا اس دیوان کا ہے اک باغ رضوان کا

| | |
|---|---|
| ہمنے روضہ کو ترے روضۂ رضوان پایا | بلکہ رضوان کو نہ یہان ہمسر دربان پایا |
| محو نظارہ ہوا آکے جو اس گلشن مین | چشم نرگس کی طرح سے اوسے حیران پایا |
| دیکھے سب معرفت آگاہ ترے در کے فقیر | ہمنے پایا جسے یہان صاحب عرفان پایا |
| تیرے دروازے کی ہے خاک وہ اکسیر شفا | کہ جسے ہمنے ہر اک درد کا درمان پایا |
| تشنہ لب کیون محبت کی ہو وان کر سیراب | ہمنے ہر چشمہ کو یہان چشمۂ حیوان پایا |
| کہے اس درگہ عالی کی کوئی کیا رفعت | کہ اسے عرش کا ہمسایۂ ایوان پایا |

کعبہ و دیر مین ہم ڈھونڈھتے پھرتے ہین جسے
شکر صد شکر کہ وہ ہمنے ظفر یان پایا

| | |
|---|---|
| حال دل سب لکھا نہین جاتا | اور لکھون تو پڑھا نہین جاتا |

کیا ہزار شگفتہ بہار نے لیکن — خزان کے ڈر سے کبھی با فراغ گل نہوا
نہ تھی کی خار پہ مجنون کے پانو تلے تا خون — نمود اک سر دامان باغ گل نہوا
گیا جو تو تو مقابل ترے نزاکت کی — چمن مین اے بت نازک دماغ گل نہوا
بہار آئی مگر جب تلک نہ تو آیا — چمن مین رشک چمن باغ باغ گل نہوا

عبث ہی سینہ مین ہون غیر اے ظفر کہ بلبل
بہار مین کبھی مرغوب زاغ گل نہوا

کوئی صنم اوسے سمجھا کوئی خدا سمجھا — نہ سمجھے ہم کہ وہ کیا سمجھا اور کیا سمجھا
نہ آیا دل کی سمجھ مین کہ بار غم ہے گران — اگرچہ مین نے دیا اوسکو بارہا سمجھا
چڑھا جو اشک کا دریا مرے تو اک جہان — فلک کے خیمے کو پانی کا بلبلا سمجھا
بنا یا رخ پہ یہی کیون تو نے خال کا جل کا — یہ نکتہ مین نہین اے شوخ مدعا سمجھا
نہ سمجھے سینے کو کیون عرصہ گاہ محشر وہ — جو دل کے داغ کو خورشید حشر کا سمجھا
غم جدائی مین موت اوسکو عین صحت ہے — مریض ہجر ترا زہر کو دوا سمجھا

ہمیشہ کیون تری آنکھون سے اشک جاری ہین
ظفر ہمین بھی ذرا یہ تو ماجرا سمجھا

اسی ستمگر کسنے ایسا تجھکو نٹ کھٹ کردیا — ان فریبون نے ترے عالم کو تلپٹ کردیا
صبح گل اوسکا کھلا تو نے جو ہمکو دیکھکر — رات کو اپنا چراغ خانہ گل جھٹ کردیا
کرتے ہین پانی کی آمیزش شراب ناب مین — خون دل سے آنسوؤنکو ہمنے غٹ پٹ کردیا

تیری گلی سے عاشق زار اوٹھا کر دیا
دنیا مین اک جہان کو بہا سیل اشک نے
پر دل مین میرے جوش سا یار اوٹھا رہا
گنبد بنا تو کوہ کا مجنون کی دشت مین
اکثر بگولا گرد مزار اوٹھا رہا
رخ سے اوٹھا کے زلف کو چھوڑا ہے منھ چھپا
دل پر سے پردۂ شب تار اوٹھا رہا

واسطے ہمیں غم کے کیا خاک ہو نشو و نما
سبز ہو سکتا نہیں وہ جو کہ دانہ گھن گیا

جاگ اوٹھا خواب عدم سے یک بیک سارا جہان
کان میں جس دم ظفر خالق کے امر کن گیا

گر فلک تک یہ ہمارا نالۂ دل جائیگا
کنگرہ عرش معلے کا ابھی ہل جائیگا

غم نہیں جائیگا تیرا جب تلک ہی دم میں دم
دم کے ساتھ آیا ہے لیو ز مرگ شامل جائیگا

رشک گلزار ارم ہو جائیگا کوچہ ترا
چشم پر خون لیکے جب یہ تیرا بسمل جائیگا

ہاتھ لیکے ہیں ساتھ جو تیر سمین تک ہے وہ ساتھ
آیا یان تنہا ہی تو تنہا ہی غافل جائیگا

گر ہر ذرہ ان پہ تیرے ہونگے جب انجم نثار
عارض روشن کے صدقے ماہ کامل جائیگا

اوٹھ کے جائیگا تری محفل سے جو اے شعلہ خو
چشم تر ہی وہ مثال شمع محفل جائیگا

جائیگا دم میں دیار یار تک پیک خیال
ورنہ جو جائیگا وہ منزل بمنزل جائیگا

بین بین میں بھی رہونگا دل گرفتہ اے صبا
دل نہیں ہے میرا وہ غنچہ کہ جو کھل جائیگا

جان شیرین جائیگی اپنی مثال کوہکن
پر نہ تیرا شوق اے شیرین شمایل جائیگا

تیرے کوچے سے کہان جائیگا تیرا خاکسار
مثل نقش پا وہیں یہ خاک میں مل جائیگا

ہووے گی اوس روز برپا کیا قیامت اے ظفر
خاک پر جس دم شہیدون کی وہ قاتل جائیگا

غلط ہی جو کسے یہ چپکے رہنا کچھ نہیں اچھا
نہ کہنے میں مزا ہے منہ سے کہنا کچھ نہیں اچھا

جنھوں سے دوستی کی وہ ہمارے ہو گئے دشمن
قصور انکا نہیں اپنا ہی کہنا کچھ نہیں اچھا

ہوتے پیدا ہین جہان مار بجای سنبل | ہے جہان خاک مین اوس زلف کا مارا گرتا

دست و پا مارے بہتیرا گرچہ ظفر ہم لیکن
نہین دریاے محبت کا کنارا ملتا

ہے گا کیا دشمن اگر سارا جہان ہو جائیگا | جبکہ وہ بے مہر ہم پر مہربان ہو جائیگا
گر ہوا اس آتش سوزان کا کوئی شعلہ بلند | دیکھ لینا خاک جلکر آسمان ہو جائیگا
اے پری رو اپنی صورت تو دکھائیگا جبھی | صاف وہ حیرت زدہ آئینہ سان ہو جائیگا
وہ جو دل مین لگ رہی ہے آگ بجھنی کی نہین | چشم تر سے گرچہ اک دریا روان ہو جائیگا
دیکھنا اوس چاند سے ٹکڑے کو کیونکر جانتا | ٹکڑے ٹکڑے دل مرا مثل کتان ہو جائیگا
ای جنون تیری بدولت نام میرا آخرش | دشت مین ہر خار کے ورد زبان ہو جائیگا
باز آ اس خون فشانی سے کہین اے چشم تر | دیکھ میرا راز دل سب پر عیان ہو جائیگا
ای تغافل کیش کی تونے اگر آئینہ دیکھ | کام اب تجھسے عاشق کا بیان ہو جائیگا

کرتے ہین دعوی محبت کا جو اوس سفاک کی
اے ظفر اک روز اونکا امتحان ہو جائیگا

ہمارا اونکے ہے جب دم مقابلا پڑتا | نہین کلام کا غیرون کو حوصلا پڑتا
فراق یار مین ہوویگی زندگی کیونکر | کہ پیچھے جان کے یہ غم تو ہے بلا پڑتا
یہ سوز دل سے مرا اشک گرم ہے کہ جہان | بدن پہ گرتا ہے وان ایک آبلا پڑتا
سناتے نالہ پر درد ہم اگر اپنا | تو بلبلو ابھی صیاد بلبلا پڑتا

[illegible]

[illegible]

تیرے اک تار کی قیمت مین جو دو دون چین و تتار
تو بھی سودا نہوا ای زلف پریشان ہونگا

روبرو اوس لب پان خوردہ کے کچھ مال نہین
کیا ہوا اگر چہ بکا لعل بدخشان ہونگا

جان تک بھی تو اگر دیجئے اوسے لے اے دل
نکھو نہین کہ لیا تونے یہ بکان ہونگا

کھو قاتل سے کرے ہاتھ لہو سے رنگین
نہین منہ لیسے سوا خون شہیدان ہونگا

کردیا آنسوؤن نے میری ہیا تنک بے آب
ایک کوڑی پہ بھی ہر اب غلطان ہونگا

گر ظفر ایک نگہ پر ترا ہو جائے غلام
چھوڑ تو مت کہ نہین تجکو پشیمان ہونگا

ساقی ہے نشہ آنکھون مین معمول سے ہلکا
نظرون مین ہے اب ظل گران پھول سے ہلکا

ہر بات مین تو ایک بھی ہے لاکھ پہ بھاری
گر بات کو اپنے کرے طول سے ہلکا

ہے جامہ تکلف کا پسندیدۂ احمق
ہوگا نہ گدھا یہ کبھی اس جھول سے ہلکا

اچھا کیا سر تونے مرے تن سے اوتارا
اب کوئی نہین اس سر مقتول سے ہلکا

جز تارک دنیا ہو سو ہو سکے نہ سبکدوش
یہ بوجھ نہ دنیا کے ہو مشغول سے ہلکا

صرفہ نہین کاغذ کا مگر بھیجتے ہین وہ
خط ڈاک مین اندیشۂ محصول سے ہلکا

دنیا مین ظفر جو ہے گرانبار جہالت
کب ہوتا ہے وہ مردم معقول سے ہلکا

تھا وہ آگے تجھے گر کچھ بھی قابو رات پڑ جاتا
بلا سے کچھ ہی ہوتا لیکن اوس سے بات پڑ جاتا

اگر ہم روکتے یارو نہ اپنی اشکباری کو
جہان مین غلغلہ یہ دیکھکر برسات پڑ جاتا

جہان پہنچا ہم اب وہ مکان پایا نہین جاتا
اگر ڈھونڈھین نشان [illegible] پایا نہین جاتا
خیال اپنا فلک پر جا چڑھا [illegible]

[illegible]

جانیکا دل کے غم ہی نہین اور غم مجھے
رنگِ شفق نہین ہے کسی پر بگر فلک
عاشق ہوا جو یار کی طرزِ خرام پر

تھارت بلا سے گرچہ زر دیان ہو گیا
گرم غضب ہوا ہے جو منہ لال ہو گیا
آخر کو رفتہ رفتہ وہ پامال ہو گیا

وقتِ نظارہ روئے مصفا یہ یار کے
عکس اپنی مردمک کا ظفر خال ہو گیا

کدورت دل مین ہے ظاہر صفائی گر ہوئی تو کیا
ارے نا آشنا و پھر وہی نا آشنا ہو تم
بنایا ہے صنم جسنے انھین سجدہ او سکو ہے
جوانی کیسی طاقت کوئی رک سکتی ہے پیری مین
اڑائی جاتی ہین وہ آنکھ دیکھو ابھی تیر و
نہین پرواز کی صیاد بال و پر مین جب طاقت
رہی پروا ہی جب ہرگز نہ کچھ شکر و شکایت کی
پہونچ سکتی نہین فریاد اوس مغرور کے کانتک

ملاپ اوس سے ہوا تو کیا جدائی گر ہوئی تو کیا
کسی کی تہمت سے دو دن آشنائی گر ہوئی تو کیا
بتو ان کے سنگ در پر جبہ سائی گر ہوئی تو کیا
کسی تدبیر سے حاجت روائی گر ہوئی تو کیا
مری اسبات پر اونسے لڑائی گر ہوئی تو کیا
قفس سے ہم اسیروں کی رہائی گر ہوئی تو کیا
بھلائی گر ہوئی تو کیا برائی گر ہوئی تو کیا
فلک تک آہ کو میری رسائی گر ہوئی تو کیا

نچھوڑی اوس بت کافر کی ہرگز دوستی مین نے
ظفر دشمن مری ساری خدائی گر ہوئی تو کیا

جب آنکے میرے قتل کو قاتل اولٹ گیا
آتا نظر ہے یون فلکِ سبز واژگون

مضطر ہوئی یہ شکے قضا دل اولٹ گیا
جیسے ہو جام زہر ہلاہل اولٹ گیا

اپنی دینداری پہ کیا کیا ناز تھا زاہد کو پر
اوس صنم کی دیکھ صورت برہمن بنگیا
بزم عشرت مجھکو تجھ بن بزم ماتم ہو گئی
نغمۂ شادی لب مطرب پہ شیون بنگیا

بہلے ہی کل سے اپنے اوسے دیکھتا ہین
دیکھے عذاب سوز محبت مین اسقدر
یارب کدھر مرا دل پر غم نکل گیا
دلسے ہمارے خوف جہنم نکل گیا

پھر خواب مین بھی ہمنے نہ دیکھا وہ آ ظفر
آنکھون کے سامنے سے جو عالم نکل گیا

غلط گو ہے کہے جو چپ رہے سے کچھ نہین ہوتا
یہان چپ ہی کچھ اچھی ہے کہے سے کچھ نہین ہوتا
ہنسے جام لبالب بھی تو کیفیت ہو اے ساقی
صراحی کی تو خالی قہقہے سے کچھ نہین ہوتا
سہے ظلم ان ستمگارون کے کوئی کس توقع پر
کہ یان ظلم و ستم بھی تو سہے سے کچھ نہین ہوتا
سبھتے بھاتے مین اپنے نالہائے زار اے بلبل
مرا دل جوش میں ہے تراس چہچہے سے کچھ نہین ہوتا
دکھاوے تو رخ نو خط پہ خط سبز کی سبزی
کہ حاصل لطف سبزہ لہلہے سے کچھ نہین ہوتا
نہین بجھنے کی دل کی آگ گر چہ میری چشمون سے
بہا دریا تو کیا دریا بہے سے کچھ نہین ہوتا

خط آنے پر بھی ہے عالم وہی اوس روئے روشن کا
ظفر بے نور یہ سورج گہے سے کچھ نہین ہوتا

جو مطلب ہی کتاب عشق مین سب یاد ہو جاتا
مری صحبت مین مجنون بیٹھکر استاد ہو جاتا
زبان جب اپنی ہو جاتی ہی اپنے واسطے دشمن
سخن ہی اپنا حق مین اپنے ہے جلاد ہو جاتا
قیامت کر بپا عاشق شوریدہ پر کیا کیا
اگر بیدار شب کو سنکے وہ فریاد ہو جاتا
مرے نالون سے پتھر موم ہو جاتے ہین پر ظالم
ترا دل اور بھی ہے سخت اک فولاد ہو جاتا
خجل ہو جاتی ہے گل دیکھکر رخسار کو تیری
ترا قد دیکھکر شرمندہ ہے شمشاد ہو جاتا

ردیف الف جلد چہارم

یہ فضل دیکھ کہ خود بادشاہ ہی لیکن
رکھا ہے اور نہ کبھی نام بادشاہی کا

بلطف دیکھ کہ خود بے نیاز ہی لیکن
دھیان ہے اوسے بندونکی خیرخواہی کا

تم اپنے جی مین عزیز او ذلیل ٹھہرالو
خدا ہے ایک مہ و مہر و مرغ و ماہی کا

کیا کسیکو جگر خستۂ دوام فراق
دیا کسیکو فراو وصل گاہ گاہی کا

بھرا وہ چشم بتان مین فسون کہ جو دیکھے
تمام عمر کرے شکوہ کم نگاہی کا

جو حب آل نبی اور صحابہ دل سے رکھے
ظفر اوسے نہین ڈر حشر کی تباہی کا

ہے مرتبہ ہر ایک بشر کا جدا جدا
قسمت جدی جدی ہی نصیبا جدا جدا

خالی نہین جہان مین تمنا سے کوئی دل
ہر ایک مین ہے گرچہ تمنا جدا جدا

برچھی نگہ کی تیغ بھوون کی قشقہ کا تیر
ہے میری کشتِ خون کو مہیا جدا جدا

شعلے مین بھی ہے برق مین بھی اور شرار مین
اک نور کا کسی کے تجلا جدا جدا

اللہ رے جوش گریہ میری ہر قطرہ سے آج
بہتا ہے ایک خون کا دریا جدا جدا

گہ رخ کا بوسہ لیتے ہین گہ ہے دہن کا ہم
دونون مین ہمنے لطف جو پایا جدا جدا

خط لکھا ایک اوسنے مجھے اور غیر کو
مضمون اگرچہ اوسمین ظفر تھا جدا جدا

دہان یار کا راز نہان معلوم کیا ہوگا
نہو گا منہ سے جبتک کچھ بیان معلوم کیا ہوگا

اگر دل غم بلا مین ہونگے نہ او سمین رو گرگے
مرا درد اوسکو بے آہ و فغان معلوم کیا ہوگا

تا بام یار طاقت پرواز تھی کسے
اے عشق تیرا نام ظفر لیکے اڑ گیا

کب آیا ابر سیہ نظر ہے زمین سے اونچا فلک سے نیچا
یہ اپنا دود دل و جگر ہے زمین سے اونچا فلک سے نیچا

نہ کچھ بلند ہی کی ہے تمنا نہ کچھ ہے پستی کی فکر اعلیٰ
نشان قاتل پر اپنا سر ہے زمین سے اونچا فلک سے نیچا

نہ شعلہ برق سمجھو اسکو نظر اٹھا کے بغور دیکھو
یہ آہ کا میری اک شرر ہے زمین سے اونچا فلک سے نیچا

خدنگ جانان سے کوئی کہدے کہ دل میں آکے جو تو نہ بیٹھے
چلا لگا کر یہ پر کدھر ہے زمین سے اونچا فلک سے نیچا

نیا مکان وہ بھی گر بنایا تو سمجھ مجھ میں نہ آیا
کہا یہ آ کے کہ میرا گھر ہے زمین سے اونچا فلک سے نیچا

فلک کی تابش سے چشم مردم زمین کو تکنے جھکی ہیں انجم
کھڑا جو وہ پشت بام پر ہے زمین سے اونچا فلک سے نیچا

زمانے پستی بلندی ایسی کھائی ہمکو دلیں فنا بھی
غبار اپنا جو اے ظفر ہے زمین سے اونچا فلک سے نیچا

تو مری لاش پہ قاتل نہیں دم بھر روتا
خون کے اشکوں سے ہے میرے ترا خنجر روتا

یوں تو ہاں رونیکو ہے ابر بھی روتا لیکن
نہیں اس دیدۂ گریان کے برابر روتا

اے ستمگار ترے ہاتھ سے دل سوز ترا
شمع کی طرح سے جل جل کے ہے اکثر روتا

رہی تاثیر نہیں آہ و فغان میں ورنہ
ہو کے پانی مری فریاد سے پتھر روتا

تجکو آتی ہے ہنسی یہ بھی نصیبوں کا لکھا
ورنہ ہے غیر بھی خط کو مرے پڑھکر روتا

بزم عالم میں ہم شادی و غم میں دونوں
ایک ہنستا ہے ظفر ایک ہے یاں پر روتا

دیکھ لے آنکھ سے گر ساغر می ہنستا ہے
ہچکیاں لیکے ہے شیشہ بھی مقرر روتا

اس دل کے اضطراب نے مجکو دیا ہلا
ایسا کسی نے جھولے مین جیسے جھلادیا
اے سوز عشق تو نے اگر جی جلا دیا
دل پھر تو نرم ہو گیا اچھا ہوا اسے
تا چند آب آتش غم جب کسی نے منہ بھی دکھلا دیا
کچھ سو گئے ہیں طالع تو کیا ہم مین یار نے
خط او نکو ہم نے ... قاصد نے بھلا دیا
لیکن امید وصل نے نسبت غم بھلا دیا
ہے یہ غم فراق نے مجکو کھلا دیا
نقاش چین نے ... ظفر چین ڈالا دیا
کھینچا جو نقشہ کلک تصور نے یار کا

ہستی تو حباب وار تنک ظرف اسقدر
کیا کر سکے وہ دم تجھے غافل بھلا دیا
ہم وصل کے اختیار مین کچھ دل کے اے ظفر
مژگان مین خط وہ سرمہ دنبالہ دار کا
تارا ہے اس نے تار نہین چھل کیا رکا
دو پھول بھیجدن او سنے نرگس کے یار دو
آنکھون کو دیکھے حال ہے اسے انتظار کا

| | | |
|---|---|---|
| | دریا ظفر اوتر گیا اور ابر کھل گیا<br>اپنا نہ زور طبع نہ زور قلم گھٹا | |

| | |
|---|---|
| جو لیکے وہان سے خط و پیغام ہے آتا | وہ کون ہے یا اوسکا نہین نام ہے آتا |
| جب کرتی ہین فریاد ہے کہتی ہین کہ ہمکو | کچھ اسکے سوا اور نہین کام ہے آتا |
| کس وزتر اذکر رخ و زلف و زبان پر | سو بار نہین صبح سے تا شام ہے آتا |
| مرغان چمن کرتی ہو کیا جیسے دیکھو | وہ دوش پہ صیاد لیے دام ہے آتا |
| کیون شرم سے گڑ جائے نہ شمشاد زمین پر | گلشن مین وہ سرو سمن اندام ہے آتا |
| تر دامنی اوسکی ہے کہ کعبے مین بھی جو زاہد | تر ہے سے کیے جامۂ احرام ہے آتا |
| غش کھا کے گرتی ہے وہین مہتاب زمین پر | جب رات کو وہ ماہ لب بام ہے آتا |

| | | |
|---|---|---|
| | جو حق کہے ہم کیون نہ ظفر اوسکے ہون قایل<br>ناحق ہمین دینا نہین الزام ہے آتا | |

| | |
|---|---|
| ہم روئے ایسا تو نے جو ہمکو رلا دیا | پانی مین آگ دکھائی فلک تلملا دیا |
| اوس شعلہ خو سے بزم جہا نہین لگا کے لو | مانند شمع آپ کو ہمنے گھلا دیا |
| ہے خاک راہ یار کی چٹکی بھی کیمیا | یہ عشق نے بتا ہمین اک چٹکلا دیا |
| ایسا نہ ہو کہ غیر پہ کھل جائے مدعا | قاصد نے میرے خط اوسے جا کر کھلا دیا |
| سب یار کوچ کر گئے میری کھلی نہ آنکھ | غفلت نے کیا کہون مجھے کیسا سلا دیا |
| تمنے کیا نہ یاد کبھی بھول کر ہمین | ہمنے تمھاری یاد مین سب کچھ بھلا دیا |

[illegible]

جلا دیگا جہانکو دیکھ لینا یہ دل سوزان
جو نالہ اسنے اک آہ آتشبار پر کھینچا

خطِ رخسار کو تیری جو دیکھا ہے گلستان مین
قلم سب خوشنویسون نے خطِ گلزار پر کھینچا

ہوئی کچھ تو دل بسمل کی اپنے صورتِ تسکین
تیری تصویر کو جب سینۂ افگار پر کھینچا

دلِ زخمی سی اپنے ناوکِ دلدوز کو وہ سکے
اگرچہ کھینچنا تھا اے ظفر دشوار پر کھینچا

لبِ نازک پہ نہین رنگِ مسی کا اودا
صدمۂ بوسہ سے لب ہوگیا تیرا اودا

رخِ خورشید پہ ہے ابرِ بہاران سے نقاب
یار کے چہرۂ روشن پہ دوپٹا اودا

آب گرنے مین ہمارے فلک نیلی فام
نیلوفر کا سا کوئی پھول ہی اودا اودا

سرمہ آلودہ ترے اشک نے خطِ جدول
صفحۂ روئے کتابی پہ ہے کھینچا اودا

ہی نہان پردۂ ظلمات مین صاف آبِ بقا
بر مین ہی جانِ جہان کے نہین جوڑا اودا

لکھتا شنگرف سے شنجون کا اشارہ میرے
ہاتھ کا غذ مرے قاتل کے نہ آیا اودا

ہے فلک پہ ظفر اس دود جگر سے میرے
طرفہ جامِ زرِ خورشید پہ بنیا اودا

سرد مہری سے تری دل ہوا ایسا ٹھنڈا
کہ پسینا بھی بدن پر مری آیا ٹھنڈا

تپشِ دل نہو کم گرچہ مرے سینے پہ
رکھے صندل مین کوئی رنگ کے گہرا ٹھنڈا

غم کے کھانیسے یہ گرمی ہے کہ جی چاہی ہے
پانی اس وقت پلائے کوئی ٹھنڈا ٹھنڈا

پیکے می کیونکہ یہ میخوار ہوا خوری کو
جائین صحرا مین کہ ہے وقتِ سحر کا ٹھنڈا

سلے ستمگار جلاتا ہی رہا تو دل کو
نکیا تونے کبھی میرا کلیجا ٹھنڈا

آتشِ عشق سے بلبل نے کیا ہے روشن
یہ چراغِ گلِ گلشن ہو صبا کیا ٹھنڈا

رقصِ بسمل کا نہ قاتل نے تماشا دیکھا
ہوگیا یونہین ترا یہ دلِ شیدا ٹھنڈا

بھرا ہی باغ پھولوں سے بھرین نہرین ہین پانی سے
مجھے بھر بھر کے ساقی مے سے کیون پیمانہ نہین دیتا

جواب صاف تو دیدے وہ تو خط میرے قاصد کو
جواب خط نہین دیتا بلا سے گر نہین دیتا

پڑا ہین کروٹین لیتا ہوں ساری رات بستر پر
ذرا آرام سے سونے دل مضطر نہین دیتا

ظفر اسیر بھی اسکو روز دیتے ہین ہزارون دل
اگرچہ جانتے ہین سب کہ وہ لیکر نہین دیتا

بلا سے گرچہ جا بیٹھا خبر پہونچا کے جا بیٹھا
مرا وان نامہ بر آ مہر پہونچا کے جا بیٹھا

مجھے حیرت ہی دل کیونکر ترے گوشہ مین ابرو کے
بہم اخلاص تجھسے عشوہ گر پہونچا کے جا بیٹھا

خدنگ ناز سے ناوک فگن تیرا تو چھٹتے ہی
مرے دل مین مری جان مضطر پہونچا کے جا بیٹھا

رفاقت تو نکی دل کی مگر تجھسے ہمائی کی
الگ مجھسے مجھے وہ اوسکو گھر پہونچا کے جا بیٹھا

نہ پہونچا بام جانان تک اگرچہ شاخ سدرہ کے
دل مضطر بہم تجھ بال و پر پہونچا کے جا بیٹھا

ہوا حاصل تجھے کیا تو کنار غیر مین ظالم
کن رے گو کے مجھ کو اگر پہونچا کے جا بیٹھا

گیا تھا دل کو کیا پہونچانے اپنے کوی دلبر مین
کہ مین تو آپ ہی اوسکو ظفر پہونچا کے جا بیٹھا

مقابل جب ترے آئینہ شانہ روبرو ہوگا
تو حیران و پریشان اک زمانہ روبرو ہوگا

لگاؤ گے کمان تیر نگہ دل گم ہی سینہ سے
نشانہ تب لگیگا جب نشانہ روبرو ہوگا

پھنسیگا طائر دل کیونکہ دام زلف مین کافر
نہ جز گوش سے گر آب و دانہ روبرو ہوگا

نہ اونکو نیند آئیگی نہ اونکے ہمنشینون کو
بیان گر عشق کا میرے فسانہ روبرو ہوگا

دکھائینگے ہجوم داغ جب ہم عشق کی دولت
نہ ہرگز مال کچھ اسکے خزانہ روبرو ہوگا

ملایا دل ہے بادل کیا گر جگر دیکھا ایسا قی
ترے دامن سے چمٹینگے مرے ہار ستر تربت

یہ پیل مست ہے چنگھاڑ کر چمٹا
نہ تجھے جھاڑ اپنے دیکھ دامن جھاڑ کر چمٹا

ظفر نے آستان چھوڑا نہ اے پردہ نشین تیرا
رہا در سے ترے دربان وہ کھڑ کاڑ کر چمٹا

نہ تحقیق ایک مرگ عاشق دلگیر کا دن تھا
ہوے الوٹتے تجھے تو یہ عینائے حباب آسا
بہت تھا ناز ہمکو آج اپنی سخت جانی پر
ہوا جسن زیہ مفتون تھا اوس چشم مفتن پر
فقط کیا لعف تھی اوسکی اندھیری رات اسیر کر
پہونچنا چاہیے تھا جلد تجکو جان بلب تھا مین

کوئی کہتا تا جمعرات کوئی پیر کا دن تھا
یہ روز ابر بھی ساقی عجب تاثیر کا دن تھا
میان یہ امتحان برش شمشیر کا دن تھا
وہی دن اس دل دیوانہ کی تدبیر کا دن تھا
رخ روشن بھی تو اوس عالم تصویر کا دن تھا
نہین یہ آج اے عیسیٰ نفس تاخیر کا دن تھا

کہا جو چاہا اوسنے اور کچھ منہ سے نہ بولے ہم ❊
ہے خاموش کیون اب سے ظفر تقریر کا دن تھا

وہ نہ ہے می مین نہ ہے وہ می پرستی مین مزا
دل گرفتہ ہی برنگ غنچہ رہنا خوب ہے
خاک اوڑانی تھی اوڑائی ہمنے مثل گرد باد
اے ستمگر اپنے تو مژگان کے مجروحون سے پوچھ
دیکھ ہے کیا ابر باران ساقیا دے بھر کے جام

جو نگاہ مست ساقی کی ہے مستی مین مزا
ہنس کے پایا گل نے کیا گلزار ہستی مین مزا
نے بلندی مین اوڑایا کچھ نہ پستی مین مزا
کیا ہے زخم کاری تیغ دو دستی مین مزا
می کے پینے کا ہے اس بدلی برستی مین مزا

تعریف بھی عشق بت سیمین مین بیان
اندوہ و درد و رنج سے دل مالا مال تھا
فرعون کے خدائی کا دعوی کیا جو یون
دیکھا نہ اسنے صنم ترا جاہ و جلال تھا
امید روز وصل مین یہ زندگی ہو ئی
اپنا شب فراق مین جینا محال تھا
کوئی زمانہ وصل بھی خواب و خیال تھا
بخشش بطفیل شاہ رسل ابتدا ہو گئی
ورنہ گناہ کا ظفر بال بال تھا

زاہدا کہتا ہے تو رشتۂ تسبیح جسے
سانپ بن نکلے مجھے کاٹتا ہے بن تیرے
مرغ دل جا بچے کہان جب کہ پڑا گردن مین
یہ بھی ہے دام فریب اور ترے فن کا تاگا
شب ہر اک بستر اندوہ و محن کا تاگا
ہمد مو عشق بت صید فگن کا تاگا

کہکشان کہتے ہین جسکو وہ نظر آتا ہے
اے ظفر جامۂ گردون کہن کا تاگا

ذرا بھی تار جو ساقی شراب کا ٹوٹا
نشہ بھی ساتھ ہی رند خراب کا ٹوٹا
بہم شکست و درستی ہے بحر ہستی مین
وہین بناؤ مین ساغر حباب کا ٹوٹا
ہزار ابر گہر بار کا بھی ور گھٹا
نہ تار اشک ہی چشم پر آب کا ٹوٹا
جو ٹوٹا ہاتھ سے ساقی کے آج ساغر مے
تو مست بولے کہ جام آفتاب کا ٹوٹا
شکست دل کا لگا حال مین جو لکھوانے
قلم دبیر کتابت مآب کا ٹوٹا
سرود نالہ کے آگے ہے بے سُر الیسا
کہ تار ہے ترے مطرب رباب کا ٹوٹا

نہین ہے رنگ شفق آسمان پر پھیلا
ظفر یہ شیشہ ہے صہبائے ناب کا ٹوٹا

ابرو کا تیرے شب جو اوسے کچھ خیال تھا
کیا کیا فلک پہ رشک سے گھٹتا ہلال تھا
دیکھا جو ماہ کو ترے عارض کے روبرو
بے رونق اپنی آنکھو نمین اوسکا جمال تھا
جلتے وہان صبا سے جو زلفون کے بال تھے
یان پیچ تاب رشک سے جلنا وبال تھا
ہوتا نہ کیونکہ اے مہ کامل تجھے زوال
باعث ترے زوال کا تیرا کمال تھا

پیش رقیب یون تو لگا منہ چھپا لیا اپنا
چھپ جا کہ پھر نکلتے تو تم منہ چھپا لیا اپنا
زلفون سے روشن جب تم چھپا لیا
دم ہی نکال لو تم اسکو مرا ابلا سے
بوسہ نہین جو دیتے ہمکو وعدہ کو نکال لیا اپنا
کالی بھی دو تو دیکھو تم منہ سنبھال لیا اپنا
دل مین قسم ہو کے ڈرتا ہون حسرت غم
جان پہ رفتہ رفتہ قبضہ جما لیا اپنا

[illegible]

آمد و رفتِ عدو ہے اور بھی افسوس ہے
اور وہاں سے بند اپنا آنا جانا ہو گیا

دیکھ کر وہ پنجۂ شانہ نہیں زلف آہ ہے رشک
کیوں نہ اپنا ہی دل صد چاک شانا ہو گیا

آب و دانہ گر نہیں کنجِ قفس میں کیا ہوا
اشک و لختِ دل ہی ہم کو آب و دانا ہو گیا

چومتے ہیں ہم جو آنکھوں سے ہے منظور اپنے لیے
سنگِ اسود تیرا سنگِ آستانا ہو گیا

تجھ سے اے جانِ جہاں کی جستجو میں نے تھا
کیا کہوں دشمن مرا سارا زمانا ہو گیا

قصۂ فرہاد و مجنوں سے زیادہ اے ظفر
در دو عالم عشق کا اپنے فسانا ہو گیا

## ردیف بای موحدہ جلد اول

نیست از انجم شب تاب چراغانِ شب
مگر از خندہ نمایان شدہ دندانِ شب

شب ہم از کاکلِ مشکینِ تو سودا دارد
کہ شدہ از کاہکشان چاک گریبانِ شب

دل ز شوقِ رخ و زلفِ تو چنان گشت خراب
کہ نہ سامانِ سحر ماند و نہ سامانِ شب

زلفِ شبرنگ بر رخسارِ تو پیچیدہ بروز
صبحِ عشاق سیہ بخت بدامانِ شب

صبح ہجرش ظفر آمد بروز سیاہ
بود در منزلِ آن ماہ کہ مہمانِ شب

کیا ہم سے کیا نباہ کیا خوب
صد آفریں ان کو واہ کیا خوب

آئے نہ قرار پر وہ شب کو
تا صبح دکھائی راہ کیا خوب

ہو غیر کے گھر میں روز جاتے
یاں آتے ہو گاہ گاہ کیا خوب

یارب مین داغ کھا کے سلایا تمام شب
جلتا ہون مثل سرو چراغان کیا سبب

اے چشم یہ تو چشم نہ تھی تجھ سے مجھکو تو
برپا کرے ہے نوح کا طوفان کیا سبب

طفل سرشک تو تو مرا نور دیدہ ہے
مژگان کا میری چیرہے دامان کیا سبب

چاہت سے تھا نہ دل تو کبھی آشنا مرا
پھر کیون ہے غرق چاہ زنخدان کیا سبب

پہلو سے جا ظفر کے نہ اوٹھکر تو میری جان
کیون بیٹھتا نہین ہے تو اک آن کیا سبب

دل تیر اکسلیے نہوا شوخ و شنگ آب
ورنہ پیارے ہوتے ہین گیج یہی سنگ آب

روتی نہین ہے شمع مرا حال دیکھکر
آتش کا ہو گیا ہے یہ زہرہ تنگ آب

خط سے نہ کم ہو کیونکہ رخ یار کی چمک
جاتی رہی ہے آئینہ کی زیر زنگ آب

یون خط سبز کے ہین تصور مین اشک سبز
کائی سے جیسے طرح کہ بدلجائی رنگ آب

عارض پہ تیرے ہو عرق افشان کبھی جو زلف
پھر جائے یک بیک سر ملک فرنگ آب

مین تشنہ لب ہون جام شہادت کا جو ہو
آئی ہے مجھکو پیتے ہوئے عار و ننگ آب

مژگان مین لخت دل ہے کہان شیر نیستان
آتا ہے دیکھو پینے کو بالائی گنگ آب

تو جلد جام حلقۂ جوہر سے دے [illegible]
اس اپنی آب تیغ سے اسی خانہ جنگ آب

دل کی ظفر ہے بحر محبت مین زندگی
یان لیجیئے سچ ہے یہ کہ ہے جان نہنگ آب

خال نہ سمجھو یہ قطرے ہین پسینے کے قریب
یا وہ مصر پیرے ہین نیلم کے نگینے کے قریب

کیونکہ دل موم کرون اوس بت سنگین دل کا ہو گئی ہے مری فریاد جگر سے غائب

صبر و طاقت ہوئی یون دل سے مرگم جیسے گھر کے آرام کا اسباب ہو گھر سے غائب

نظر عام سے پنہان ہو نہ کیون بندۂ خاص جو کہ حاضر ہین ادھر ہین وہ ادھر سے غائب

پردہ غفلت کا پڑا دل پہ اسی کے ورنہ وہ تو اک لحظہ نہین چشم بشر سے غائب

کر گئی دل کو تری چشم پر افسون کافر طرفۃ العین مین پہلو سے نظر سے غائب

ولہ

گر ہو ہر سرمۂ چشم اوسکی خاک در نصیب سارے ہمچشمون مین اپنے کیون نہو یاور نصیب

زور سے ہوتا ہے کوئی وصل مہ پیکر نصیب ہون قوی طالع نہ جبتک اور زور آور نصیب

سچھو تجھ سے نصیبون کو تو اپنے کو لیکن ہو گا اس خار اشکافی سے تجھے پتھر نصیب

ہووے حق مین تشنہ کامون کے وہ آب زندگی ہاتھ سے تیرے جو ہو آب دم خنجر نصیب

جام جم کی اوسکی نظرون مین کیفیت رہے ہووے چشم مست ساقی سے جسے ساغر نصیب

آپ کو پہونچائین ہم اتنک اسمین ہو جو کچھ ہو آج ہم بھی آزمائین اے دل مضطر نصیب

وہ رہا جبتک بہر صورت رہا حیرت زدہ صورت آئینہ ہیہات جسکو ہوا جوہر نصیب

خاک ہو کر بھی گئی گردش نصیبونکی نہ آہ خاک کو اپنی بگولے مین ہوا چکر نصیب

جسکی آنکھون کو نہ تیری خواہش دیدار ہو اوسکو دیدار خدا ہووے نہ اے کافر نصیب

مست اوٹھا آسودگان خاک کو ہی روز حشر اک ذرا راحت ہوئی تھا انکو اب مر کر نصیب

آتے آتے اوٹھے میرے در سے پھر جاتے وہ کیون اے ظفر برگشتہ ہو جاتے نہ میرے گر نصیب

[illegible]

زیر محراب دو ابرو وہ ہیں آنکھیں بدمست
آئے مسجد میں ہیں کیوں پیکے یہ میخوار شراب

ہم ہیں خلوت میں کہ کیونکہ تنہائی میں
تو پیے ہو کے جو ہم صحبت اغیار شراب

فاقہ مستی کے مزے پوچھے کوئی مفلس سے
پیتے اس لطف سے ہیں کب ہیں کبھی زردار شراب

میکشی کا ہے یہی بزم محبت میں مزا
دل عاشق ہو کباب اور لب یار شراب

دین عرق کھینچ کے کتنے ہی صحت ہوئے
پیے جب تک نہ تری چشم کا بیمار شراب

گر کے ہاتھوں سے مرے جام یہ ٹوٹا
پر گرے پاؤں سے گر کر نہ گنہگار شراب

چشم ساقی سے کرشمہ یہ عجب کیا کہ بنے
زاہد گوشہ نشین بھی سر بازار شراب

بات دل کی کہی اوس بت عیار سے ایک
اے ظفر ہمنے پلا لی اوسے سو بار شراب

## ردیف بای موحدہ جلد دوم

جہاں مجھ دل لگی ہاں گرد دونوں کی دو جانب
لگی ہے دل ہی دل میں ان جہر دونوں کی دو جانب

نہ مجھ سے وہ دیکھو ہیں پر جب جیا آنکھیں
رہی اک ٹکٹکی وہ دو پہر دونوں کی دو جانب

اوٹھا تا کیوں ہے رخساروں پر تو زلفوں کو ہے
حفاظت کے لیے اے سیم بر دونوں کی دو جانب

مرا دل اور جگر موڑے نہ منہ تیغ دو ابرو سے
وہ دیکھے لوٹیاں گر کا ٹکر دونوں کی دو جانب

نہ مرتا کوہ میں ہاں اور نہ دشت میں مجنون
نہ لیجاتی اجل دونوں کو گر دونوں کی دو جانب

وہ دیکھے آئینہ اور ہم اوسے یہ کیا تماشا ہے
کہ ہے اک جلوہ منظور نظر دونوں کی دو جانب

نہ جلائے بتکدہ کو برہمن نہ شیخ کعبے کو
محبت گر نہ ہووے اے ظفر دونوں کی دو جانب

[illegible]

ایکدن وہ تھا کہ تم پوچھتے تھے ہم سے فریب
اب لگے آپ ہین وے ہمین سو دم سی فریب

جام می دیکے ہمین کہتے ہو لو ساغر جم
یار اب دینے لگے آپ بھی جم جم سے فریب

جان کر مار سیہ بوسہ نہ لینے پائے
کھا گئے شب کو ہم اوس طرۂ پرخم سے فریب

غیر کیا دیگا فریب آن کے لاحول ولا
بھاگ گیا ہے صورت شیطان اس آدم سی فریب

پوچھا محرم مین ہے کیا کہتے ہو کچھ ہے تمھین کیا
وا پھر پڑے آپ بھی کرنے لگے محرم سی فریب

کوئی کیسا ہی فریبندۂ عالم ہے ظفر
اوسکا چلتا نہین تجھپر کسی عالم سے فریب

## ردیف بای موحده جلد سوم

ہمارا اور عالم ہمکو اس عالم سے کیا مطلب
کسی سے کیا غرض ہمکو کسیکو ہم سے کیا مطلب

تماشے سب جہاں کے ہمنے دیکھے ساغر می مین
قسم آنکھوں کی ساقی ہمکو جام جم سے کیا مطلب

جراحت مین ہے کچھ تو ان مرحین پیسکر پھر
کہ ہے یہ زخم عاشق کا اسے مرہم سی کیا مطلب

عرق آلودہ عارض ہے دیکھوں ای گلستان
مجھے کیا کام گلشن سے گل و شبنم سی کیا مطلب

سیہ بختی سے اپنی اس بلا کے پیچ مین آیا
وگرنہ دل کو ہے زلف خم در خم سی کیا مطلب

جو یہ سمجھے کہ ملتا ہے وہی جو کچھ ہے قسمت مین
رہا اونکو ظفر سپھر فلک بیش و کم سی کیا مطلب

## ردیف بای موحده جلد چهارم

کبھی جو بھیجتے بھی ہین وہ مدتون مین جواب
تو لکھتے ہین مرے خط کا شکایت نہین جواب

## ردیف بای فارسی جلد اول

دیکھکر ہوتا ہے دیوانہ بلا میں جلکو
اپنی آنکھیں وہ پری پوش تری آنکھ کی نظر کیسے آپ

فکر تدبیر سے کیا ہوگا کہ جو ہونا ہے
ہو رہیگا تری قسمت ظفر ایسے آپ

## ردیف بای فارسی جلد دوم

نہیں ہے کوئی تری زلف سا جہان میں سانپ
اگر یہ چھوٹ کہا ہو تو ڈسے زبان میں سانپ

| | |
|---|---|
| آپکی خاطر سے ہم کرتے تھے ضبط اضطراب<br>گو نجا ویگی سواری آپکی غیروں کے گھر | دیکھکر بیتاب ہمکو اوگیے اٹھ کھڑے آپ<br>گھوڑے کا عذر کیے یہین بیٹھے رہ جائینگے آپ |

دل اولجھکر زلف مین کوئی سلجھتا ہے ظفر
اور اولجھے گا زیادہ جتنا سلجھائینگے آپ

| | |
|---|---|
| بے سبب چرخ ہے اک بر سر کین ایسے آپ<br>ہے تہ خاک بھی کوئی ترا عاشق جنبات<br>ہاتھ پہونچا بھی نہین تا سر زلف پر چین<br>بخت برگشتہ اگر ہو گئے سیدھے اپنے<br>دیر کی گھر سے نکلنے مین جو تم نے تو یہان<br>عشق چمکائے اگر داغ الم کو اپنے<br>کھینچیں ہم کلک تصور سے جو تیری تصویر<br>گر محبت نے دیا دل کی صفائی مین اثر | سر پھرا اور کسیکا تو نہین ایسے آپ<br>ورنہ کب آئی ہے لرزش مین زمین ایسے آپ<br>ہو گئے ہمسے وہ کیون چین بجبین ایسے آپ<br>تو چلے آئینگے سیدھے وہ یہین ایسے آپ<br>تن سے جائیگی نکل جان حزین ایسے آپ<br>ہوے وہ ہر کشور دل زیر نگین ایسے آپ<br>بولے صورتگر چین دیکھکے چین ایسے آپ<br>میرے مرنیکا اونھین ہو گا یقین ایسے آپ |

کیسی تدبیر ظفر جب وہ کرے اپنا کرم
کام بگڑے ہوئے بنجائین یہین ایسے آپ

| | |
|---|---|
| کیا ہوا مجھسے کشیدہ ہے وہ گر ایسے آپ<br>اوس دل آزار کا کیا جائیے کیا خوف مجھے<br>ہے مجھی رات کہان جا بسے ایسے ماہ لقا | کشش دل اوسے کھینچے گی ادھر ایسے آپ<br>دل دھڑکتا ہے مرا دو دو پہر ایسے آپ<br>بول اوٹھتا ہے یونہین مرغ سحر ایسے آپ |

ردیف با ی فوقانی جلد اول

جو ہمکو دو حرف ہو گے لکھتے تو پھر وان تم دل مین سوچتے ہو
یہ کیا کہ غیرون کو خط یہ خط ہو ہمیشہ صاحب رقم چھپا چھپ

نفس کی ہے جو کہ آمد و شد لغو رہ کر اسکی غافل
کہ دیکھے طے ہو رہی ہے کیونکر رہ وجود و عدم چھپا چھپ

خدا بچاوے کہ ان لٹیرون کو یا دلب جھپ ہے اس بلا کی
کہ لے ہی جاتے ہین دین و ایمان کو لوٹ کر یہ صنم چھپا چھپ

نہ ہے نصیب اونکے عاشقون کے کہ لے تامل رہِ وفا مین
اوڑا دی سر ایک دم مین سب کے وہ لیکے تیغِ دو دم چھپا چھپ

ظفر ہزار آفرین و تحسین کہ وہ کیا خوب اس غزل مین
لکھے ہین اشعار عاشقانہ اوٹھا کے تو نے قلم چھپا چھپ

## ردیف بای فارسی جلد چہارم

جانتے ہین جب سے ہمکو اپنے خوابیدون مین آپ
حضرتِ دل دیکھیے کیا مزرعِ دل کا ہے ہو رنگ
ہووے کس لطف سے خدمتگاری آپکی
مطربِ دل کو سرودِ غم تو کرنے دو شروع
ہوے ہمراہ ادہر مین آ مما فلو مہمان طریق
یار یہ پائے نگارین کا ظفر لکھتے ہو وصف

ہم نہین بندہ اگرچہ گنتے ہین بندون مین آپ
کشتہ کاری محبت کے ہین کار رندون ملین ہے
شیخ جی تشریف فرما ہون اگر رندون مین آپ
نالہ و فریاد ملجا ئینگے سازندون مین یہ
جاوگے پھر وان جہان پہلی پابندون مین ہے آپ
ہین عجب مضمون رنگین کیے نگار بندو ہین آپ یہ

نہ اگر تو دکھائے گا صورت | دیکھیے ہوگی اپنی کیا صورت
جب کہا میں نے میں موا تو کہا | مرنے والوں کی دیکھنا صورت
گرچہ یوسف تھا خوب صورت پر | تیری اوس سے بھی ہے سوا صورت
مثل آئینہ عاشق حیران | چپکے چپکے ہے تک رہا صورت
آئینہ خانہ زمانہ میں | ہے ہر اک اپنا آشنا صورت
در پئے قتل ہے مرے قاتل | دیکھیے سب ہیں آشنا صورت
اور بھی آئی ہے ہنسی اوسکو | میں جو رونے کی لون بنا صورت

اے ظفر مجکو اوس صنم کے سوا
ندکھاوے کوئی خدا صورت

مست سب جان گئے ساقی مخمور کی بات | سوجھتی ہے تجھے نشّے میں ہی بہت دور کی بات
دار پر کھینچو یا قتل کرو جیسے تم | حق پرست تو وہی پر ایک ہے منصور کی بات
چارہ گر جان چکے ہو کہ نہو گا چنگا | مجھ سے کیا پوچھتے ہو زخم کے انگور کی بات
ناتوانی سے یہ احوال ہوا ہے اب تو | کہ سنائی نہیں دیتی ترے رنجور کی بات
پیارا پیارا ترا جیسا کہ ہے انداز کلام | کہہ پریکا ہے سخن ایسا نہ ہی حور کی بات
سیمبر آتا نہیں بر میں غریب و بے زر | مجھ میں مقدور نہیں یہ تو ہی مقدور کی بات

دولت حسن کا ہے جب ظفر اوسکو غرور
خالی از غرہ نہیں کچھ بت مغرور کی بات

خلق کے دل میں اثر کیوں نکرے تیر سخن
سچ ہے واللہ ظفر ہے تری تاثیر کی بات

## ردیف تای فوقانی جلد دوم

خواہ ہو جمعی کی اور خواہ ہوا تو اسکی رات
کٹ گئی مشکل سے ہی ظالم ترے بیمار کی رات

ندیا سونے خلش نے ترے مژگان کی مجھے
نشتر خار تھے بستر میں جگر خار کی رات

تار اشکوں کا جو باندھا تھا مری آنکھوں نے
ہر شرہ ایک ہی تھی گوہر شہوار کی رات

کس مصیبت سے بسر ہوتی ہے ہمسے پوچھو
حشر کا دن ہے ہمیں فرقت دلدار کی رات

ہے کہاں خواب کہ وہ خواب میں دیکھیں تجکو
کٹی آنکھوں میں ہے حسرت کش دیدار کی رات

گذری اس طرح سے غفلت میں جوانی اپنی
جیسے مستی میں گذر جاتی ہے میخوار کی رات

روشنی ماہ کی ہو گرد اگر دکھلائے
اے ظفر تاب اپنے وہ رخسار کی رات

پسند طبع جو ہو میری اک جہان کو بات
نہ بھائے وہ کبھی اوس شوخ بدگمان کو بات

لگی ہے کان ملاحت جو لعل تر کو کان
کہے ہے کیا وہ خدا جانے لگ کی کان کو بات

دکھا نہ رنج مجھے اپنی تو جدائی کے
نکالی اور کوئی میرے امتحان کو بات

کہا یہ لیلی محمل نشین نے مجنوں سے
کہ راز کی نہو معلوم ساربان کو بات

سنی نہ بات کوئی اوس سے ہمنے جز دشنام
یہی اک آئی ہے اوس شوخ بدگمان کو بات

کہے تو کیا کہے عاشق کہ بھول جاتا ہے
وہ دیکھتے ہی تمھاری ادا و آن کو بات

درِ دنداں سے ترے نسبت اوسے جو کیا رشکِ گل
عشق اوس آہو نگہ کا ہے قوی دست اسقدر
اس فلک کو دشمنِ عالم نہیں کیونکر کہوں
کانٹے پا لیکے ہوتی اوسکے بالو نہیں

گو وہاں غنچہ میں ہوں گوہر شبنم کے دانت
مارے گر منہ پہ طمانچہ جھڑ پڑیں ضیغم کے دانت
پیستا ہے یہ ہمیشہ سر پہ اک عالم کے دانت
ہیں لیے وس مار سیاہ زلفِ خم درخم کے دانت

سامنے آئے مرے گر عشق کے میدان میں
کھٹے کر دوں ایکدم میں اے ظفر رستم کے دانت

## ردیف تای فوقانی جلد چہارم

جواب دیوے ہے مجھے لو سنو طبیب کی بات
کریں جو ہم تری دوری میں نالہ و فریاد
سنیں جو کان ملاحت اگر کہیں کچھ ہم
کرو وہی کہ جو کرنا ہو آپ کو منظور
کلام اشرف و ارزل میں فرق ہے کہ کہاں
مجھے ہے ڈر کہیں ایسا نہ ہو دلِ بیتاب

یہ وسکی بات نہیں ہے مرے نصیب کی بات
یہ شور ہو کہ سنائی نہ دے قریب کی بات
لگا کے کان ہمیشہ سنے رقیب کی بات
مگر سنا تو کرو تم کسی غریب کی بات
صدائے زاغ میں آواز عندلیب کی بات
عدو کے سامنے کہہ بیٹھے کچھ حبیب کی بات

ظفر نبات سے شیریں ترا غرض پائی
جو پہلے تلخ سمجھتے تھے ہم ادیب کی بات

گو نظر بازی میں طاق اے ہمنشین دیکھے بہت
میرے داغِ دل پہ دیکھے ناخنِ غم کی خراش

پر ہنر میں دیکھے کم اور عیب میں دیکھے بہت
جیسے ہوں اوبھرے ہوئے کندہ نگیں دیکھے بہت

تیری گلی کی خاک ترے خاکسار کو
ہو کاش بعد مرگ بجائی عبیر دوست

کیونکر نہ میرے قتل کا دین تجکو مشورہ
دشمن ہین جو ترے وہ ہین تیرے مشیر دوست

دشمن ہی کیا ہین چشم حقارت سی دیکھتے
رکھتا ظفر نظر مین ہے ہمکو حقیر دوست

ردیف تا ہندی جلد اول

وہ تجھے حق نے دی صنم صورت
ہے نہین کوئی تیرا ہم صورت

ہم تو حسین جمال کو تیرے
دیکھے آئینہ دم بدم صورت

نہین باقی ہے تیری صورت کو
بوسلے اللہ کی قسم صورت

چھٹ رہتا ہے مہر کو تب ولرزہ
دیکھکر تیری صبحدم صورت

قطعہ

رفتگان عدم کی پھرتی ہے
اپنی آنکھون مین دمبدم صورت

ہوگئے ہین مریض غم یارو
دیکھکر چاند سی وہ ہم صورت

ہاتھہ مانی سے لے اپنے جو صم لیے
کھینچ کر تیری اک قلم صورت

وحشت گردی مین کبھی ظفر اپنے
روبرو ہے وہ ہر قدم صورت

بنا جو تجھ سے بنے اپنا کار دست بدست
کہ رکھے بیٹھہ نہ غفلت شعار دست بدست

کہان نصیب کہ گلگشت صحن گلشن مین
ہمارا تیرا جو ہو گلعذار دست بدست

بدست پیک صبا اور بدست قاصد اشک
پہونچتی سب ہے خبر تا بہ یار دست بدست

ہمین تھے وحشت مین مجنون سی سو قدم آگے
کہ بھاگے مار کے ہم لاکھ بار دست بدست

ردیف تا ہندی جلد دوم

ہر ایک مے کا نہ زاہد کو کہاں ہے حوصلہ
مست ہو جائے وہ اگر لیوے ذرا ساغر کو چاٹ

کانٹے آویزہ نے لعلین کے زلف یار
سانپ سا بیٹھا ہے لیتا ہے گہر کو چاٹ

دے اگر اکسیر بھی کوئی تو وہ کہتا ہے کب
جیسے اک باری لیا ہے تیری خاک در کو چاٹ

دل میں کیا چھوڑیگا غم ... لگ گئی
یہ چھوڑا نا دیکھا جائیگا ... گھر کو چاٹ

دیکھ چکا لب سے لب شیریں کا وہ تجکو ظفر
... یاد اوس لب ... پر وہ کو چاٹ

ردیف ٹائے ہندی ...

ساقیا ... ہے زیادہ ... کے گھونٹ
اور ہم ... ہیں ... کے گھونٹ

تلخ باتیں سنکے تیری منہ سے پی جاتی ہیں ہم
اسطرح ... جسطرح شربت کے گھونٹ

منہ بنا ناصح کے کبھی بھر آئے پانی گر کہوں
... عشق کی کیا ذائقہ کیفیت کے گھونٹ

اے گریباں دیکھ مت کر سے اوڑادیگا ...
تو گلے کو ... وحشت کے گھونٹ

پی کے قلیان ... ہردم غیر کو ... دیا
... ہاتھ آیا تو کوئی لیا ... کے گھونٹ

آب حیوان سے بھی ہیں بہتر ... یار کو
اے ستمگر تیرے زہر آب غم الفت کے گھونٹ

جام مے اوروں کو ساقی دے ہے بھر بھر کے پیے
اے ظفر اپنے نہیں دو چار بھی قسمت کے گھونٹ

ہے عجب اوس بوسۂ لعل لب شیریں کی چاٹ
پر کہاں قسمت میں ایس عاشق غمگیں کی چاٹ

آب زمزم کو کبھی زاہد نہ ہرگز منہ لگائے
لے جو خاک در ... کی چاٹ

وہی پیش آئیگا لکھا ہے جو پیشانی مین
ناحق کرتے ہو ظفر تم اوس سے تحریر عبث

## ردیف ثای مثلثہ جلد دوم

کہدو ناصح سے کہ سمجھائے نہ یہان آئی عبث
مین سمجھنے کا نہین مجکو نہ سمجھائے عبث

نہین امید کہ تو خاک پہ بھی آئے کبھی
کیون کوئی تیرے لیے خاک مین ملجائے عبث

کیا نہ تھا پنجۂ مژگان مرا سلجھانے کو
موئے زلف آپنے شانے سے جو سلجھائے عبث

دل سے کہدو وہی ہوویگا جو ہونا ہوگا
ہوگا گھبرانے سے کیا اتنا نہ گھبرائے عبث

دل نے چھیڑا تو اوسے شوق سے یا تابِ
زلف کا فتنہ سر مجھپہ نہ بل کھائے عبث

اے کماندار ذرا مڑکے نہ دیکھا تو نے
دیر تک صید محبت ترے چلائے عبث

جانتے ہو کہ وہ مجھ سے ہے کشیدہ خاطر
ہمنشینو اوسے تم کھینچکے یہان لائے عبث

غیر کا سر بھی زانو پہ رہے گا تو نہین
سر کوئی سنگ سے ٹکرائے تو ٹکرائے عبث

نہ کیا کام کچھ ایسا جو وہان کام آتا
کھوئی یان عمر ظفر ہائے اونہین ہائے عبث

ہین یہان رنج کے آثار خوشی کے باعث
اشک آنکھون سے ٹپکتے ہین ہنسی کے باعث

عجب آیا ہمین عالم نظر اللہ اللہ
دیکھیں اون دانتونین ریخین مسی کے باعث

ہول دل سمجھو مجھے خواہ تپ و خفقان
ہے یہ جو کچھ سو تمھاری خفگی کے باعث

میرے زخمون نے رکھ آب دم تیغ دریغ
خشک لب چاٹتے ہین تشنہ لبی کے باعث

ردیف ثای مثلثہ جلد اول

ردیف جیم تازی جلد دوم

مانند نقش پا یہ وہین کہ نہ ہو [illegible]

اے عشق اوس گلی مین اب تو ظفر کو [illegible]

## ردیف جیم فارسی جلد اول

ہے سبب کار جہان ہیچ [illegible]

جز نام جسکا [illegible] ہیچ

[illegible] ہیچ

مانند حباب ایک نفس مین ہے خرابی

اس منزل فانی مین ہے بنیاد مکان ہیچ

| | |
|---|---|
| سن تو لیتے مین مرا حال جو کچھ کہتا ہون | اوسکا [illegible] |
| آگیا چشم کے بیمار کا وہ آنکھہ مین [illegible] | تو نے [illegible] |
| ہوا ایسا دیوانہ کہ مجنون بھی [illegible] | [illegible] |
| بوسہ ہے لب شیرین کی جسے چاہ [illegible] | اوسکا مائل نہو سوئے شکر و قند [illegible] |
| میرے آنیسے ہوئی خوش طبیعت ناصح | بلکہ رنجیدہ ہوا [illegible] |

اے ظفر جسنے کیا قطع تعلق سب سے
چاہیتا اوسکا کسی سے نہین پیوند فراج

| | |
|---|---|
| مین کیا کہوں یار دین کی جدائی کا غم و رنج | ہے مجھے میرے ہمارے ہی جدائی کا غم و رنج |
| چھوٹا بھی قفس سے تو کہان طاقت پرواز | ہے مجھکو بڑا اپنی رہائی کا غم و رنج |
| پوچھے کوئی غم کھانیکی عاشق سے علاوت | رکھتا ہے مزا کیا یہ مٹھائی کا غم و رنج |
| گہہ روٹھتے ہین گاہ وہ ملتے ہین سب آ کے | ہے صلح کی شادی نہ لڑائی کا غم و رنج |
| اوس در پہ نہین مجکو رسائی تو بلا سے | لیکن ہے رقیبون کی رسائی کا غم و رنج |
| کیون آنکھہ دکھاتا ہے ترا حلقہ گیسو | ہے دل کو ہی چشم نمائی کا غم و رنج |

ہر دم ظفر اک تیغ الم کھینچ کے دل پر
کیا ہاتھہ لگا کیے ہین صفائی کا غم و رنج

## ردیف جیم تازی جلد چہارم

اے دل ہان نہ اور کسی نامہ بر کو بھیج | بھیجے اگر تو قاصد لخت جگر کو بھیج

[illegible]

| | |
|---|---|
| کاروان عمر ما ہر دم روان | لیک گرد کاروان ہیچست و ہیچ |
| بے جہالت دولت دنیا و دین | در نگاہ عاشقان ہیچست و ہیچ |
| از برای ہیچ ہیچ ای دل بہ پیچ | کین خیال این و آن ہیچست و ہیچ |

گر نہ بیند جلوۂ حسنش ظفر
این تماشای جہان ہیچست و ہیچ

| | |
|---|---|
| دل مرا الجھا ہے واں یار کے بالوں کے بیچ | کیا تماشا ہے کہ اک طائر ہے سو جالوں کے بیچ |
| چشم بلبل دیکھ جسکو مایل حیرت ہوئی | یہ چلن کے گل بنے ہیں تیر رومالوں کے بیچ |
| جسطرح آتے نظر گرداب میں بھی ہیں حباب | یوں دکھائی دیتے ہیں موتی تری بالوں کے بیچ |
| روبرو ہوتے ہی دم نکلے ہے نفخ صور کا | کیا قیامت شور ہے یارب ترے نالوں کے بیچ |
| یاں تلک صحرا نوردی مینے کی ہے بعد قیس | ہیں خلیدہ سیکڑوں کانٹے مرے چھالوں کے بیچ |
| جی جلاتے ہیں سدا شعلہ زبان ہر ایک کا | بیٹھ مت اے ناتوان آتش کے پرکالوں کے بیچ |
| دیکھ سیل اشک کو نظروں میں مردم کے کہا | کس طرف سے دوڑ آیا آب ان نالوں کے بیچ |
| لب تلک آتی ہے میرے جب کبھی آہ گرم | میتر رکھتی ہے سوزش میرے تبخالوں کے بیچ |

آپکا چوری سے جانا کھل گیا شاید ظفر
آج پھر چرچا ہو رہا تھا اونکے گھر والوں کے بیچ

| | |
|---|---|
| اوڑ گیا گل کا جو یوں رنگ گلستان کے بیچ | اے صبا کیا خبر اوڑتی ہے تری کانوں کے بیچ |
| دم میں دم میرے نہیں جان نہیں جان کے بیچ | زلف کیا کہتی ہے جھک جھک کے تری کانوں کے بیچ |

حرف پیچیدہ سے مضمون لکھا پیچیدہ

ردیف جیم فارسی جلد سوم

| | |
|---|---|
| گل چھوا نہین جامہ بہت کاتسے ہن ہوا | آگیا یاد ہے سینہ وہ تہمت گلشن سچ مچ |
| ابھی مرجاؤن اگر مجکو یقین ہو کہ وہ شوخ | آئے گا گور پہ میری بس ہوا نہ سچ مچ |
| یون ہلی زلف ہوا سے کہ اڑا مین دل مین | کاٹ کھائیگی ابھی اوڑ کے ناگن سچ مچ |
| جب ہی سے ہوئے رنگین لب نازک اسکے | برگ گل بنگئی برگ گل سوسن سچ مچ |

قشقہ ماتھے پہ ہے زنار گلے مین ہے ظفر
بنگیا عشق مین اوس بت کے برہمن سچ مچ

| | |
|---|---|
| تجھ بن جو کاٹے مینے پہر تین چار پانچ | مجھ پہ گئے برس وہ گذر تین چار پانچ |
| جیسا کہ آسمان پہ ہے یہ آفتاب ایک | ایسے ہین سینہ پر داغ جگر تین چار پانچ |
| ہین ہمسے وہ پھرتے ہوئے لیکن ہم ... | کرتے ہین وزیر سے اور دھر تین چار پانچ |
| ارواح تین خلط ہین چار اور حواس پانچ | ہین ہمرہے رفیق بشر تین چار پانچ |
| ہین دو صفت گر محبت سے بت اثر ایک و | اور کم سے کم عدو ہین اگر تین چار پانچ |
| ستے ہین روز کوچے مین قاتل کے ... | دو تین چار لا سکے تو سر تین چار پانچ |
| خالی نہین ہے عیب و ہنر سے کوئی بشر | لیکن ہزار عیب ہنر تین چار پانچ |

بارہ امام ہین ہشت ہے اسلام کو قیام
ہین پنجتن دین کے ظفر تین چار پانچ

## ردیف جیم فارسی

| | |
|---|---|
| دل ہوا ناوک مژگان کا نشانا سچ مچ | آگیا تمکو تو ان تیر لگانا سچ مچ |

باغ میں جا وہ تجھا سے دیکھ خط سبز کو
... پریشان ہو کر زہر کھایا بے طرح

مجھ نظارہ رہیگا اپنی حسرت کا ...
آئینہ ... اوسنے دکھایا بے طرح

پنجہ مژگان سے کب کتنا ... شگفت
آخر ... طوفان لایا بے طرح

بنگیا ہے ... سینہ مرا آتشکدہ
... دل کو جلایا بے طرح

یاد میں اوس ... نے رو رو کیا
... سمجھے دل نے ڈبویا بے طرح

ہم کہتے تھے ظفر ... لگا ...
دیکھو تو اوسکا ثمرہ آخر کو پایا بے طرح

ہم مانتے ہیں کب کسی غمخوار کی صلاح
اچھی نہیں صلاح کہ جو یار کی صلاح

اوس بیوفا کی ہو نہ سکی ترک دوستی
یہ ہے ... دوا ہی ... کی بیمار کی صلاح

مر جائیے نہ ہو جیسے منت کش مسیح
اب تو یہی ہے اس ... بیمار کی صلاح

کاکل میں دل پھنسے کہ گرفتار زلف ہو
فرمائیے جو ... ستمگار کی صلاح

انکار وصل کیونکہ نہو تیرا مشورہ
ہے اونسے جو نہیں کبھی اقرار کی صلاح

ٹھہری تھی اونکا آئیگی آج اسطرف
لیکن نہ ٹھہری اونکے طرفدار کی صلاح

کہنے پہ کیجیے سیر خرابات کے عمل
کیجیے نہ ... ریاکار کی صلاح

برگشتہ بخت وہ ہوں کہ ہے مجھ دل کو بھی
... خریدار کی صلاح

کیا ذکر اپنے منہ سے نکالیں وہ ایک بات
جب تک کہ اے ظفر نہو دو چار کی صلاح

مخمس غزل ظفر

کوئی لائق عشق و حسن ہوا نہ ہماری طرح نہ تمھاری طرح
ہوئی ایسی کسی سے وفا و جفا نہ ہماری طرح نہ تمھاری طرح
... زخم ... جگر ... نہ ہماری طرح نہ تمھاری طرح
... ہماری طرح ... تمھاری طرح
... نہ ہماری طرح نہ تمھاری طرح

ردیف حاء مہملہ جلد سوم

دل عشق مین جو میری نہین مانتا صلاح
بہتر ہے میرے حق مین ہے کیا جانے کی صلاح
اچھی نکالی تو نے جنون مرحبا صلاح
اے دل یہ تجھکو دیتا ہے کون آشنا صلاح
جو دل مین اپنے ٹھہری کچھ ناصحا صلاح
سر گوشی اوس نے زلف سے کرلی ہے دمبدم

[illegible]

ہو شیفتہ کوئی کسی پہ تو کیا ہوئے با ہم اگر اے ہوش ربا
کبھی عجز و نیاز او ناز و ادا نہ ہماری طرح نہ تمہاری طرح

کہا قیس نے مجھ سے ظفر یہ سخن کہ ہے سچ تو بھی اے مشفق من
کوئی وحشت جنون مین خراب ہوا نہ ہماری طرح نہ تمہاری طرح

دل ہے مکدر اونکا صفائی ہو کس طرح
قسمت اپنے نارسا ہین رسائی ہو کس طرح

دام بلا ہے زلف مین کچھ بے طرح سے دل
جا کر پھنسا ہے پھنسکے رہائی ہو کس طرح

حسن بتان مین ہووے نہ قدرت کا گر ظہور
معلوم پھر خدا کی خدائی ہو کس طرح

جان دار ہے وصال نہو جب تلک نصیب
جان بر مریض درد جدائی ہو کس طرح

آنکھین لڑائین غیر سے وہ میرے سامنے
میری نہ اونسے سوز لڑائی ہو کس طرح

قاتل بغیر ناخن شمشیر کے تری
اس سخت جان کی عقدہ کشائی ہو کس طرح

جسکو بھلا خدا نے بنایا ہے اے ظفر
پھر کیسے اون بھلون سے برائی ہو کس طرح

سوز غم سے ہے پڑا دل کے ہمارے بے طرح
لائیگی گرمی محبت کے جو آرے بے طرح

چل نکالے بزم مین تلوار دیکھ اے جنگجو
کرتا ہے ابرو سے تو اپنے اشارے بے طرح

جنبش مژگان سے کہدے دل ہے اپنے تاب و توان
کوٹھے اس شامت کے مارے کو نمارے بے طرح

جی ڈرے کیونکر نہ میرا اے شب تار فراق
آنکھین دکھلانے لگے مجھکو ستارے بے طرح

پارہ پارہ کرکے چھوڑینگے کتان کی طرح
دل کے ٹکڑے ہین مرے یہ ماہ پارے بے طرح

[illegible]

دیکھا جب گردش کو تیری چشم کی اے فتنہ گر — ہمنے جانا گردشِ تقدیر کو اچھی طرح

اپنی کیا اچھی عمارت پر ہو نازان غافلو — دیکھ لو اگلون کی یان تعمیر کو اچھی طرح

کاتبِ قدرت نے اوس مصحف رخ کو لکھا — کیا ہی خطِ خوب سے تفسیر کو اچھی طرح

دل سے کچھ اچھا نہیں ہی کوئی اے ناوک فگن — ٹھیرنے دے آہین اپنے تیر کو اچھی طرح

ہو رہینگے خار بھی مانوس پا تو جنون — پاؤن پڑنے دو مرے زنجیر کو اچھی طرح

جو تجھے منظور ہے کرنا وہی پر ایکبار — سن تو لے ظالم مری تقریر کو اچھی طرح

دیکھے دل اوس سنگدل کو کر چکے ہم امتحان — اے ظفر اس آہ بے تاثیر کو اچھی طرح

## ردیف حاء مہملہ جلد چہارم

ہے سوز غم سے دل بیتاب کی طرح — آتش یہ بیقرار ہے سیماب کی طرح

گیسوئے عنبرین سے وہ رخسار تابناک — پوشیدہ زیر ابر ہے مہتاب کی طرح

سنبل ہے زلف قد ہے ترا سرو کی روش — گلبرگ لب ہین رخ گل شاداب کی طرح

رنگین طبیعت اوسکی ہے اللہ کس قدر — ہر رنگ مین سمائی ہے وہ آب کی طرح

گویا ہے ایک درج یاقوت وہ دہن — دندان ہین اوسمین گوہر خوش آب کی طرح

آنکھونکے عکس سے ہین نواڑے چھٹے ہوئے — آئینہ اوسکے آگے ہے تالاب کی طرح

غفلت پہ تم ہماری نجاؤ کہ غافلو — دنیا کو ہم ہین دیکھتے خواب کی طرح

ہے خاک وا اشک خون سے قبا ہی ہے رنگی — تن پر لباس اطلس و کمخواب کی طرح

جو خاک بھی ہون تو ہون تخم بین سے در کی
ظفر چھوڑے نہ تجھسے اس آستان کو چرخ

## ردیف خای معجمہ جلد چہارم

گر اشارا ہو نہ اوس مہ کے ابرو کا تو پھیر
جو طمع سے ہاتھ کھینچے وہی تیرے ہاتھ سے

چرخ کی پھیریون سے ڈرتے ہیے اے مہوش
ہے مزا برسات کا تجھسے وگرنہ ساقیا

چرخ ساغر مین بھری کسکی مئی گلرنگ عشق
جب تلک تجکو نکھین دیکھیے اب کیا این

تیغ ماہ نو کیونکر نہ کہین چمکا ئی چرخ
پاؤن اپنے بستر آرام پہ پھیلائے چرخ

تو جو آوے سیر سے گھر اپنا سونے پائے چرخ
تار بار رقص سے ہے بہتر اگر برسائے چرخ

ہو گیا زہر آب غم سے سبز مینائے چرخ
آنکھین دکھلائین اشک آفتین دکھلائی چرخ

آنکھ اوس خورشید وش کی پھیر نہ جائے اے ظفر
اسکی کچھ پروا نہین پھیرتا ہے گر پھیر جائے چرخ

جبکہ ہو تجھ بن مجھے خواب و خور و آرام تلخ
اوس شکر لب کی زبانی لگتا ہے شیرین مجھے

خون دل جو تلخ کامی سے پیا پیتے مدام
زہر چشم یار کا کشتہ ہون مین اے ہمدم

حرف جانیگا زبان پر لا نا لے جانان کر
زندگی کیونکر نہو پھیر اسے بیتو دو کام تلخ

ورنہ لگتا ہے ہر اک انسان کو دشنام تلخ
ساقیا ایسی کہان ہوگی مئی گلفام تلخ

نخل تربت مین لگین پھر کیون بادام تلخ
ہے وہ پیر حق مین جیسے موت کا پیغام تلخ

حرف میری تلخ کامی کا جو لیوے ایک بار
صبح سے اوسکی زبان ہے جو ظفر تا شام تلخ

## ردیف خای معجمہ جلد دوم

عجب طرح کا ہے ونرات آسمان کو چرخ
ہمیشہ چرخ سے ہے اسکی اک جہان کو چرخ

تسخیر کرے کشورِ دل گر شہِ خوبی
کچھ لکھنی ظفر چاہیے تسخیر کی تاریخ

خون دل سے نیر لکھو اوسکو خطِ مین جو ہو سرخ
زنگ ہے اے کاتبو ہر کاہ باز شنگرف سرخ

حوصلہ گل کا کہان جو نالۂ بلبل سنے
کرتا ہے غصے سے منہ پہلے ہی آکے ظرف سرخ

مانگے گرمی مین جو پانی بہر رفع تشنگی
اوسکے عکس رو سی گلگون بیچ ہو آب برف سرخ

گر نہین ہے سر پہ خون اوسکے کسی بیجرم کا
ہین کلاہِ قاتلِ سفاک کی کیون طرف سرخ

اشک خون سے پاس اپنے ہے زر سرخ و سفید
گو سفید اصراف ہم کرتے ہین گاہی صرف سرخ

ٹپکے اشکِ سرخ کا قطرہ جو میری چشم سے
اے ظفر ہو جائیگا ہے اک دم مین آب برف سرخ

## ردیف دال مہملہ جلد اول

قدر اے عشق رہے گی تری کیا میرے بعد
کہ تجھے کوئی نہین پوچھنے کا میرے بعد

زخم پر دل کے گوارا ہے مجھے گو یہ نمک
کون چکھے گا محبت کا مزا میرے بعد

در جانان سے مری خاک نکرنا برباد
دیکھ جانا نہ ادھر باد صبا میرے بعد

خار صحرائے جنون یونہین اگر تیز رہے
کوئی آئیگا نہین آبلہ پا میرے بعد

میری دم تک ہی ترا ایدلِ بیمار علاج
کوئی کرنیکا نہین تیری دوا میرے بعد

اوس ستمگر نے مجھے جرم وفا پر مارا
کوئی لینے کا نہین نام وفا میرے بعد

اے ظفر کیونکہ محبت کو نہو غم تیرا
کوئی غمخوار محبت نہوا میرے بعد

وہ مری گردش طالع ہے کہ جسکے آگے
ہوگیا کاسۂ گردش وہ بھی چاک پہ گرد

دل پر آبلہ سے گر ہو مقابل تو صبا
جھاڑ دے خوشۂ انگور کی بس تاک پہ گرد

صرصر حرص و ہوا سے ہے مکدر عالم
اے ظفر سب کے پڑی ہے رخ ادراک پہ گرد

## ردیف دال مہملہ جلد دوم

کیا دہن میں ہیں ترے اے لعل لب دندان سفید
در جگ یاقوت میں تی ہیں سب یکسان سفید

دیکھے وہ بوندیں پسینے کی ترے رخسار پہ
جسنے دیکھے ہوں نہ گل پر قطرۂ باران سفید

تیرہ بختوں کے لیے ہے صاف تیغ آبدار
سر کے بالوں میں تری یہ رنگ ہے جانان سفید

جوش گریہ سے یہ عالم ہے کہ ہر آنسو کی بوند
ہے کبھی سرخ اور کبھی ہے سر مژگان سفید

دوست جب دشمن ہوئے اور آشنا ناآشنا
ہوگیا لوہو جان کا ہم نے جانا ہان سفید

اک غضب بجلی سی چمکی شب ترے رخسار سے
دیکھتے ہی ہوگیا روئے مہ تابان سفید

چاہیے دل سے فقیری اسپر کیا موقوف ہے
اے ظفر رنگین ہوا یا ہو جامۂ انسان سفید

## ردیف دال مہملہ جلد چہارم

یار سے عیار گی ہے گرچہ یاری سے بعید
پر نہیں اے مہربان عادت تمہاری سے بعید

کیا کرے گر شمع پر جان اپنی پروانہ نثار
اس جگہ پر ہے تامل جان نثاری سے بعید

کشتی نہ چرخ گر ہو غرق طوفان بلا
کیا ہے میری چشم تر کی اشکباری سے بعید

تیر نگاہ سے مجھے زخمی تو کر چلے
پھر کھینچتے ہو تیغ میان یک نشد دو شد

جل ہی رہا تھا آتش اندوہ و غم مین دل
اوٹھنے لگا جگر سے دھوان یک نشد دو شد

بیٹھے تھے خانقاہ مین ہم بنکے پارسا
پھر یاد آیا دیر مغان یک نشد دو شد

کی دوستی جو اوس بت کافر سے اے ظفر
دشمن ہوا ہے اپنا جہان یک نشد دو شد

## ردیف ذال معجمہ جلد اول

کیونکہ خسرو کو لگین اوسکی نہ دشنام لذیذ
جسکا شیرین ہو دلا نام خدا نام لذیذ

تشنہ لب جو کہ شہادت کے ہین اونکی قاتل
کیون نہ شربت سے ہو ان آب دم صمصام لذیذ

یہ مزا قند و شکر مین بھی نہین ہے ہرگز
لب شیرین ترے جیسے ہین دلارام لذیذ

یاد چشم بت بدمست نے ہمکو ساقی
وقت مدہوشی کے کیا لگتے ہین ایام لذیذ

لگ کے تو نخل محبت مین دلا ہو پختہ
یعنے ہوتا نہین ہرگز ثمر خام لذیذ

ہے کہان سیب بہی مین بھی حلاوت ایسی
بوسہ جو تیرے ذقن کا ہے گل اندام لذیذ

جو مزہ بادۂ الفت مین ظفر ہے دیکھا
ایسی ہوتی نہین ہرگز مے گلفام لذیذ

چھپایا تو نے ہے کسکا کواڑ مین کاغذ
دھرا ہوا ہے جو بٹ کی دراڑ مین کاغذ

لکھے جو محضر خونین کو کوہکن کے عشق
تو برگ لالہ ہو بھری پہاڑ مین کاغذ

کسیکو لکھتے تھے خط وہ پلنگ پر بیٹھے
مجھے جو دیکھا چھپایا نواڑ مین کاغذ

ردیف ذال معجمہ جلد سوم

ردیف ذال معجمہ جلد چہارم

| | |
|---|---|
| خط نہیں رکے مترش پہ ترے پھر نکلا | بیدلا قرآن کی ہے تفسیر کا پہلا کاغذ |
| سیکڑون نسخے کیے جمع متوس نے مگر | نہ ملا نسخۂ اکسیر کا پہلا کاغذ |
| دے ہے جب جرمِ وفا پر وہ کسیکو تعزیر | دیکھتا ہے مری تقصیر کا پہلا کاغذ |

سرنوشت اے ظفر اپنی نہیں بدلی جاتی
ہے وہی اک خطِ تقدیر کا پہلا کاغذ

## ردیف راے مہملہ جلد اول

| | |
|---|---|
| خدنگِ عشق ہوا کیا جگر کو توڑکے پار | یہ تیر وہ ہے کہ جاوے حجر کو توڑکے پار |
| ہزارون روزنِ در بند کیجیے گا آپ | نگاہ جاویگی دیوار و در کو توڑکے پار |
| اسے نہ آنکھ مین تل سمجھو تم یہ روزنِ در | نظر کا تیر گیا ہے نظر کو توڑکے پار |
| اوتر سکا نہیں دریائے عشق کو کوئی | چلا ہے کس لیے فرہاد سر کو توڑکے پار |
| فلک سے آہ ہماری گذر گئی اس طرح | کہ جیسے تیر کوئی ہو سپر کو توڑکے پار |
| کہان ہین اوس لبِ نازک پہ رونگٹون کی نمود | ہوئے ہین خاک سے گلبرگِ تر کو توڑکے پار |

قلق سے تھا شبِ مہتاب میں یہ حال اوس بن
ظفر ہوا ہی تھا نالہ قمر کو توڑکے پار

| | |
|---|---|
| وقتِ غفلت اور ہے ہنگامِ ہشیاری ہے اور | خواب کی سیر اور ہے اور سیرِ بیداری ہے اور |
| اے تجلاے صنم مین صدقے تیری شان کے | تیری شان و حسن مین طرزِ ادا داری ہے اور |
| دردمندانِ محبت کا طبیبوں سے علاج | اس طرح سے ہو سکے یارو یہ بیماری ہے اور |

دل کو یون زلف کے حلقے مین ہے اک چکر
جیسے گرداب مین کھاتا ہے شناور چکر
آسیا بن کے سدا کھاتے ہین پتھر چکر
تیرِ مژگان سے اگر بچ بھی گیا دل تو وہان
گردشِ چشم نے مارا تری کافر چکر

پیدا نگاہ کر کہ تجلی حسن یار سب جا ہے آشکار ✤

شعلے سے طور کے نہین کم روشنی مین ہے ہر سنگ کا شرر

کیون کعبہ و کنشت مین سر مارتا ہے تو سرگرم جستجو

تو جسکو ڈھونڈھتا ہے چھپا وہ تجھی مین ہے پر تو ہے بیخبر

جوش بہار حسن کسی گل سے لے صبا ہے یہ جنون کا جوش

مصروف اس قدر جگر بیابان دری مین ہے ہر غنچہ ہر سحر

ہے دور جام و صحبت یاران زندہ دل کیفیت حباب

کچھ ہے اگر مزا تو یہی زندگی مین ہے باقی ہے دردسر

اے خود پرست پوچھتا کیا ہے خدا کی راہ ہے وہ بہت قریب

گم کردہ راہ آپ تو اپنی خودی مین ہے اس سے ہے دور تر

صد داغ سوز عشق سے کھا بلکہ صد ہزار ہر داغ دل پہ تو

لذت تجھے نصیب اگر عاشقی مین ہے اے سوختہ جگر

افشائے راز عشق نکر کیکہ چھپی بات پردہ ہی خوب ہے

جی ہی مین اپنے رہنے دے جو کچھ کہ جی مین ہے خاموش اے ظفر

| | |
|---|---|
| یا تو وہ رکھتے تھے سرگوشی ہمین سے اسقدر | یا لگی ہونے سخن پوشی ہمین سے اسقدر |
| ہمکو پاس اتنا نہو ہر بات پر پہلو تہی | اور تمھین ننگ ہم آغوشی ہمین سے اسقدر |
| ہوش مین آؤ ہمین کہتے ہو تم بیہوش ہو | کیون میان دل ہوش بیہوشی ہمین سے اسقدر |

| | |
|---|---|
| ہمارے مہ جبین سینہ کے دیکھے آبلے تونے | کہان اسطرح کے ہین اختر تابندہ گردون پر |
| ہوئے جو داغ بر دل ہو کے تیرے چاہنے والے | چھلے ہے سو رچھل طاؤس ونکی زرد رونی پر |

ظفر آگے مرے سرسبز ہووے کسطرح کوئی
کرے ہے طنز ہر مصرع مرا اب سرو موزون پر

| | |
|---|---|
| کرون مین گریہ اگر اپنی ناتوانی پر | فلک زمین پہ ہو یون جون حباب پانی پر |
| وفا کے بدلے جفا تم کرو ستم ہے یہ | صد آفرین ہے تمھاری بھی قدردانی پر |
| غنیمت آہ سمجھ لے تو وصل گل بلبل | نہ پھول باغ مین دو دن کی زندگانی پر |
| ہمارے روبرو کرتا عجب ہے نوا سنجی | لگے ہین تجکو بھی ہلے مرغ بوستانی پر |
| نصیب خفتہ مرے بعد عمر جاگے آج | جو چشم یار ہے کچھ عین مہربانی پر |
| ہزار حیف کہ بلبل کا صحن گلشن مین | نہ چھوڑا ایک بھی صیاد نے نشانی پر |
| ہنسی کی بات نہین ہے کہ ہر سحر خورشید | نثار ہے تری دستار زعفرانی پر |
| کھلی ہے چشم حقیقت جنھونکی مثل حباب | وہ باندھتے نہین تکیہ جہان فانی پر |

ظفر ہم اپنے ہی قصے مین ہینگے آلودہ
خیال کسکے بھلا رکھین اب کہانی پر

| | |
|---|---|
| بلا سے گر کوئی دنیا مین ہو خفا دلگیر | پر آشنا سے ہو یارب نہ آشنا دلگیر |
| چمن مین صحبت بلبل سے گل تو خندان ہے | الٰہی مجھ سے مرا کیون ہے دلربا دلگیر |
| نہین ہے گلشن عالم شگفتگی کی جا | برنگ غنچہ و تصویر ہین سدا دلگیر |

دو فوارا شکون کا ہے ہمارے گلتے بالون مین ہین شرارے
نہ کیونکہ ہون عشق پہ نچھاور زمین پہ گوہر فلک پہ اختر

پھپھولے پاؤن مین ہین نمایان تو سر پہ داغ جنون فروزان
نہ دیکھین دیوانے تیرے کیونکر زمین پہ گوہر فلک پہ اختر

ذرا جبین عرق فشان پر تو اپنی افشان دکھا دے چنکر
کہ تا نظر آئین ماہ پیکر زمین پہ گوہر فلک پہ اختر

یہ سبزہ و گل پہ جوش شبنم نہ چمکے جگنون ہوا پہ ہر دم
نظر سب آتے تھے مجکو یکسر زمین پہ گوہر فلک پہ اختر

ادھر تو فوارے چھٹتے ہین وان ادھر ہین اشجار پر چراغان
نئی ہے سیر اک چمن کے اندر زمین پہ گوہر فلک پہ اختر

زمین نہایت ہی تھی یہ مشکل ظفر ہے اوستاد پر وہ کامل
غرض دکھائے وہی بٹھا کر زمین پہ گوہر فلک پہ اختر

بجز انگور کب راضی ہون ہم جنت کے جانے پر
سکھے ہے مرغ روح میکشان تک آب و دانے پر

تاسف کوہکن کے بار کوہ غم اوٹھانے پر
ٹپکتا تھا یہ سر شیرین کے سنگ آستانے پر

ترا گھر میرا کاشانہ تھا اب ہے غیر کا مسکن
تسلط زاغ نے پایا ہمارے آشیانے پر

اثر دیکھا ترا ہے گریہ وہ بیداد کرتا ہے
کہ مجکو آگ لگتی ہے ترے آنسو بہانے پر

ہمارے دل کا عقدہ غنچہ لب تون ہی کھلتا ہے
گرہ واشد اسکی ہی موقوف ہے تیرے کھلکھلانے پر

اے ظفر جامۂ گل پر نہ کرے ناز کبھی
دیکھے رنگین تر از اس کی تیری پوشاک بہار

ردیف رای تمام جلد دوم

کب تلک تیری جدائی مین رکھون
ابر وکے مانند رنگین اشکبار

اے ظفر اوس سے کوئی کہتا نہین
جاکے اتنا بھی کہ سُن او گلعذار

دفور گریے نے چشم پر آب کے اندر
دکھایا ہمکو سمندر حباب کے اندر

نگاہ مست مین ساقی کی جو ہے کیفیت
بھلا کہان ہے وہ مستی شراب کے اندر

برنگ شعلۂ فانوس ہو نہ پوشیدہ
تمھارا عارض روشن نقاب کے اندر

ذرا بچشم حقیقت ہو گرم نظارہ
وہی ہے ذرے مین جو آفتاب کے اندر

اگرچہ صاف ہے دل سادہ لوح پر اسمین
جو دیکھا ہمنے نہ دیکھا کتاب کے اندر

کہان ہے سینے مین پیکان کہ وہ تو بیٹھا ہے
چھپا ہوا دل پر اضطراب کے اندر

ہمارے آنسوؤن مین یون ہے راز عشق ظفر
کہ جس طرح سے ہو خوشبو گلاب کے اندر

دکھانے لاکھ وہ شاہ و وزیر کا محضر
سند نہ رکھے گا کوئی فقیر کا محضر

بروز حشر دکھاویگا یہ دل پر داغ
خدا کے آگے تمھارے اسیر کا محضر

فلک کے صفحہ پہ جون مہر و مہ کی مہرین ہین
مگر یہ ہے کسی روشن ضمیر کا محضر

جگر پہ اوسکے نہ تو داغ یہ سمجھ گلگیر
ہوا ہے تجھپہ یہ شمع منیر کا محضر

ظفر نہین ہے کسی وجہ مورد تقصیر
یہ چاک ہوگا تمھارے مشیر کا محضر

رخصت پرواز گر صیاد تو دیتا ہمیں
ہم چمن مین ہو پہنچتے باد سحر سے بیشتر

اٹھتے ہستی مین عدم سے کیون قدم اپنا جو ہم
ہوتے واقف اس مقام پر خطر سے بیشتر

تھے جو خوبان زمانہ اور بھی ہان فتنہ ہین
پر یہ فتنہ تھے کہان اس فتنہ گر سے بیشتر

ضعف سے اوس در پہ اب ہم نقش بر دیوار ہین
سر بہت ٹکرا چکے دیوار و در سے بیشتر

عرصہ ہستی ہے تنگ اتنا کہ جب ہان گرم رو
اک نفس مین ہم گذر جائین شرر سے بیشتر

مار اسر کیون کوہکن نے پتھرون سے عشق مین
تیشہ اوسکو مارنا تھا اپنے سر سے بیشتر

نور تھا خیر البشر کا گو تھا ظاہر مین بشر
حق اگر پوچھو بشر ہی تھا بشر سے بیشتر

جاتے ہین پیش نگاہ یار ہو نیکو نثار
پیشتر دل سے جگر اور دل جگر سے بیشتر

دیدہ مشتاق کا شوق نظارہ دیکھنا
چاہتا ہے مین نکل جاؤن نظر سے بیشتر

پیش آیا آہ جو جو کچھ کہ راہ عشق مین
کہدیا تھا ہمدمون نے ہم ظفر سے بیشتر

## ردیف رای مہملہ جلد سوم

تمہاری گالیان کھاتا ہون مین ہو کے لاابالی ہے
کہونگا سچ یقین ہو یا نہ ہو تم کو مری سچ پہ

مری اک بات سے بھی تم تو رکتے ہو خدا جانے
لگی ہے آپکا دل کس طرح اوس شوخ کے کچھ پہ

کھچا ہے جب سے پڑی ہین عشق کے دل مین غم و حسرت
نہین ملتی ہے نیت سیر دل کی اشکباری سے پہ

سفارش لکھ رہے گر کرے کوئی حسینون کا
وہ ظالم جبکہ آجاتا ہے اپنی بات کی پچ پہ

کہا ہے نے مرے دل کو کہ پہنچ یار گیسو کے
بچا ہرگز نہ یہ شامت کا مارا اتنی پچ پہ

## ردیف رای تمام جلد چہارم

تیغ ہمسر تیرے ابرو کی نہ کوئی بن سکی
تیغ گر رہ جائیں لوہا لے قرینہ کو ٹکر

ہاتھ ٹوٹین محتسب تیرے کہ تو نے سنگدل
ریزہ ریزہ کر دیا پتھر سے مینہ کو ٹکر

گر کبھی ہو وصل کا ماتم تو ہم اوسکے عوض
دل گداز ین چھاتی اپنی اک مہینہ کو ٹکر

پارہ پارہ کر دیا سنگ ستم سے ہے ستم
ارے بیدرد تو نے دل کا آبگینہ کو ٹکر

ظالم مدحہ ہر سے کیا نقصان شریفون کو بلا
کب گھٹا ڈر ظفر لوہا کمینہ کوٹ کر

دل اور ہے بات اور زمین اور زمان اور
رہتے ہین نہ خود رفتہ جہان ہے وہ جہان اور

اک بار کیسے مذر دل و جان تیرے دونون
اب کیا تجھے دین ہم کہ نہ دل اور نہ جان اور

دے جام یہ گر جام پلایے مجھے ساقی
ہین بس نکہون منہ سے کہے جاؤن کہان اور

جل جائیگی اے برق نہو دیکھ مقابل
ہے سوختہ جانون کا دم شعلہ فشان اور

کچھ چشم تر و سوز جگر پہ نہین موقوف
افشای محبت کی بہت سے ہین نشان اور

کس طرح غم یار کو مین دل سے نکالون
جائے یہ کہان اسکا ٹھکانا ہے کہان اور

کیا ہو دیگا اک چاک کو سینہ کے سیے سے
دل مین تو ہزارون ہین ابھی زخم نہان اور

یہ شوق شہادت کی ہے تاثیر کہ قاتل
ہوتی ہے مرے خون سے تری تیغ روان اور

دو قاتل مین جگہ کیونکہ اوس پردہ نشین کو
اس سے نہین بہتر کوئی پردہ کا مکان اور

محفل سے اوٹھا غیر کیا اور اسکی عوض
رکھدے مری چھاتی یہ کوئی سنگ گران اور

تو گھر کو سدھارے خدا کے لیے ناصح
ہوتا تری باتون سے ہے مجکو خفقان اور

[illegible]

دریائے غم میں ہر دم یاں کھا رہا ہوں غوطے
آتا زباں پہ میری جب نام ہے تمہارا

پھر جب جدا انکا لو اس سے مجھے تم آکر
اک جوش عشق میرے اوٹھتا ہے دل کے اندر

پہونچے مدد کو میری کتنا ظفر ہو دل سے
یا بو علی قلندر یا بو علی قلندر

بلا سے گر نہیں رکھتے تو ہم زر تھیلی پہ
دل سوزاں کو ہے رکھ لو لیکر تھیلی پہ
خدا جانے یہ کس شک قمر کی نذر کے خاطر
چمن میں کون ہیوشی کو آیا ہے جو ایسا تی
کوئی اوس طفل سے ہنگام بازی خاک سر پہ
لکیریں انکو مت سمجھو کہ یہ اعمال لکھنے کو

خدا کی راہ میں رکھتے ہیں اپنا سر تھیلی پہ
پھپھولا پڑ نجائے تیرے لے دلبر تھیلی پہ
نکلتا ہر سحر ہے مہر رکھکر زر تھیلی پہ
سبو بر دوش غنچہ گل کے ہے ساغر تھیلی پہ
قسم وے دھولیا جو رکھکے خاکستر تھیلی پہ
ید قدرت نے کھینچا ہے غرض مسطر تھیلی پہ

قدم وہ عشق کے کوچے میں گاڑے اے ظفر اپنا
کہ جو سر بازا پنا رکھ لے پہلے سر تھیلی پہ

## ردیف رای ہندی جلد اول

دیکھ دل کو مرے او کافر بے پیر نہ توڑ
غل سدا ادا دی وحشت میں کھونگا برپا
دیکھ ٹک غور سے آئینہ دل کو میرے
تاج زر کے لیے کیوں شمع کا سر توڑ ہے

گھر ہے اللہ کا یا سکی تو تعمیر نہ توڑ
اے جنوں دیکھ مرے پاؤں کی زنجیر نہ توڑ
اسمیں آتا ہے نظر عالم تصویر نہ توڑ
رشتہ الفت پہ دلے کو گلگیر نہ توڑ

ردیف رای ہندی جلد دوم

[illegible]

ردیف ... ہندی جلد ...

[illegible]

| | |
|---|---|
| عکس جو ملبوس صراحی شراب ناب کی توڑ | تو کمین مست بھی گردن وہین خناب کی توڑ |
| او ٹھینگے ابر جو ساقی تو نہین کیفیت | تو ڈر ہے دین کہین توبہ ہم شراب کی توڑ |
| سوال بوسہ یہ دیگر جواب توڑ لے تو | نہ خاطر اے صنم احسان نہ خراب کی توڑ |
| چمن مین اوس تن نازک سی گر مقابل ہے | تو پتیاں ابھی چٹکین گل گلاب کی توڑ |
| غمون کی آتی گرانباریوں سے اے گردون | کمر نہ میری دل گرم اضطراب کی توڑ |
| نڈال میکدے مین دیکھ محتسب اندھیر | ذرا خدا سے تو ڈر خم شراب کی توڑ |

سکھے ہے فکر مری وہ بلند پروازی

کہ دے اک آ نہین ہمت ظفر عقاب کی توڑ

## ردیف زای معجمہ جلد اول

| | |
|---|---|
| بشر کو کیوں نہو دربیش یان نشیب و فراز | کہ دم کے ساتھ ہے ہر دم یہان نشیب و فراز |
| فلک عروج و تنزل سے اک زمانے کو | دکھاتا ہے روش نردبان نشیب و فراز |
| کیے ہی جاتی ہے راہ فنا کو طے ہر دم | سمجھے کچھ نہین عمر روان نشیب و فراز |
| حضیض و اوج مین یکسان رہین ستارے بھی | دکھاتا کسکو نہین آسمان نشیب و فراز |
| کہون بگولے کو کیا خاک مین بیابان گرد | کہ میری طرح سے دیکھے کہان نشیب و فراز |
| دکھائے ہے سر عاشق کو قاتل سفاک | زبر تیغ و بنوک سنان نشیب و فراز |
| کسیکو پست کرے ہے فلک کسیکو بلند | کہ اس ہنڈولے مین ہے ہر زمان نشیب و فراز |
| ہمین ہے راہ محبت مین ہر زمان در پیش | برنگ گرد رہ کاروان نشیب و فراز |

رنگ پان و فوق دندان مسی زیب ہوا
منجمد لب سے یہ سرخی ہے سیاہی آمیز

تیری مژگان کی پلٹن میں جوان سب یکذات
قوم کا اور نہیں ہمین سیاہی آمیز

کسکا پھرتا ہے مری آنکھوں میں دھانی جوڑا
ہوگیا رنگ جواب اشک کا کاہی آمیز

کبھی انکار تعشق سے کبھی ہے اقرار
اے ظفر کرتا ہے باتیں دل واہی آمیز

سنگ سرمہ نے کیا یوں نگہ یار کو تیز
جس طرح سنگ فسان کرتا ہے تلوار کو تیز

تن برہنہ ترا وحشی جو سر دشت آئے
نوک ہے باد صبا خار سے ہر خار کو تیز

گل اوسے دیکھ کے دیوانہ ہوا ہی قصدًا
بلبلیں کیوں نکریں نشتر منقار کو تیز

نوک سے سر کی نہیں کچھ ہمسرے کم
پھر کیا توسن وحشت کی جو رفتار کو تیز

نگہ یار غضب ناک دوا دل کی نہو
کہ دوا دیجے نہ اس طرح کی بیمار کو تیز

قیمت نیم نگہ دیتے ہیں عاشق دو جہان
کردیا عشق نے یہ حسن کے بازار کو تیز

اے ظفر دیکھیے کیا ہو کہ وہ سفاک جہان
آج پھر دیکھتا ہے اپنے گرفتار کو تیز

اگرچہ منزل رشک قمر ہے دور و دراز
پہونچنا اپنا بھی یک نظر ہے دور و دراز

خدنگ نالہ سے کہدو کرونہ کوتاہی
کہ عرصہ دل سے نہیں تا جگر ہے دور و دراز

پہونچتے ہیں کہیں مر مر کے تا منزل
عزیز و راہ عدم اس قدر ہے دور و دراز

نہ روک تو ہمیں جانے دے تجکو کیا ناصح
بلا سے راہ محبت اگر ہے دور و دراز

تا حق زبان شمع نہ گلگیر کاٹتا
کرتی نہ وہ زبان جو سرِ انجمن دراز

بارے کیا وہ تیشۂ حسرت نے مختصر
تھا جو کہ قصہ عشق کا اے کوہکن دراز

مارے ہے بیزبان دہنِ خم لافِ عشق
یہ تو زبان دراز نہیں ہے دہن دراز

تشبیہ اوسکو دون قدِ موزون سے کیا ترے
اے رشکِ گل ہے قامتِ سروِ چمن دراز

جانے دے تو نہ چھیڑ ظفر ذکرِ زلفِ یار
ہو جائیگا زیادہ وگرنہ سخن دراز

## ردیف زای معجمہ جلد چہارم

جس طرح کھینچے ہے دل سے آہ ناوکِ تیز
اس طرح نکلے کمانِ سخت سے کب تیر تیز

سوزشِ دل نے جلا کر مجکو خاکستر کیا
کر دیا اس آگ کو لو نے تو اے تقدیر تیز

کند کر دل کو نہ وقتِ ذبح اپنے صید کے
کرلے تو اپنی چھری ظالم دمِ تکبیر تیز

پھر لگے کاغذ کے گھوڑے دوڑنے چاروں طرف
پھر لگی ہونے وہاں تحریر پر تحریر تیز

روبرو اوسکے ہے تیری زبان کیا مجال
کر رہے ہیں مٹھے بیٹھے ہم یہیں تقریر تیز

قتل کرنا کسکا ٹھہرا دیکھیے مدِ نظر
اوس نگہ نے سنگ سرمہ پے جو کی شمشیر تیز

جتنی تصویریں مرقع میں ہیں عالم کے ظفر
سب سے ہے اوس عالمِ تصویر کی تصویر تیز

ہے کا ماہ بدمِ والیسیں نشیب و فراز
کہ دم کے ساتھ ہے اپنے ہمیشہ نشیب و فراز

سمجھتا آپ کو اونچا ہے اور کو نیچا
کھلے گا تجھکو تہِ زیرِ زمیں نشیب و فراز

ردیف سین مہملہ جلد اول

[illegible]

گل یہ جو صنوبر ہو تو کچھ دور نہیں
دیکھنے ہے داغ جگر سیر دل زار کے پاس

منکشف کیون نہو آثار محبت تجھپر
قبر عاشق کی ہے ظالم تری دیوار کے پاس

حلقۂ زلف اوس ابرو کے نہو کیونکہ قریب
رکھنی قاتل کو سپر چاہیے تلوار کے پاس

سوزش عشق مین دل کیون نہو بیتاب ظفر
جانے دیتا نہین کوئی مجھے اوس یار کے پاس

آبلہ پیدا ہوا داغ دل مضطر کے پاس
چاہیے تھا واقعی شیشہ بھی ہان ساغر کے پاس

زلف آشفتہ نہین خال رخ دلبر کے پاس
شاخ سنبل باغ مین ظرف ہے نیلوفر کے پاس

جب سے دل کے متصل رکھتا ہون مین تصویر یار
اور ہی صورت کا جلوہ ہے خدا کے گھر کے پاس

دل عنبث ہمنے دیا ہے لے بت کافر تجھے
لعل کی کیا قدر ہو جب تجھ سے ہو جوہر کے پاس

مین تو سایہ سے بھی اوسکے مانگتا ہون الحذر
ہو جو دیوانہ سو جائے وہ اوسی پیکر کے پاس

ابر کی کیفیتین جانی ہمین بھاتی نہین
بادۂ گلگون ہے شیشہ رکھدے ساقی جھر کے پاس

زلف کے کشتہ کا میرے ہی جہان مدفون ہا
جا نہین سکتا کبھی کالا بھی مار دستر کے پاس

آفرین تجکو ظفر ہو کیون نہ شاگرد نصیر
اس غزل کو جاکے پڑھے ہر ایک استاد کے پاس

خموش کیون نہو مرغ فلک باغ قفس
ہزار حیف کہ ہو ہمصفیر داغ قفس

قفس کے چاک مین گل رکھکے مت دکھا صیاد
کہ ہر بلبل شیدا ہے یہ چراغ قفس

قفس سے چھوٹکے پہونچون اگر چمن کی طرف
برنگ لالہ ہے دل پر وہان بھی داغ قفس

[illegible]

[illegible]

ردیف سین مهمله جلد چهارم

[illegible]

| | |
|---|---|
| جی نہین لگتی کا گلشن مین کبھی مین جاؤن اگر | بسکہ مجھجا وہو گیا ہے کلبۂ احزان سے انس |
| طرفہ گریہ ہے ہمیشہ دیدۂ تر کو مرے | آستین سے ربط ہے یا گوشۂ داماں سے انس |
| ساتھ ہی میرے رہیگا دیکھنا العبد زوصال | ہے نہایت ہی مجھے تیرے غم ہجران سے انس |
| تم نہو پیارے رقیب شاخ خصلت سے انیس | چاہیے ہرگز نہین انسان کو شیطان سے انس |

ہو نہ گر رسم و خط و پیغام اون سے اے ظفر
اونکو پھر معلوم ہووے اپنا کس عنوان سے انس

| | |
|---|---|
| لب شیرین کو ترے چاٹ لگے بس چشم مگس | بیٹھی نظرون مین ہے چاہیے بس چشم مگس |
| مین وہ لاغر ہون کہ پہنچا نے مرا تخمانہ | اپنی مژگان سے اگر دے مجھے خس چشم مگس |
| لب کا تل نقطہ بمقابل ہے ترے چاہ ذقن | ہے حریفانہ نظر سوئے مگس چشم مگس |
| تنگ چشمی تجھے ہو کیونکہ دہے اہل ہوس | تو مگس اور تری چشم ہوس چشم مگس |

اشک حال لب شیرین سے ظفر اوسکے نہو
نگران سوئے شکر لاکھ برس چشم مگس

ردیف سین مهمله جلد دوم

| | |
|---|---|
| چاہیے درویش کو کیا پادشاہانہ لباس | چھوڑ کر دلق اپنا کیون پہنے وہ بیگانہ لباس |
| رکھے ناقص عقل کو جون مرد فرزانہ لباس | پیرزنہ عورت کو بناوے مردمردانہ لباس |
| خاک کو کوچے کی تیرے اپنے تن پر کامری | جانتا ہے فاخرہ یہ تیرا دیوانہ لباس |
| بادہ کش راضی ہین اسپر گرچہ ہو سینہ فروش | چھین لے سارا وہ دے گر نیم پیمانہ لباس |

[illegible]

[illegible]

| | |
|---|---|
| خاک سے بادہ کشون کی جو بنے جام و سبو | کیا عدم مین بھی ہے میخانۂ ہستی کی ہوا |

ہم وہ آوارہ و سرگشتہ ظفر ہین کہ ہمین
نہ تو ویرانے کی پروا ہے نہ بستی کی ہوس

## ردیف شین معجمہ جلد اول

بھولا نہ تجھے یہ کبھی اس یاد کو شاباش — شاباش ہمارے دل ناشاد کو شاباش
ہر روز ستم تازہ ہے ہر روز نیا ظلم — اے شوخ ستمگر تری ایجاد کو شاباش
گویائی اگر ہووے لب زخم جگر کو — اتنا کہے اوس خنجر بیداد کو شاباش
نازک ہے تو کس کام کا ناصاف ہو گر دل — فولاد بنا آئینۂ فولاد کو شاباش
الحمد للہ کہ ہوئی اتنی تو تاثیر — کہتے ہین وہ سنکر مری فریاد کو شاباش
یہ قتل کا ہے شوق کہ اوڑ جائے اگر سر — پیدا ہو صدا حلق سے جلاد کو شاباش
مرغ چمن قدس کو اس دام سے کیا کام — یہ کھینچ ہی لایا مجھے صیاد کو شاباش
کیا طرز وفا عشق سے سیکھا ہے دل آہ — شاباش تجھے اور تری اوستاد کو شاباش
مرمر کے ہوئے داخل جنت بنی آدم — پر چھوڑ نہ جائے پدر اولاد کو شاباش
آسان نہین سنگ پہ سر مار کے مرنا — کیا کام کیا عشق مین فرہاد کو شاباش

ہین لاکھون خیالات مین فکر سخن اپنا
تیری ظفر اس طبع خداداد کو شاباش

| | |
|---|---|
| ہمیشہ باندھے ہین شام شراب کو آتش | بڑی ہی جھوٹھی ہین کہتی ہین آب کو آتش |

## ردیف شین معجمہ جلد دوم

[illegible]

## ردیف شین معجمہ جلد سوم

[illegible]

ردیف صاد مہملہ جلد دوم

جو ہجر کی تھی کثرت آفات مین تشویش
تو بھاگ ڈالا دیکھ محبت سے کہ اسکی
گذری ہے کوئی لحظہ جو بیفکر تو پرون
پاتے نہین ہین تو کبھی رندون کو تشویش
جی کیون نہ ڈسے گر دیے ہے دل جو شکستہ
دل نذر کرون اپنا کہ جان پیشکش اپنی

سب مٹ گئی وہ ایک ملاقات مین تشویش
ہر گام مین اندیشہ ہے ہر بات مین تشویش
دیتا ہے فنا اوسکے مکافات مین تشویش
آئی ہی نہین بزم خرابات مین تشویش
ٹوٹے ہوے گھر سے تو ہے برسات مین تشویش
ہے مجھکو ترے غم کے مدارات مین تشویش

عقبے کی ظفر چاہیے کچھ فکر تجہ کو
بیہودہ ہے دنیا کی مہمات مین تشویش

## ردیف صاد مہملہ جلد اول

بھری تھی ساغر مین رات ساقی نے ایسی خوشبو شراب خالص
نہ اوسکو پہونچے ہے مشک خالص نہ اوسکو پہونچی گلاب خالص
اس آرزو مین کہ اوسکے پاؤن کے چھلے کوئی مجھے بتاوے
ادھر تو ہے سیم ماہ خالص ادھر زر آفتاب خالص
حلاوت اوس شیرین لعل لب کی نہ پوچھو بوسے کی ہے یہ شیرین
کہ جو کوئی انگبین خالص کو گھولدے لیکے آب خالص
دل شکستہ درست میرا نہووے کیونکر کہ ہاتھ آئے
تمھارے بوسے سے خال مشکین کی مومیائی شتاب خالص

ملانا خاک مین ہے اور بھی سوا منظور
تو بول مجھ سے تو ناصح کہ مین ہون دیوانہ
ہر ایک شخص سے اخلاص ہے
بغیر رنج و مصیبت سوا حسرت و یاس
رکھے ہے کون دل بیقرار سے اخلاص

[illegible]

| | |
|---|---|
| ظالم تری نگہ مین ہے اکسیر کا خواص | رکھتا ہے دل ہمارا بھی نخچیر کا خواص |
| حق مین ترے شہید کے آب حیات ہے | کیا کم ہے آب خنجر و شمشیر کا خواص |
| نسخے مین ہے میر کے تپ غم کے لکھے طبیب | کافور بھی ہو قرص طباشیر کا خواص |
| سودائی اوسکا پائے بزنجیر کیا ہے | رکھتا ہے وہ تو نالۂ زنجیر کا خواص |
| سمجھے نہ اپنے لایق خدمت وہ شاہ حسن | شاہ جہان کا ہو کہ جہانگیر کا خواص |
| ہو کیون نہ خاکسار محبت کا دل غنی | ہے خاک کوئے یار مین اکسیر کا خواص |

رہتی ہے اوس مین یہ گرہ کیا سبب ظفر
کیا اوسمین بھی ہے زلف گرہگیر کا خواص

## ردیف ضاد معجمہ جلد اول

| | |
|---|---|
| لب نکالینگے ترے لعل مین پر اعتراض | زلف ہی گر لی ہو کیا مشک ختن پر اعتراض |
| ہمنے کی ہے جانکنی اور اونکی خارکنی | واجبی ہے گر کرین ہم کوہکن پر اعتراض |
| لاکھ پیچ و تاب کھائے موج دریا پر کہان | کر سکے اوس سیمتن پر شکن پر اعتراض |
| ہوئے پھر صبح قیامت پر قیامت آشکا | گر نکالے کچھ مری خاک کفن پر اعتراض |
| شاخ سنبل سے نکالے شاخسار زلف گر | قد ترا کرنے لگے سرو چمن پر اعتراض |
| تاپیے گنبد اگر اک اپنی دود آہ سے | لاکھ نکلین خیمۂ چرخ کہن پر اعتراض |

آج کس اہل سخن کو یہ مقدور ہے
کر سکے جو لے ظفر تیرے سخن پر اعتراض

## ردیف ضاد معجمہ جلد دوم

[illegible]

## ردیف ضاد معجمہ جلد سوم

[illegible]

ساقیا پہونچے ہے تیری جام سے عالم کو فیض
منہ نہیں ہمکو لگاتا اک نہیں ہے ہم کو فیض

ہوش صاحبدل کبھی محتاج فیض جام جم
بلکہ انکے ساغر دل سے ہو جام جم کو فیض

رکھتی ہے جاری ہمیشہ آنسووں سے فیض نہر
دیکھنا منظور ہے کیا میری چشم نم کو فیض

عشق میں ہے بس غنیمت ہمکو غم اور رنج کم
پہونچتا ہے غم سے ہمکو فیض ہے غم کو فیض

ہو تو شاید کچھ تمھارے ہی لب جان بخش سے
ورنہ ہو عیسی سے کیا اس عاشق بیدم کو فیض

عمر بھر کھایا کیے ہم حسرت زلف پیچ و تاب
کیا اوٹھایا چھیڑ کر اوس کاکل پر خم کو فیض

ہے لنفخت فیہ من روحی سے ظاہر اے ظفر
جو کہ پہونچا خالق کونین سے آدم کو فیض

## ردیف ضاد معجمہ جلد چہارم

زلف سے اولجھے یہ کیا اس مبتلا کو ہے غرض
سر پہ لے ناحق بلا کسکی بلا کو ہے غرض

جو ہوا اے شوخ بیمار غم فرقت ترا
نے شفا سے اوسکو نے اوس سے شفا کو ہے غرض

دل مرا ہو رشک سے خون یہ فقط منظور ہے
ورنہ اوسکے دست و پا سے کیا حنا کو ہے غرض

جان و دل ایمان و دین جو کچھ تھا لینا لے چکا
اب یہی کیا ہے اوسکی فریاد کو ہے غرض

اے ستمگر اے وفا دشمن ترے بیداد سے
بیوفا کو کیا غرض ہے باوفا کو ہے غرض

امتحان پرسش تیغ نگہ منظور ہے
قتل سے میرے نہیں اوس کی جفا کو ہے غرض

آشنائی بے غرض ہے کون دنیا میں ظفر
پڑتی سو بار آشنا سے آشنا کو ہے غرض

زلف کی تار سے ہی رخ پہ کمان یار کے خط
صحن گلزار مین جلتے ہین پر امار کے خط

پہنکر ہار گلے مین جو وہ سویا شب کو
پڑ گئے گردن نازک پہ کئی ہار کے خط

خط تو پکڑا ہی گیا تھا مرا لیکن نکلے
پاس قاصد کے مرے اور بھی دو چار کے خط

خطِ عارض ترا وہ ہے کہ نہ ہووے سر سبز
روبرو کوئی ترے اس خط گلزار کے خط

نامہ بر دیکھیے تقدیر مین لکھا کیا ہی
یار پڑھتا ہے مرا سامنے اغیار کے خط

یاد آئی دمِ تحریر جو وہ زلف دراز
ہو گیا ایک برابر کئی طومار کے خط

کھینچے ہے تارِ شعاعی سے ہمیشہ سر خاک
مہر بھی روبرو اوس تابش رخسار کے خط

مہر نامہ اگر ہوئین نہ آنکھین قاصد
کیونکہ معلوم ہون حسرت کش دیدار کے خط

تیغ ابرو سے ہین جانباز ظفر سینہ سپر
ئے اجل پڑتا نہین جھار سے تلوار کے خط

## ردیف طای مہملہ جلد دوم

ابھی بھیجے نہ پایا را خط
دیکھو تو لیجے میرا سارا خط

لایا قاصد جواب خط ایسا
ہم کو لکھنا پڑا دوبارا خط

تجھکو لکھتے قلم سے نرگس کے
تیرا حسرت کش نظارا خط

دل کے مضمون بیقراری سے
اوڑ گیا ایسا جیسے پارا خط

کیا تعویذ ہول دل ہمنے
لیکے اے دل ربا تمھارا خط

مانگ ہے یا اندھیری رات میں تو
کہکشان کا ہے آشکارا خط

تر نہ کر اشکون سے کاغذ سبز
لکھنے دے اے دیدۂ نمناک خط

تیغ بران سے تری پڑتا نہین
پے قصد اے قاتل سفاک خط

تو نے کیا لکھا تھا جو رونے لگا
پڑھ کے تیرا عاشق غمناک خط

حاسدون سے ناک مین دم ہے ظفر
دیدو چاقو سے پکڑ کے ناک خط

## ردیف طا معجمہ

ہمدمو عشق کی نہ پوچھو شرط
جان دیجے تو پوچھو ادا ہو شرط

خو تمھاری نہ جائے گی بدلی
ہمین جو چاہو ہمسے بدلو شرط

اپنی ہمکو رہائی ہے منظور
ورنہ تم اور ہمسے جیتو شرط

دل بیمار کے علاج مین ہے
وصل دلدار اے طبیبو شرط

دل بندھا زلف سے نہین چھٹتا
اسکے چھٹنے پہ تم نہ باندھو شرط

یون کسیکو ہے کون دیتا دل
دلبری بھی ہے دلربا کو شرط

اسکا دشوار ہے بجا لانا
ہے محبت کی اے ظفر جو شرط

یون ہلے جنبش ابرو سے ترے دل مضبوط
جیسے بھونچال سے جاتا ہے مکان ہل مضبوط

پائیداری نہین ہستی کو کہ ہے سست بنا
یان محل اپنے بناتے ہین یہ غافل مضبوط

دل کے کچھ نہین ہم جان تلک دین اپنی
گر ہے قول پہ یہ حور شمایل مضبوط

ہمنشین باتین بناتے ہین ظفر ار دن آن
لیکن اک بات پہ ہو جاتی ہے مشکل مضبوط

اس دل بیمار کو لیجاؤن یارب کس کے پاس
ہوگیا عالم مین خوبان مسیحا دم کا قحط

کوئی غنچہ بھی شگفتہ اس گلستان مین نہین
ہوگیا از بسکہ دل ہائے خوش و خرم کا قحط

دیکھ خوبی اپنی دلریشون کی قسمت کی کہ یان
ہے سما مرچ و نمک کا اور ہے مرہم کا قحط

کہتے ہین خوش ہو کے اپنے دل مین ہے درد مند
قحط و ر مان ہے بلا سے پر نہین ہے سم کا قحط

یون تو ہین آدم ہی آدم سب جہان مین اے ظفر
پر جو دیکھا غور سے ہے کام کے آدم کا قحط

شمع سے گلگیر کیا ہو تاج زر کی احتیاط
عشق مین جب ہے خدا وس سے اپنے سر کی احتیاط

نکلے جو آنسو تصور مین کسی سے پارہ کے
چاہیے آنکھون سے اوس روشن گہر کی احتیاط

خط بچا یا آب خط کی طرح سے ٹکڑے ہوا
اللہ اللہ رے ہمارے نامہ بر کی احتیاط

سیکڑون محتاط ہو کر دختر رز سے خراب
لکھ گئے اس میکدہ مین عمر بھر کی احتیاط

ہم بھڑک کر دام سے صیاد دین لگڑی اوڑا
پر ذرا ہم کو ہے اپنے بال و پر کی احتیاط

مرگ عاشق کی خبر جب تک مگر سن لے
وہ نہ آئے دیکھنا اوس خنجر کی احتیاط

اے ظفر سینے مین بھڑکا اپنے شعلہ عشق کا
ہو چکی دل کی حفاظت اور جگر کی احتیاط

## ردیف ظای معجمہ جلد اول

رہیو اے دل تو اب اوس لف رسا سے محفوظ
حق سدا تجھکو رکھے ایسی بلا سے محفوظ

ہین سدا مشق ستم سے سر عشاق قلم
کوئی دیکھا نہ تری تیغ جفا سے محفوظ

## ردیف ظای معجمہ جلد دوم

دل وسکی جنبش مژگان ہے کیون خدنگ نگہ — کہ اس مریض کو ہان چاہیے ہوا کا لحاظ

اوٹھا کے آنکھ نہ دیکھا چمن مین گُل نے — رہا جو اوسکو تری چشم پر حیا کا لحاظ

ملون مین اپنے کفِ پا سے اپنی دیدۂ تر — مگر ہے مجھکو ذرا سرخی حنا کا لحاظ

رکھین ہم اوس سے ولا چشم آشنائی کیا — نہ پاس یار کا جسکو نہ آشنا کا لحاظ

نہ توڑ دل کو مرے اے بتان سنگین دل — ڈرو خدا سے کرو خانۂ خدا کا لحاظ

ظفر پلا دو مرے سبھر کے ساغر می ناب — اگر اوٹھانا ہے منظور دلربا کا لحاظ

## ردیف ظای معجمہ جلد چہارم

گلی مین یار کی ہمنے رکھا قدم بلحاظ — گئے بھی تو باد بکے بھی تو ہم بلحاظ

ہماری شکل نے سب حال کہدیا اونسے — زبان سے گو نکہا ہمنے دل کا غم بلحاظ

قلم وہ کرتے ہین آپ بھی ہاتھ اے قاصد — اگرچہ کرتے ہین خط اونکو ہم رقم بلحاظ

حیا اوس کے حسن مین یوسف نہ سکا ہمسر — تو جا چھپا وہ پس پردۂ عدم بلحاظ

نہ یادا چونکا وٹھے خواب ناز سے وہ گل — چمن مین جائیو اے باد صبحدم بلحاظ

ابھی ڈبوئین رقیبون کے گھر کے گھر لیکن — ہم اونکے آگے نہین ہوتی چشم نم بلحاظ

ظفر نہ کھینچ سکا اوس موکمر کی جب تصویر — تو سر جھکا کے اوٹھائے نہ مو قلم بلحاظ

## ردیف عین مہملہ جلد اول

وصل کی تاب نہیں کھینچے ہے پروانے کو
کیون ظفر شوق کنارہ ہو نہیں فانوس مین شمع

کم نہیں ہے سوزش داغ دل دلگیر و شمع
کب تصور اوسکا دل مین ہے اور آہ آتشین
موج اشک چشم اے پروانہ کب ہے زیر پا
اوس رخ پرنور سے روشن ہو کیونکر ماہتاب

بلکہ ہمسر ہے ہمارا نالۂ شبگیر و شمع
ہین یہ فانوس خیالی مین ہم تصویر و شمع
موج سودا سے ہے باہم مجھ زنجیر و شمع
ایک ہو کیونکر چراغ مہر تنویر و شمع

ہے اجل سر پر کھڑی یہ ٹل گئی شب کو ظفر
ایک جا جو ہین ہمین آئی نظر گلگیر و شمع

اس لیے ڈھونڈھین ہین آہ ہم غنچہ و گل چراغ و شمع
یہ دل تنگ و زخم تن و داغ جگر اور آہ گرم
جام و گلابی شراب ساغر چشم مست یار
خاطر تنگ و چاک جیب سوزش سینہ و جگر

تو ہی نظر مین ہے صنم غنچہ و گل چراغ و شمع
پاس ہین اپنے دمبدم غنچہ و گل چراغ و شمع
بزم مین اپنی ہین بہم غنچہ و گل چراغ و شمع
ہین یہ بہار بزم غم غنچہ و گل چراغ و شمع

قطرۂ خون و لخت دل مردمک و در قطرہ پر اشک
ہین یہ ظفر بچشم نم غنچہ و گل چراغ و شمع

گرچہ غرق اشک ہے گریے کی شدت مین شمع
کچھ نہ پروا جدائی کی مری اوس مین رکھو
کون ہے جسکو جلاتا اپنی سوز عشق سے

جلتی ہے بستر بھی لیکن سوزش الفت مین شمع
یون جلی پروانہ کی سوز غم فرقت مین شمع
لیک جلنا ہی لکھا تھا یہ مری قسمت مین شمع

ردیف غین معجمہ جلد اول

| | |
|---|---|
| تا رکھے دیکھ کے اپنا وہ محبت مین قدم<br>چارہ گر جانے تعجب نہین گر نہجانے | چاہیے دار بنے راہ مین منصور کی شمع<br>سوزشِ عشق سے بنتی مرے ناسور کی شمع |

آگے خورشید رخ یار کے کیا کام اسکا
اے ظفر خوب کیا بزم سے گر دور کی شمع

| | |
|---|---|
| دل مرا لینے کو اسطرح سے دلدار ہون جمع | جیسے اک جنس پہ کتنے ہی خریدار ہون جمع |
| ہون نہ وہ اک گرہِ لف سے اوسکی ہمسر | اے صبا سیکڑون گر نافۂ تاتار ہون جمع |
| کشتۂ نرگس مخمور ہون تیرا اے گل | تیرے پہلو مین عجب کیا ہے جو میخوار ہون جمع |
| دلِ عشاق ہین یون لف کے حلقے مین تری | جس طرح خانۂ زندان مین گرفتار ہون جمع |
| کیا تماشا ہے جو وہ منہ سے اوٹھا دے برقع | اوسکے جس وقت کہ سب طالب دیدار ہون جمع |
| جوش گریہ مجھے دیتا نہین اتنی فرصت | کہ مری چشم مین آنسو کبھی دو چار ہون جمع |
| ناز و انداز و ادا سے تری کیا جان بچے | ایک کے قتل کو جب اتنے ستمگار ہون جمع |
| شہرت اے یار جو ہو تیری مسیحائی کی | تیرے کوچے مین نکیونکر یہ بیمار ہون جمع |

اے ظفر کیونکہ ہو جمعیتِ خاطر اپنی
جب اوس لف پریشان سے نہ تار ہون جمع

ردیف عین مہملہ جلد چہارم

| | |
|---|---|
| ہر کام کا اک وقت ہے ہر بات کا موقع<br>تم چوری چھپے آؤ کسی طرح یہانتک | غیر کو یہین نہین حرف و حکایات کا موقع<br>گردن کا نہ موقع ہو تو ہو رات کا موقع |

[illegible]

روشن دلون کی قرب مین ہین لاکھ فایدے
آتا نہین ہے کام ظفر دور کا چراغ

ہے پاس اپنے اوس رخِ پر نور سے چراغ
اے ماہ تو دکھا نہ ہمین دور سے چراغ

روشن ہو چشم مست کی کشتے کی گور پے
روغن کی جائے بادۂ انگور سے چراغ

شعلے کو میری سوزشِ دل پر جو رشک ہے
جلتا ہے بزم مین مری ناسور سے چراغ

رونق ہے تفتہ جانون کو بختِ سیاہ سے
پاتا فروغ ہے شبِ دیجور سے چراغ

کچھ موذیون کی گھر مین نہین روشنی کا کام
مانوس کب ہے خانۂ زنبور سے چراغ

اللہ رے تجلی انوارِ حسنِ یار
ہے میرے گھر مین روشنیِ طور سے چراغ

روشن ہوا آفتاب قیامت کا اے ظفر
ہم دل جلون کی شمع سرِ گور سے چراغ

کچھ بات کہہ مین مصلحتاً تجھ سے ہم دروغ
اے بت قسم تو کھا نہین خدا کی قسم دروغ

قاصد خطِ دروغ لکھ کے جو بھیجا کبھی تو کیا
تحریر جو ہے اوسمین وہ ہے بیقلم دروغ

ابرو کو اوسکے کہتے ہین سب تیغِ اصفہان
ہے اصفہانیون مین کہان ایسا خم دروغ

قسم کھاتے کھاتے جان مری لب پہ آگئی
وہ اب بھی جانتے ہین مرا حالِ غم دروغ

سننے تو کچھ کہا نہین تم کہتے ہو کہا
کیا بیٹھیون اوس دروغ کو ہے سب ستم دروغ

سچا ہے اس زمانے مین وہ بھی کہ جسکی ہو
کچھ راستی سخن مین سوا اور کم دروغ

حق ہے دروغ گو کو نہین حافظہ ظفر
جاتا ہے بھول کرکے جو وعدہ صنم دروغ

[illegible]

کہہ رہا وہ لطا او دھر ہے حسرتا و حسرتا | کہہ رہی وہ وطن ہے ادھر ہے ادلغا و دریغ

اے ظفر مین کیا کہون کتنا غم شیر پیمین
دل مرا آٹھون پہر ہے وادریغا وادریغ

| | |
|---|---|
| چاہیے نے شمع مجھکو نے سر مدفن چراغ | داغ دل روشن ہے زیر خاک بر مدفن چراغ |
| جنبش دامن سے تیرے اے نسیم صبحدم | گل نہین ہوتا چمن مین گل کا ہے روشن چراغ |
| یون لیس گان ہے وہ سرخی چشم پر حیا | رکھدیا جیسے جلا کر ہو لبن چلمن چراغ |
| شب دکھا کر تو رخ روشن نکر غارتگری | ساتھ اپنے راتکو رکھتی ہین کب رہزن چراغ |
| وقت صحبت یار سے گھر مین اندھیرا چاہیے | روشنی اوس وقت ہی غماز او دشمن چراغ |
| رات کو چوری سے جانکا جو ذرا ہو شمع رو | تاب رخ سے بنگیا دیوار کا روزن چراغ |

شمع سان جلتے ہین سب سوز الم سے ہم ظفر
ہے جلا تا گھر مین گھی کے وہ بت پر فن چراغ

## ردیف غین معجمہ جلد چہارم

| | |
|---|---|
| یہ چیچک کا ہے جو کوئی رخ گلبدن پہ داغ | دیتا ہے ماہ کو بھی وہ چرخ کہن پہ داغ |
| کیون داغ تو ندے ہمین ہر روز چیک رو | انجم سے لاکھون ہین دل چرخ کہن پہ داغ |
| دھو اپنے دل سے داغ معاصی جو دھو سکے | گر جاہتا ہے ہو نہ لحد مین کفن پہ داغ |
| ہر چند عیب ہے پہ ہوتا ہی داغ کا | پر خوشنما ہے کا ہے اوس دقن پہ داغ |
| دیکھے جو اوسکے دانت مسی مین تو کیا عجب | ہو رشک سے اگر دل درِ عدن پہ داغ |

ردیف ف جلد اول

یہان سے ناچار نکل جائینگے ہم اور طرف
دیکھ آپ سے الطاف و کرم اور طرف
یون نہ کہین کہ چلے کس لیے ہم اور طرف
گردش بخت سے ہاتھون سے بھی ہیہات چلے
ہم بھی بیدست ہو بیدرہ ہم اور طرف
دل لگایا بخدا تو نے صنم اور طرف
دکھاکے سب رکھے اغیار بھی ہم اور طرف

کہتا ہے کوئی جیم کوئی لام زلف کو
کہتا ہون مین ظفر کہ مسطح ہی کاف زلف

وصل کی ہونے نہین دیتی جو تدبیر حریف — اونکی تقصیر نہین ہی مری تقدیر حریف
دل پہ یون وار کیا تیغ نگہ کا اوسنے — جس طرح کھینچ کے مارے کوئی شمشیر حریف
بسمل ابرو و مژگان ہون کسی قاتل کا — نہ مری تیغ ہے دشمن نہ مرا تیر حریف
دشت وحشت کو ارادہ ہی کہ آباد کرون — کھولدے کاش مری پانْوونکی زنجیر حریف
نامۂ یار کو قاصد سے اوڑا لینگے غیر — دیکھو لے بھاگے ہین کیا نسخۂ اکسیر حریف
دوستی مین تری دشمن ہوئی یہ خلق مری — ہدف تیر بنائین مری تصویر حریف
پہین زنار محبت نہ پھرے زلف سے ہم — ہمکو پروا نہین گر کرتے ہین تکفیر حریف

شمع سان گھٹتے ہین ہر چند زبان اپنی دراز
اے ظفر دیکھین تو کیا کرتے ہین تقریر حریف

## ردیف فا جلد دوم

گر ہے دل دینا خطا کرتے ہے پیر معاف — سچ نہین ہونیکی ہو اب تو یہ تقصیر معاف
تو اگر قتل سے خوش ہو تو خوشی سی اپنی — خون کرے اپنا تجھے عاشق دلگیر معاف
دل سودا زدہ کو مار ہی ہے کوڑی وہ زلف — ورنہ دیوانے کو تو ہو ہی تعزیر معاف
دم بسمل نہ سنی منہ سے ترے بسم اللہ — ذبح کرتے ہین ہے شاید تری تکبیر معاف
گر حساب ستم و جور یہ ہون حاصل داغ — کیا عجب ہو لی محاسب کو ہی تحریر معاف

[illegible]

جو مجھے کہتی ہیں دل اوسکو دیا کیوں تونے
نہیں اوس شوخ کی ہم ناز و ادا سے واقف

کر دیا زلف دوتا نے تری ہمکو آگاہ
ورنہ ہم آگے نہ تھے دام بلا سے واقف

میں ہوں بیمار محبت نکرو میرا علاج
اے طبیبو نہیں تم میری دوا سے واقف

وائے کس شوخ ستمگر سے لگا دل اپنا
کہ نہ ہے مہر سے وہ آگہ نہ وفا سے واقف

ہنستے کیوں گل کی روش باغ جہاں میں غافل
اے ظفر ہوتے اگر یہاں کی ہوا سے واقف

دیکھ کر اوس قاتل سفاک کو خنجر بکف
عاشق سرباز پھرتے ہیں ہمیشہ سر بکف

مے کشی کو کون آیا باغ میں اے عندلیب
جو صراحی در بغل غنچہ ہیں گل ساغر بکف

ہم بدولت آنسوؤں کے دیکھتے ہیں عشق میں
چشم سے اپنی صدف کی طرح سے گوہر بکف

خون کیے تونے ہزاروں پھرتے ہیں سب دادخواہ
ہیں ترے دست ستم سے اک جہاں محضر بکف

ٹپکے دریا میں ترے دلسوز کا گر اشک گرم
ہوں حبابوں کی جگہ گرداب کے اخگر بکف

آنکھ اوٹھا کر بھی نہیں وہ دیکھتے بل بے دماغ
جو کہ نرگس کی طرح رکھتے ہیں سیم و زر بکف

دیکھیے قسمت کا لکھا ہوگا اوس دن کیا ظفر
ہووے گا اعمال بد کا اپنے جب دفتر بکف

ہر رقم میں اوسکا انداز رقم ہے مختلف +
جو قلم سے اوسکے نکلا ایک قلم ہے مختلف

وہ جو پاس اونکے نہیں تھا جسکے باعث تھا خلاف
کچھ مزاج اونکا بہت آگے سے کم ہے مختلف

روبرو عارض کے تیرے روشنی خورشید کی
صاف مثل نور شمع صبحدم ہے مختلف

[illegible]

لکھین گے ہم تکلف سے اور کچھ قاصد
کرینگے خط مین رقم اپنے یکقلم تکلیف

مریض عشق کو آرام ایکدم مین ہو
کرے ذرا جو یہان وہ مسیح دم تکلیف

یہ جان کنی ہے بڑا کام مشکل اے فرہاد
کہ اس سے کوہکنی مین کہین ہے کم تکلیف

مسافران عدم کی خبر خدا جانے
کہ اونکو چین ہے یا جانب عدم تکلیف

مزا ہے کچھ تو مصیبت مین عشق کی ناصح
اوٹھاتے جان پہ جو اسقدر ہین ہم تکلیف

قدم سنبھل کے رکھے اے دل رہ محبت مین
یہ راہ وہ ہے کہ ہے جسمین ہر قدم تکلیف

جو دیکھین بتکدہ دل مین صورت اوس بت کی
کرین نہ شیخ جی صاحب سوے حرم تکلیف

دیا ہے ایسے ستمگر کو دل ظفر ہمنے
کہ جس سے جان کو پہونچی ہے دمبدم تکلیف

## ردیف فا جلد چہارم

تجھ بن شراب عیش کے پینے پہ چار حرف
اور اس طرح کے بے مزہ جینے پہ چار حرف

لا ایک حرف شکوہ زبان پر نہ چرخ کا
بھیج اس ستم شعار کمینے پہ چار حرف

جا ہے جواب نامہ قلم بھر کے خون سے تو
دے کھینچ اپنے کشتے کی سینے پہ چار حرف

الفت کی شرح سی ہین بیاضین بہت سیاہ
پھیلے ہین یہ ہزار سفینے پہ چار حرف

جاتے تو ہو رقیب کے کوٹھے پہ تم مگر
سن جاؤ میرے ٹھہر کے زینے پہ چار حرف

ناحق جو کینہ رکھتا ہے تو مجھ سے اے حسود
لعنت تجھ پہ اور اس تیرے کینے پہ چار حرف

روز ازل سے نام محمد کے اے ظفر
کندہ ہین اپنے دل کے نگینے پہ چار حرف

اتنا خدنگ آہ عجب کیا جو توڑ کر
جا نکلے نکل فلک کی پہر دوسری طرف

سیدھا ہی اوس گلی مین پہونچیگا دوڑ کر
جانا نہین ادھر نہ ادھر دوسری طرف

چھوڑے جو اک طرف سر عارض ہی مار زلف
یکسو عیان ہو شام و سحر دوسری طرف

[illegible]

| | |
|---|---|
| کوئی جا کر آئینہ رویوں سے کہدے صاف صاف | ہے بجا دل مین کدورت ہی اگر دو نو طرف |
| منہ پہ تو کچھ اور ہو تم پیٹھ پیچھے کچھ اور | ہو صفائی کیا آپس مین اگر دو نو طرف |

عاشق و معشوق کے کیونکر نہ دل مین آئے فرق
تفرقے ڈالین جو غماز اے ظفر دو نو طرف

## ردیف قاف جلد اول

| | |
|---|---|
| ہر نفس حسرت و ہر دم قلق | ہر گھڑی اوڑتے ہین دل کے ورق |
| دے ہے یہ استاد محبت مجھے | رنج و الم غم سے سبق پر سبق |
| ایک ہی بیتابی دل سے مری | مل گئے سب ارض و سما کے طبق |
| جلد آ جلد کہ جان حزین | تن بیجان مین باقی ہے رمق |
| آج اوس مست پہ ہے طرفہ بہار | زلف آشفتہ جبین پر عرق |
| لب پہ رنگ مسی و سرخی پان | ہے بہم جلوۂ شام و شفق |

رو حاسد سے جو منظور ظفر
پڑھو قل اعوذ برب الفلق

| | |
|---|---|
| ٹک نہا نہین اوس نے کہ شکل ہے عرق | نکلتا زہر ہے یہ سانپ کی دہن سے عرق |
| پیام کس کا یہ لایا کہ اتنا گرم آیا | رواں جو ہے مری قاصد کے تن سے عرق |
| چمن پہ اوس ہی پڑ جائے دیکھ کر اک بار | تمھارے رخ پہ نمایان ہو اس پھبن سے عرق |
| نہ سمجھو شبنم اسے دامن اپنا چھوڑ دیا | صبا نے پونچھ کے پیشانی چمن سے عرق |

[illegible]

ذکر اور شغل کہاں جبکہ ہوا اوقات مین فرق

[illegible]

نہین ہے درد مجھے اور کچھ سوائے فراق
طبیب تجھسے اگر ہو تو کر دوائے فراق

بہائے چشم سے دریا بھی وہ تو تجھ نسکے
جگر مین آگ جو کیسی اگر لگائے فراق

نزے فراق زدو نکی مزا ہے تا محشر
عجب نہین کہ یہ نکلے صدا کہ ہائے فراق

فراق مجکو ستاتا ہی ہان فراق کو مین
یون ہین ستاؤن اگر میرے ہاتھ آئے فراق

وصال بھی جو میسر ہوا تو خوش نہوا
غمِ فراق کے ڈر سے یہ مبتلائے فراق

کیا خدا نے جہان آفرین نے یہ پیدا
فراق میرے لیے اور مجھے برائے فراق

ڈرانہ روزِ قیامت سے تو مجھے واعظ
کہ مین نے دیکھے ہین کتنے ہی روز ہائے فراق

مزے سے کیا کوئی آگاہ ہو محبت کے
نہ جب تلک کہ ہو دل لذت آشنائے فراق

فراق و فرق مین اک حرف کا ہی فرق ظفر
جہان ہے فرق دلون مین وہین ہے جائے فراق

ہو گا تہِ خاک بھی ساتھ جو دل کا قلق
جا کے ہلا وینگے ہم ساتوں زمین کے طبق

لعل مسی زیب پر اوسکے جو ہے رنگ پان
ہوتی ہین کیا کیا خجل دیکھکے شام شفق

حال شب غم مرا سب نہین جاتا لکھا
گرچہ سیہ ہوتے ہین ذہزاروں ورق

دل کے ہین ٹکڑے ہمین یون ہی ہے شغل اشک
جیسے گلستان کا لین عقل دبستان سبق

اسکو خط کہکشان تو نہ سمجھ رات کو
نالے نے میرے کیا سینۂ گردون کو شق

گو نہ زبان سے کہا راز محبت تو کیا
خشک ہے لب چشم تر زرد ہے منہ رنگ فق

لالۂ و گل پر ظفر اوس سی پڑ جاتی ہے
دیکھکے رخسار پر اوسکے بہار عرق

[illegible]

## ردیف کاف جلد اول

[illegible]

اے ظفر عشق کی دولت سے ہو دل جنکا غنی
وہ سمجھتے نہیں کچھ خاک و اکسیر مین فرق

ہے عاشقِ دل سوز سراپا شجر عشق
پھل جاتا پھپھولونسے ہے ہر اسکا ثمر عشق

ہوتے نہ اگر قاصد اشک اپنے روانہ
یارون کو پہونچتی نہ ہماری خبر عشق

نکلے ہے جو یون داغ بدل خاک سے لالہ
ہے زیر زمین کیا کوئی تفتہ جگر عشق

تھرانے لگے آتش دوزخ تو عجب کیا
دکھلائے شرارت اگر اپنی شرر عشق

کیا فایدہ اشکونکو اگر چشم مین روکا
ہے زردی رخسار سے ظاہر اثر عشق

بجلی گرے اے چرخ اگر اوسپہ بلا سے
لیکن نہ پڑے دل پہ کسی کے نظر عشق

ہو گرچہ دماغ اوسکا فلک پر تو بجا ہے
جو آپ کو سمجھے ہے ظفر خاک در عشق

## ردیف قاف جلد چہارم

کھلتا نگاہ سے ہے بت سیمبر کا فرق
کرتا ہے دل کے فرق کو ظاہر نظر کا فرق

سوے تو نہ میرے پاس وہ بستر پہ رات کو
جبتک کہ درمیان نہ ہو بالشت بھر کا فرق

کوچے مین اونکے مجھکو مکان بھی ملا تو کیا
میرا اور اونکے گھر مین ہے دس بیس گھر کا فرق

جاتا گذر ہے دونون سے اوسکی نگہ کا تیر
مطلق نہین سمجھتا وہ دل اور جگر کا فرق

بلبل ہزار میری طرح سے ہو نالہ کش
میرے اور اوسکے نالہ مین ہوگا اثر کا فرق

آئے بھی میرے پاس تو بیٹھے وہ فرق سے
آیا ہے اونکے دل مین کچھ اب اسقدر کا فرق

[illegible]

خاک کو مسندِ کمخواب سمجھتے ہین فقیر
اور وہ جانتے ہین مسندِ کمخواب کو خاک

صاف دنیا سے ہین دنیا یہ کوئی روشندل
خاک پر لگتی نہین چادرِ مہتاب کو خاک

خاک ہوتا ہون مین اسپر کہ جھٹک دیوین وہ
گر لگے جا کے مرے دامن احباب کو خاک

تاب نہ دان سے ظفر اوسکے گرے گر بجلی
کرے اکدم مین جلا کر دُرِ خوش آب کو خاک

لگی ہے اس ستمگر وحشی کے یہ بدن سے خاک
لگائے تو دے اگر جھاڑ پیرہن سے خاک

کہان رہا ہے زرِ گل خبر تو دے بلبل
اوڑا کے لیگئی بادِ خزان چمن سے خاک

ہوئے نہ ہم ہین فقط راہِ عشق مین برباد
ہزارون ہو گئے یہان قیس کوہکن سے خاک

ڈرے جو سوزِ محبت سے دل مین پروانہ
تو کیا لگائے وہ لو شمع انجمن سے خاک

ہر ایک شخص جو زیرِ فلک ملکدر ہے
جھڑی ہے کیا کہین اس خیمۂ کہن سے خاک

بچا نہ خاک سے دامن کہ ہاتھ کرتا کیا
لگے گی زیرِ زمین جیب تا کفن سے خاک

ظفر ہے تو بھی وہ آتش زبان کہ ہو جلکر
دلِ حسود تری گرمی سخن سے خاک

## ردیف کاف جلد دوم

حال اپنا کرے کیا ترا بیمار بیان خاک
دم لینے کی بھی جسمین نہین تاب و توان خاک

نالون سے مرے آپ ہوئے سنگ ولیکن
اوسکو نہوا کچھ اثرِ آہ و فغان خاک

جیون نقشِ قدم مل گئے یان خاک مین لاکھون
رکھا نہ فلک تو نے کسیکا بھی نشان خاک

خاک کو مسندِ کمخواب سمجھتے ہین فقیر
اور وہ جانتے ہین مسندِ کمخواب کو خاک

صاف دنیا سے ہین دنیا یہ کوئی روشندل
خاک پر لگتی نہین چادرِ مہتاب کو خاک

خاک ہوتا ہو نہین اسپر کہ جھٹک دیوے وہین
گر لگے جاکے مرے دامنِ احباب کو خاک

تاب ندان سے ظفر اوسکے کرے گر بجلی
کرے اک دم مین جلا کر دُرِ خوش آب کو خاک

لگی ہے اس ترے وحشی کے یہ بدن سے خاک
لگائے تو دے اگر جھاڑ پیرہن سے خاک

کہان رہا ہے زرِ گل خبر تو ہے بلبل
اوڑا کے لیگئی بادِ خزان چمن سے خاک

ہوئے نہ ہم ہین فقط راہِ عشق مین برباد
ہزارون ہوگئے یہان قیس و کوہکن سے خاک

ڈرے جو سوزِ محبت سے دل مین پروانہ
تو کیا لگائے وہ لو شمعِ انجمن سے خاک

ہر ایک شخص جو زیرِ فلک مکدر ہے
جھڑی ہے کیا کہین اس خیمۂ کہن سے خاک

بچا نہ خاک سے دامن کہان کریگا کیا
لگے گی زیرِ زمین جیب سے کفن سے خاک

ظفر ہے تو بھی وہ آتش زبان کہ ہو جلکر
دل حسود تری گرمیِ سخن سے خاک

## ردیف کاف جلد دوم

حال اپنا کرے کیا ترا بیمار بیان خاک
دم لینے کی بھی دسمین نہین تاب و توان خاک

نالون سے مرے آپ ہوئے سنگ و لیکن
اوسکو نہوا کچھ اثرِ آہ و فغان خاک

ہیچون نقشِ قدم مل گئے یہان خاک مین لاکھون
لکھا نہ فلک تو نے کسیکا بھی نشان خاک

## ردیف کاف جلد سوم

خطا داروں کا خط کیا کیجا تے نامہ بر وا تک
کہ ہیں ستی میں لاکھوں خطر جگے خوف نظر وا تک

نظر سے دور ہے نظارگاہِ یار کیا کیجے
جہاں تک پہونچ سکتی ہی پہونچتی ہے نظر وا تک

جو دل کو راہ ہی دل سے تو کیا مشکل ہے گر پہونچے
ترے دل کی خبر یہاں تک ہے مرے دل کی خبر وا تک

زباں پر ہم نہیں لا تے ہر گز حرفِ شکوہ کا
ستم کرنا جہاں تک ہے تجھے منظور کیجو وا تک

رہیگا زور شور ایسا نہ پھر مجنوں کا صحرا میں
پہونچ جائیگا گر مجھسا کوئی شوریدہ سر وا تک

قفس سے چھٹکے مرغِ ناتواں کیا جائے گلشن میں
کہ چھٹتے ہیں جاتے جاتے شب ٹوٹا پر وا تک

چمن میں نافۂ مشکِ ختن ہو جا ہر غنچہ
شمیم کاکلِ مشکیں سے تر پہونچے اگر وا تک

بھلا اتنا تو روؤ تجھکو اگر منظور ہے رونا
بہا کر اشک لیجائیں مجھے اے چشمِ تر وا تک

ہمیشہ حضرتِ ناصح یہی باتیں بنا تے ہیں
کبھی تشریف لیجاتے نہیں ہے اظفر وا تک

میری اور مجنوں کی کیا تصویر ہے دونوں کی ایک
وہی طوق ایک ور وہی زنجیر ہے دونوں کی ایک

برق سے نالے کی میرے کچھ شرارت کم نہیں
آتش افروزی میں تو تاثیر ہے دونوں کی ایک

مسجد و بتخانہ سنگ و خشت سے دونوں بنے
فرق کچھ انمیں نہیں تعمیر ہے دونوں کی ایک

قیس سے سنیے کہانی میری مجھسے قیس کی
داستاں ہے ایک اور تقریر ہے دونوں کی ایک

جو لکھا دشمن نے مجھکو وہی لکھا ہے اسنے
قاصدو کیا یکقلم تحریر ہے دونوں کی ایک

دونوں وہ ناز و ادا دشمن ہیں میری جان کے
قتل کرنے میں مرے تدبیر ہے دونوں کی ایک

ردیف کاف جلد چہارم

پہونچے گو موت کو ہمارے محبت نزدیک | پر نہ پھٹکے وہ کبھی بہر عیادت نزدیک
صحبت غیر مین کچھ ایسے وہ کھل کھیلا ہین | کہ نہ ہے اونکے حیا پاس غیرت نزدیک
روز محشر سے بھی یہ رات زیادہ ہے دراز | سمجھ اے دل نہ تو صبح شب فرقت نزدیک
دور الفت سے نہین فاتحہ گر جاکے پڑھو | کشتۂ ناز کی ہے آپکے تربت نزدیک
بھاگتے دور ہین مونس شب تنہائی ہین | کوئی آتا نہین غیر از غم و حسرت نزدیک
ایسے بیمہر سے کیا چشم مروت ہو مجھے | جسکے پھٹکے نہ کبھی مہر و مروت نزدیک

اے ظفر کفر و نفاق و ستم و فسق و فجور
کیون نہ بڑھ جائین کہ آئی ہے قیامت نزدیک

کیا تجھسے حسن مین ہو کوئی اے صنم شریک | پیدا ہوا نہ تیرا خدا کی قسم شریک
اپنا ہوا نہ عشق مین کوئی شریک حال | صد آفرین انہین کہ رہے رنج و غم شریک
انداز و ناز و غمزۂ و آن و ادا تری | کرتے ہین قتل مجھکو یہ ہو کر بہم شریک
کرتا ستم جو روز فلک ہے نئے نئے | کیا جانے کون اسکا ہوا ہے ستم شریک
عاشق ہوئے یون حضرت دل کسو پہ تم | اس بات مین نہ آپکے ہونگے ہم شریک

اوس ذات لاشریک کے قربان اے ظفر
جسکا کہ منعدم ہے اوسکی قسم شریک

غزل

کہو نہ مین داستان غم اگر دو دنکی دو دن تک | نہو اک بات بھی پوری ظفر دو دنکی دو دن تک

غصہ بھی کھاتے ہین اودم خون دل پیتے ہین نت | ساتھ کھانا ہے وحسب وان بیٹھکر کھاتے ہین لوگ
کچھ تو ہے اونکو مزا ایسین بھی اے شیرین دہن | گالیان جو تلخ تیری آنکر کھاتے ہین لوگ

کیون نہ اب ہو وہ مجھ سے ہے یقین وہ بدگمان
چغلیان جا جا کے میری اے ظفر کھاتے ہین لوگ

## ردیف گاف جلد دوم

سوزش عشق کی یون ہے دل بیتاب سے لاگ | جس طرح آتش سوزان کی ہو سیماب سے لاگ
آنکھ کس طرح لگے میری کہ تجھ بن ہر شب | خواب کو چشم سے ہے چشم کو ہے خواب سے لاگ
آبرو رکھنی ہے دریا کو گر اپنی منظور | کبھو باندھے نہ مری دیدۂ پر آب سے لاگ
کام مسجد سے مجھے کیا مگر اوس ابرو نے | شوق مین اپنے لگا دی مری محراب سے لاگ
آپ کی زلف کی حلقے سے دل اپنے لجھے جن | اس شنا ور کو ہے اوس حلقۂ گرداب سے لاگ
دل لگے اور حسین سے نہ مرا تیرے سوا | لگی جیسے شمع نہ پروانے کی مہتاب سے لاگ
جام کوثر کو بھی وہ منہ نہ لگا وے ساقی | جسکے ہو لب کو لگی جام مئے ناب سے لاگ
آنکھ اوس رخ سے لگی یون مری جیسے لگجائے | گل خورشید کی خورشید جہانتاب سے لاگ
لگی ہے جیس ورسے اعدا لگاوٹ اوس سے | اے ظفر باندھی ہے اوس شوخ نے احباب سے لاگ

## ردیف گاف جلد سوم

آگے تو ہمسے اسقدر رہتا نہ تھا کبھو الگ | اب ہوئی ایسی کیا خطا رہتا ہے تو الگ الگ
آج ہے کیا کہ ساقیا بزم مین بیچ ہری ہوئی | شیشہ و خم جدا جدا جام و سبو الگ الگ

[illegible]

رہتا ہے جب کہ دلربا ہائے ستم الگ الگ
ہم سے ہے دل الگ الگ ہم سے ہیں ہم الگ الگ

رکھتے ہیں غمزہ ترے اپنے بقدر حوصلہ
رنج و تعب جدا جدا درد و الم الگ الگ

شرح فراق کا اثر دیکھ کے خط میں نامہ بر
کرتا قلم ہے یک قلم حرف رقم الگ الگ

ہم سے لگا کے آپ نے رکھا جو ظاہرا تو کیا
کرتے ہو روز غیر سے قول و قسم الگ الگ

ہائے غضب کہ جتنا میں اس سے زیادہ لگ چلوں
اتنا ہی مجھ سے وہ رہا میرا صنم الگ الگ

جبکہ حرم میں ہے وہی دیر میں بھی ہے جلوہ گر
کیا ہوا گر ہیں ظاہرا دیر و حرم الگ الگ

یوں تو ستم شعار ہیں جو ہیں جہان میں خوبرو
پر ہیں ظفر ہر ایک کے طرز ستم الگ الگ

کیونکہ رہے نہ ہم سے وہ ماہ جبیں الگ تھلگ
رہتا ہے اک نہ اک سے ماہ مبین الگ تھلگ

یوں ہیں جہان میں مرد جو گوشہ نشین الگ تھلگ
جیسے صدف میں سب سے ہے دُر ثمین الگ تھلگ

ڈر ہے اسے نہ دے گر اصد ہماری آہ کا
یہ جو زمیں پہ ہے کھڑا چرخ بریں الگ تھلگ

جاتی ہو آج تم جہاں لیچلو ساتھ ہم کو واں
بیٹھ رہینگے مہرباں ہم بھی کہیں الگ تھلگ

پاس نزاکت اس قدر ہے کہ ہمیشہ یا ہم
رکھتا ہے تیری پاؤں تیر آخریں الگ تھلگ

کر دی بدن سے سر جدا لیتا ہے کیوں وہ ہاتھ کو
رکھے گلے پہ تو مرے خنجر کہیں الگ تھلگ

کون ہے جس سے خلط وہ رکھتی نہیں ہے ہمدمو
رہتے ہیں اک نگاہ سے تو ایک ہیں الگ تھلگ

جوش جنون زمین پہ گر سبزہ دری نے سقدر
رکھی ہے شاخ گاؤ دیکھ زمیں الگ تھلگ

دل کو نہ دو ظفر اوسے جو وہ اچھالتا پھرے
شیشہ ہے نازک اس کو تم رکھو کہیں الگ تھلگ

[illegible]

| | |
|---|---|
| چمن مین گل نمط چہرہ ترا دیکھ | تصدق ہوتے ہین ہر ہر قدم گل |
| جو روتے اشک خون سے بیٹھا ہم | ہوا ایکدست یہ فرش گلم گل |

ظفر گلزار کیا لکھی غزل ہے
عجب گلشن ہے تو سب ہین ستم گل

| | |
|---|---|
| مانگ اوسکی جبکہ نکلی متصل کاکل کے گل | نیلوفر کا کب کھلے سچھر پاس آسنبل کے گل |
| سر اپس غم سی رکھے کیونکہ نہ وہ کالی کلاہ | جبکہ غائب ہو نظر سے باغ مین بلبل کے گل |
| اشک کے قطرے نہین ہین دامن مژگان کے ساتھ | ٹپکتی ہین در پر چمن کے موتیا کی تل کے گل |
| ہی ہے قرص ماہ تابان ہی ہے قرص آفتاب | چرخ مینا فام پر ہین عکس جام مل کے گل |

اے ظفر باغ معانی ہے ترا ہر اک سخن
جھڑتی ہین تحسین کے منہ سی طالب آمل کے گل

## ردیف لام جلد دوم

| | |
|---|---|
| واہ کیا زلف بتی کی پیر کے حلقے ہین گول | دیکھ کر جنکو بنے زنجیر کے حلقے ہین گول |
| آسمان پر یہ نہین ہالے مہ و خورشید کے | دو نون اس سقف کہن تیر کے حلقے ہین گول |
| واسطی عاشق کے ہین گرداب دریا فنا | وہ جو اوسکی جوہر شمشیر کے حلقے ہین گول |
| کہتے ہین چشم و دہن جنکو وہ میرے دھیان مین | دام حسن عالم تصویر کے حلقے ہین گول |
| ہم ہجوم زخم ہی کو تن پہ سمجھے ہین زرہ | گول ہیں قرن نہین ہین تیر کے حلقے ہین گول |
| عین شفقت سے بتائے شہسوار انگو کتاب | یہ جو دونون دیدہ نخچیر کے حلقے ہین گول |

ردیف لام جلد سوم

ردیف لام جلد چہارم

پایا کیا مشک تتری زلف و خط و خال کا مول
چھین وقت تماشا جب نہ ہوں اک بال کا مول

کیا عجب عشق اسیری میں جو مرغان زیر
بیچ کر آپ کو صیاد دیں جال کا مول

دل کو بکوا ہی دیا چشم دزدیدہ نے ہاتھ
پھر سکا پھیر نہ جیتا یا ہوا دلال کا مول

قدر یوں الفت دیرینہ کی دی اونے گھٹا
آپ سے ہو جائے ہے کم جنس کہن سال کا مول

لایا دامن میں گہر بھر کے مگر ویسے اس کا
ابر نیساں دہم گریہ رومال کا مول

ہوئے دنیا سے سبکدوش نہ منعم نہ فقیر
کہیں کم ہے گراں اور کہیں مال کا مول

دل بلاؤ میں پھنسا زلف کا ہو کر خواہاں
لیتا سودا کوئی ایسا ہی ہے جنجال کا مول

ماہ نے جمع کیا سیم ظفر پھر نے زر
پھر جو دیکھا تو نہیں پایا اک گال کا مول

سوز غم میں یہ ملا وحشت دیدہ کے پھل
دل جگر دونوں گئے عاشق دلگیر کے پھل

باغ عالم میں ہیں جو مرد کہ خواہاں تیر
پھول بھاتے ہیں سپر کے او نہیں شمشیر کے پھل

کھائے ہے شاخ کمان سے تری ہی لیکے تیر
دل مرا جان رگ پیکان کو ہے تیر کے پھل

باغ دل میں شجر آہ لگائے ہم نے
لیکن افسوس لگے انمیں نہ تاثیر کے پھل

ہے ذقن سیب کا پھل اور ذقن پر تیرے
خال مشکیں جمع کئی ہیں وہ ہیں انجیر کے پھل

سکھے اس باغ میں بے فیض سے کیا چشم ثمر
کہ نہیں کھاتا کوئی نخل سے تصویر کے پھل

پھل ستاروں کا نجم سے ظفر کیا پوچھوں ہوں
سب وہ کرتے ہیں موافق مری تقدیر کے پھل

ردیف میم جلد اول

برنگ گل نہیں ہوتی شگفتگی دل کو
کہ کس طرح کا اب آیا ہے اے صبا موسم

گھٹا نہ دل کو مرے جام مے پلا ساقی
ہوا ہے اور یہ برسات کا ہی کیا موسم

وفور گریہ ہے اور آہ سرد سوزش دل
ہر ایک چیز کا ہے یاں جدا جدا موسم

ہوا نہ سرخ یہ چہرے کا رنگ زرد مرے
تمہارے عشق میں اپنا ہی ایکسا موسم

چمن میں کیونکہ نہ زنجیر پا ہو موج نسیم
بہار کا ابھی یاروں میں گیا موسم

بدل کے قافیہ لکھ دوسری غزل بھی ظفر
بہار باغ سخن کا تو ہے سدا موسم

مر گئے اے واہ اونکی ناز برداری میں ہم
دل کے ہاتھوں سے پڑے کیسی گرفتاری میں ہم

سب پہ روشن ہے ہماری سوزش دل بزم میں
شمع ساں جلتے ہیں اپنی گرم بازاری میں ہم

یاد میں ہے تیری دم کے آمد و شد پر خیال
بیخبر سب سے ہیں اس دم کی خبرداری میں ہم

کب ہنسایا گردش گردوں نے ہمکو مثل گل
مثل شبنم ہیں ہمیشہ گریہ و زاری میں ہم

چشم و دل بینا ہیں اپنے روز و شب اے مردماں
گرچہ سوتے ہیں بظاہر پر ہیں بیداری میں ہم

دوش پر رخت سفر باندھے ہے کیا غنچہ صبا
دیکھتے ہیں سبکو یاں جیسے کہ تیاری میں ہم

کب تلک دو دیں گے یارب رکھیں چشم وفا
لگ رہے ہیں اب تو اپنے دل کی غمخواری میں ہم

دیکھکر آئینہ کیا کہتا ہے یار وہ شوخ
ماہ سے صد چند بہتر ہیں دلداری میں ہم

اے ظفر لکھ تو غزل بحر و قوافی پھیر کر
خامۂ دُر ریز سے ہیں اب گہرباری میں ہم

اے ظفر پوچھتا ہے تجھکو صنم
کیا کہیں بندۂ خدا ہیں ہم

پھرتے ہین مہر و مہ جو سرگردان / ہے تری جستجو خدا کی قسم

کھول دیتے ہین ہمیر نالہ و آہ / راز پوشیدہ کو خدا کی قسم

پہونچے منزل پہ ہمسفر او ہم / گئے غفلت مین سو خدا کی قسم

جاؤ غماز کی نہ باتون پر / ہے وہ بیہودہ گو خدا کی قسم

یہ جو تم دیکھتے ہو غفلت مین / خواب ہے غافلو خدا کی قسم

ہر کیا ذرہ کیا کہ ہے سب مین / جلوۂ یار لو خدا کی قسم

شمع مین ہے وہی تجلی نور / گل مین ہے وہی بو خدا کی قسم

ظفر اوس سے نکر زیادہ کلام / کہ وہ ہے تندخو خدا کی قسم

نکلین گھر سے اگر تیرے حزینون کے کام / کرین اک روز مین وہ بارہ مہینون کے کام

کام کرنا شرفا کا جو فلک ہوتا سر شرف / یہ کمینہ ہے جو کرتا ہے کمینون کے کام

طمع و حرص و ہوا نے کیا انسان کو خراب / کہ ہے یہ ساری خرابی انھین تینون کے کام

دولت عشق سے ہے سینہ جواہر خانہ / دل کے ٹکڑے مری کرتے ہین نگینون کے کام

کرتا ہے حسن کی پندار سے اب تو جو ستم / کیا یہی ہوتے ہین اے شوخ حسینون کے کام

روش نقش قدم خاک مین ملتے ہین سدا / تیری کوچے مین ہین یہ خاک نشینون کے کام

اے ظفر ایک ہی کام اوسکا قرینہ سے ہو / بے قرینہ کرے گر لاکھ قرینون کے کام

ردیف میم

جلد سوم

ہاتھ سے قاتل کے کچھ شکوہ نہیں کرتے کبھی
رکھتے آپ اپنا گلا شمشیر پر شاکر ہیں ہم

تو برا کہہ یا بھلا ہم سے نہو تیرا گلہ
اے ستمگر تیری ہر تقریر پر شاکر ہیں ہم

کرتے کیا کیا شکر کچھ ہوتا جو نالوں میں اثر
جب کہ اپنی آہ بے تاثیر پر شاکر ہیں ہم

لکھا پیشانی کا پیش آتا ہے ہم شاکی نہیں
کاتب تقدیر کی تحریر پر شاکر ہیں ہم

ہم تو ہیں صید محبت تیر سے ناوک فگن
ذکر یاں شکوہ کا کیا ہر تیر پر شاکر ہیں ہم

ہے ظفر ہمسا جفا کش کون اے آسماں
ہر جفائے آسمان پیر پر شاکر ہیں ہم

او بیوفا سے اسکو چھٹا ہی تو دینگے ہم
دل کو مزا وفا کا چکھا ہی تو دینگے ہم

دل کیا ہے بلکہ جان و ایمان و دین تلک
مانگوگے جو تو بخدا ہی تو دینگے ہم

بیتاب دل رہیگا اگر یونہیں پر خاک
یکبارگی زمین کو ہلا ہی تو دینگے ہم

قصوں میں یا کیا نہو تمہیں پر کسی طرح
احوال اپنا انکو سنا ہی تو دینگے ہم

مژگان اشکبار سے یکبار دیکھنا
ابر سیہ کا زور گھٹا ہی تو دینگے ہم

جو تم ہیں زخم سینہ کے ہوں خشک یا نہیں
پر نالہ ہائے دل سے ہوا ہی تو دینگے ہم

کچھ ہو بلا سے عشق کی بازی پہ اے ظفر
اک روز اپنی جان لگا ہی تو دینگے ہم

جوں بوئے گل رفیق نسیم چمن ہیں ہم
اے ہم وطن وطن میں غریب الوطن ہیں ہم

شیوہ ہے تیرا کوہ کنی اپنا جانکنی
محنت کشوں میں تو ہی کہ اے کوہکن ہیں ہم

| | |
|---|---|
| پروانہ لو لگائے جلائے جو اپنی جان | لا او سکے کیون نہ شمع شبستان کے تو قدم |

کھٹکا ہے ہر قدم پہ ظفر راہ عشق مین
رکھ اپنا دیکھ بھال کے راہ وقدم

| | |
|---|---|
| دوستی جو تجھ سے جاہل سے دلی رکھتے ہین ہم | دشمنی اپنے مگر دل سے دلی رکھتے ہین ہم |
| تلخ باتون سے بظاہر گر نہین ملتی کوئی | الفت اوس شیرین شمایل سے دلی رکھتے ہین ہم |
| شمع کی خلطہ سے کیا گذرے حل پروانہ | پیار جو اوس سب محفل سے دلی رکھتے ہین ہم |
| زیر شمشیر ستم بھی دل سے دیتے ہین دعا | کیا محبت اپنی قاتل سے دلی رکھتے ہین ہم |
| زلف بل کھائے بلا سے پر تیرے رخسار پہ | آرزو بوسہ کی ہر تل سے دلی رکھتے ہین ہم |
| صحبت پیر مغان ہمکو خوش آئی ہے بدل | ہم ہین عاقل ربط عاقل سے دلی رکھتے ہین ہم |

دل فدا کرتے ہین نام مخزوین پر اے ظفر
عشق اپنے پیر کامل سے دلی رکھتے ہین ہم

## ردیف میم جلد چہارم

| | |
|---|---|
| اب کہان ہو وہ دن کہ تھے وہ رات ساتھ میرے پاس تم | گنتے بھی آکر نہین اک بات کے میرے پاس تم |
| کیا ستم ہے بھیجتے ہین جو مرے دشمن تمھین | بھیجدیتے ہو وہی سوغات کے میرے پاس تم |
| دیتا ہون اجرت مین دل انعام مین جان قاصد کو | لاتے ہو خط اوسکا کیا خیرات کے میرے پاس تم |
| دیکھنی ہے تمکو مے نوشی کی کیفیت اگر | تو گذارو اک برس برسات کے میرے پاس تم |
| قایل اس باس محبت کا ہون کیا اے مہربان | دن کو باس او رسو کے ہو اور رات کے میرے پاس تم |

## ردیف نون جلد اول

غزل

غزل اک اور پر مضمون پڑھیں کیونکہ نہ محفل میں
ظفر کہتے ہیں ہم بھی وضع استادانہ رکھتے ہیں

بھلا اونکو کہیں کیونکر نہ ہم یکجان دو قالب ہیں
نبی و مرتضی یار و بہم یکجان دو قالب ہیں

تو اے عشق ہیں وہ اور ہم یکجان دو قالب ہیں
دوئی بھجتی ہیں جون ہمدم بہم یکجان دو قالب ہیں

بظاہر گرچہ دوری ہے عزیز و چشم عالم ہیں
ولے ہم اور وہ اپنا صنم یکجان دو قالب ہیں

تمہارے ساتھ سایہ وار رہتا ہوں سدا ہمدم
جدائی کس طرح ہو ایکدم یکجان دو قالب ہیں

کھلے چشم حقیقت بیں تو اسدم یہ نظر آوے
کہ کس صورت حباب و موج ہم یکجان دو قالب ہیں

ظفر ہے ایک ان آنکھوں میں وہی نور بینا ہے
یعنی یہ تیرے سر کی قسم یکجان دو قالب ہیں

انھیں دیں لو نہ ہم جھیں ہیں جو ہستی پہ ہنستی ہیں
بھلا کیوں ستمگاران جہان ہستی پہ ہنستی ہیں

صفا رکھتے ہیں جو آئینۂ دل کو یہاں اپنے
وہ آئینہ تری اس سی جو ہستی پہ ہنستی ہیں

نہیں لیتے ہیں اک بوسہ پیالہ مسکراتی ہیں
تماشا ہے کہ وہ اس جنس دل سستی پہ ہنستی ہیں

شراب عشق کی کب اہل دنیا سمجھیں کیفیت
عجب اندھیر ہے سب عالم مستی پہ ہنستی ہیں

دلاور ہیں بہادر ہیں ظفر جو رستم میدان
وہ اعدا کی سدا شمشیر دو دستی پہ ہنستی ہیں

یا تو اپنے پاس تھی یا وہ قریب اور نکلے ہیں
جو نصیب آگے تھے اپنے وہ نصیب دور نکلے ہیں

دردمندان محبت کا معالج کون ہو
حضرت لقمان بھی گر ہیں طبیب او رو نکلے ہیں

ردیف نون جلد دوم

شب سے ہے تقدیر سوا اونکو منہ مندوں سے
خال میں آنسو ونکو میرے ملا تا گیا ہے
گرمی جوشش ہے اس کی ہستی موہوم پہ یہ
ابر مژگان سے رکھا ہے ہمیشہ سیراب
آئینہ کیونکر تیرے حسن کا ہو عیب نگر

جنکو جذب ہمت آتا ہے نظر خاک نہیں
تجھکو اے دیدۂ تر قدر گہر خاک نہیں
اور رفعت ہمیں مانند شرر خاک نہیں
لیکن اس نخل محبت میں ثمر خاک نہیں
پڑتی ہاں چاند پہ آ رشک قمر خاک نہیں

ہم سے ظاہر وہ ہو صاف تو کیا ہوتا ہے
دل آئینہ صاف اونکا ہوا ہم سے ظفر خاک نہیں

کیونکہ ہم دنیا میں آئے یہ سبب کھلتا نہیں
پیچ پڑتا ہے خیال ... وہ تو مارے شرم کے
شانہ ... کیونکر وہ کھلے
بند ہے جیسے زندان میں دیوانہ ترا
دل ہے یہ غنچہ نہیں ہے اسکا عقدہ ہی اے صبا
عشق نے جنکو کیا خاطر گرفتہ اونکا دل

اک سبب کیا بھید وان کا سب کا سب کھلتا نہیں
غنچۂ تصویر کی مانند لب کھلتا نہیں
بند ہے باب تمنا ہی غضب کھلتا نہیں
اوسکا دروازہ پری رو روز و شب کھلتا نہیں
کھولنے کا جبتلک آوے نہ ڈھب کھلتا نہیں
لاکھ ہووے گرچہ سامان طرب کھلتا نہیں

کس طرح معلوم ہووے اوسکے دل کا مدعا
مجھ سے باتوں میں ظفر وہ غنچہ لب کھلتا نہیں

فدا ہو نسبتیں تیرے کوئی آنکھیں ہم چرائی ہیں
نگاہ آزمایش سے نہ ٹھوکر اپنے کشتوں کو

یہ آگی ہیں کہ دل آتی ہوئے یکدم چرا لی ہیں
کہ جو جیتے ہیں دم تیرا وہ کوئی دم ...

[illegible]

جنکو ایمان ہم اپنا بخدا گنتے ہین
پوچھو وہ گبر کہ مومن ہمین کیا گنتے ہین

تیری فرقت مین پڑے بستر غم پر ہر شب
تارے ہم صبح تلک اے مہ لقا گنتے ہین

تو جدھر قبلۂ جان اپنا تصور ہے ادھر
اس تصور ہی کو ہم قبلہ نما گنتے ہین

ہم برا گنتے ہین اونکو تو خدا ہی جانے
وہ برا گنتے ہین ہمکو کہ بھلا گنتے ہین

درد و غم یاس و الم رنج و تعب آہ و فغان
ہم تو ساتھ اپنے انھین کو رفقا گنتے ہین

ظلم سہتے ہین بجز شکر نہین کچھ کہتے
ہم جفاؤنکو تری مہر و وفا گنتے ہین

آج جو وعدۂ دیدار کیا ہی تونے
بیٹھے گھڑیان ترے مشتاق لقا گنتے ہین

مل گیے خاک مین ہم جنکی لیے وہ ابھی
ہمکو اپنا نہین خاک کف پا گنتے ہین

اے ظفر میری ان اشکون کی بدولت ہر دم
مثل خسرو ہ دُر بیش بہا گنتے ہین

لگے ہین دل پہ بہت زلف یار کے تسمین
کیا ہے ٹھیک سے مار مار کے تسمین

شکار بند مین تیرے سوار توسن ناز
کہان نصیب ہون اس شکار کے تسمین

خدا بچائے ادسے جسکے قتل پر کھولین
بتان عربدہ جو کٹار کے تسمین

فلک نے رعد کے طبلے پہ آج اے ساقی
چڑھا دیئے ہین رگ ابر بہار کے تسمین

ابھی جو ہاتھ لگاتا ہے ایک وہ قاتل
تو پھر لگے نہین رہتے ہزار کے تسمین

رہے نصیب کہ کام آئین ان حسینون کے
بوقت فصد ترے جسم زار کے تسمین

فقیر جائے کمر بند باندھتے ہین سدا
کمر مین ہمت پر استوار کے تسمین

[illegible]

[illegible]

ساقی مری توبہ کے ٹھہر نیکے نہین پانون
گر جھومتا آئیگا سحاب ایسے مزے مین

پروا ترے زخمی کو نہین آب بقا کی
رکھتی ہے تری تیغ کی آب ایسے مزے مین

جیسا کہ دل سوختہ ہے اپنا مزیدار
رہتا ہے کہان جلکے کباب ایسے مزے مین

پوچھو نہ یہ تم بوسے لیے کتنے مزے سے
رہتا ہے کسے یاد حساب ایسے مزے مین

چھٹتا ہے مے عشق کا ہمسے کوئی ناصح
آئے نہین ہم خانہ خراب ایسے مزے مین

ہوتے ہی نشہ کیونکہ نہ کھل جاوے وہ ہمسے
رہتا ہے ظفر کوئی حجاب ایسے مزے مین

ڈھلگئے بن بنکے دنیا مین مکان بہتو نکلے ہین
ای فلک تو نے مٹائی یان نشان بہتو نکلے ہین

حال دیوانون کا اپنے پوچھ خارِ دشت سے
یعنی افسانے اوسے نوک زبان بہتو نکلے ہین

ہر قدم پر تیرے اندازِ خرام ناز نے
دل کیے پامال اے سروِ روان بہتو نکلے ہین

آشنائی کا بھروسا کیا تمھاری ہو مجھے
ہو چکے آپ آشنا اے مہربان بہتو نکلے ہین

اس چمن مین میری برقِ نالہ پرسوز سے
جل گیے اے ہمصفیر آشیان بہتو نکلے ہین

محفلِ عشرت مین بھی اوس قاتل سفاک کی
کٹ گیے سر ہنستی ہنستے شمع سان بہتو نکلے ہین

عشق مین اوس مہ کی ہین ہی نہین اک دلفگار
چاک سینے اے ظفر مثلِ کتان بہتو نکلے ہین

کفر سے ایمان ملا اس ملک ہستی مین ہمین
حق پرستی ہاتھ آئی بت پرستی مین ہمین

کر دیا ہے تھامی بیدار نے ہمکو خراب
ہوش بارے آ گیا جلدی سے مستی مین ہمین

خم کے خم خالی کیے ساقی سے لیکن اب تلک
ہم کیے جاتے طلب ساغر پہ ساغر اور ہیں

پیرو عشق جنوں کو کیا غرض ہے خضر سے
راہ اونکی اور ہے اور اونکے رہبر اور ہیں

اہل بخشش سے برابر ہوں کہاں سنجیدہ طبع
سرو موزوں ہے تو کیا نخل ثمرور اور ہیں

جو ہے دل میں وہ ہی منہ پر کا ہیں آئینہ وار
ہم نہیں ہیں وہ کہ دل میں اور منہ پر اور ہیں

خوبی جوہر سے پائی ہے ہر ایک سے امتیاز
لعل بھی پتھر ہی ہیں لیکن وہ پتھر اور ہیں

سوز غم سے جل کے خاکستر تو ہو نہیں چکا
ہے جو گرمی سی ابھی شاید کہ اخگر اور ہیں

شعلۂ آہ و فغاں سے ہم سر سپہر کہن
دیکھتے ہیں ہر شب ہجراں تابندہ اختر اور ہیں

ہم قناعت کو تیرے دولت سمجھتے ہیں ظفر
ڈھونڈھتے جو زر کو ہیں وہ طالب زر اور ہیں

ابھی زاہد نہیں آیا ہے میخواروں کے قابو میں
چلا جائیگا مر آگر گیا یاروں کے قابو میں

سنا فرکو ہی بیجا حضرت عشق آپکی دولت
بکے ہے جنس دل جا کی خریداروں کے قابو میں

ابھی جائیں ہیں یا تنگ زندگی سے تنگ ہیں لیکن
نہیں ہے موت اپنی تیرے بیماروں کے قابو میں

وہ چشم مست ہے آہو کہ تیرے سامنے ظالم
نہیں ہے ہیں بالکل ہوش ہشیاروں کے قابو میں

نگاہ و ناز و انداز و ادا آفت ہے کیونکر
کہ یہ تو آگیا بیچارہ دل چاروں کے قابو میں

نہیں ہیں مردم دیدہ مرا اشکوں سے رو کر
کہ اب تو آپڑے ہم مردم آزاروں کے قابو میں

ظفر بچتا ہی ہے دیکھا اہل صدمہ سے تو
خدا کے واسطے آتا نہ سکاروں کے قابو میں

[illegible]

خم کے خم خالی کیے ساقی سے لیکن اب تلک
ہم کیے جاتے طلب ساغر پہ ساغر اور ہیں

پیرو عشق جنوں کو کیا غرض ہے خضر سے
راہ اونکی اور ہے اور اونکے رہبر اور ہیں

اہل بخشش سے برابر ہوں کہاں سنجیدہ طبع
سرو موزوں ہے تو کیا نخل ثمرور اور ہیں

جو ہے دل میں وہ ہی منہ پر ہے آئینہ وار
ہم نہیں ہیں وہ کہ دل میں اور منہ پر اور ہیں

خوبی جوہر سے پائی ہے ہر ایک سے امتیاز
لعل بھی پتھر ہی ہیں لیکن وہ پتھر اور ہیں

سوز غم سے جل کے خاکستر تو ہو بیٹھے ہیں ہم
ہے جو گرمی سی ابھی شاید کہ چند اخگر اور ہیں

شعلۂ آہ و فغاں سے ہم سر چرخ کہن
دیکھتے ہیں شب عیاں تابندہ اختر اور ہیں

ہم قناعت کو ترے دولت سمجھتے ہیں ظفر
ڈھونڈھتے جو زر کو ہیں وہ طالب زر اور ہیں

ابھی زاہد نہیں آیا ہے میخواروں کے قابو میں
چلا جاتا تھا مگر آ گیا یاروں کے قابو میں

سنا ہے کوئی مجرا حضرت عشق آپکی دولت
بکے ہیں جنس دل جا کے خریداروں کے قابو میں

ابھی جائیں ہیں یا تنگ زندگی سے تنگ ہیں لیکن
نہیں ہے موت اپنی تیرے بیماروں کے قابو میں

وہ چشم مست ہے آہو کہ تیرے سامنے ظالم
نہیں ہیں بالکل ہوش ہشیاروں کے قابو میں

نگاہ و ناز و انداز و ادا سے اوس بچے کیونکر
کہ یہ تو آ گیا بیچارہ ان چاروں کے قابو میں

نہیں ہیں مردم دیدہ مرے اشکوں سے رو رو کر
کہ اب تو آ پڑے ہم مردم آزاروں کے قابو میں

ظفر بچتا ہی رہیو دیکھ اہل صومعہ سے تو
خدا کے واسطے آنا نہ مکاروں کے قابو میں

[illegible]

مجھکو یقین ہے بات مری بھول جائینگے
دینگے گرہ اگرچہ وہ سو بار بند مین

جس شرح غم سے سیکڑون دفتر سیاہ ہون
کیونکر ظفر سماوے وہ دو چار بند مین

نہ پوچھو اوس سے نامہربان کی باتین
زمین کی ہون تو کہے آسمان کی باتین

وہ بولتے نہین گو اپنے باعث تمکین
پر اونکو آتی ہین سارے جہان کی باتین

جو ایک ہو تو کہون مین تم سے صبح تا شام
ہزارون سنتا ہون اوس بدگمان کی باتین

نہ کیجے شکوہ مرا جا بجا کہ بہتر ہین
اوسی مکان مین ہون جس مکان کی باتین

تری مژہ تری ابرو مجھے ہے یاد آتی
جو کوئی کرتا ہے تیر و کمان کی باتین

کیا ہو جس نے کہ بازار عشق مین سودا
اوسی سے پوچھیے سود و زیان کی باتین

کہے ہے ضعف سے کچھ اس طرح نہین آتین
سمجھ مین اپنی ترے ناتوان کی باتین

نہین ہے قتل ہی اک نہ یہ امتحان وفا
کہ اور بھی ہین بہت امتحان کی باتین

وہ گالیان ہی سناتا ہے اے ظفر لیکن
مجھے خوش آتی ہین اوس کی زبان کی باتین

گر کام تیرا اوہام کے جھٹکا تو نہین
تیرے لیے اٹک کسی اٹکاؤ پر نہین

جھٹکے ہے جب وہ ہاتھ تو کیا کیا ہمارا دل
جھٹکے اوٹھاتا ہاتھ کے جھٹکاؤ پر نہین

جو رسی دل کی باندھو نہ الجھاؤ زلف مین
مشکین بلا سے کھینچیو لٹکاؤ پر نہین

دل ہے بلا مین کیون تری ہاتھون کے تلون
کچھ پیار اونگلیون ہی کی جیگاؤ پر نہین

[illegible]

کنارے بیٹھکر اونکو سنا تو مدعا اپنا
سر محفل ظفر کہتا ہے کیا غمّاز سنتی ہین

گاہ بیگاہ ادھر وہ جو گذر کرتے ہین
خوب چھڑکاؤ مری دیدۂ تر کرتے ہین

پھرتے ہین خاک اڑاتی ہوئی مانند صبا
عمر ہم خاک بسر خاک بسر کرتے ہین

کیون نہ قربان ہون کماندار ترے تیر و نگہ
واہ کیا چھلتے ہی دل مین ترے گھر کرتے ہین

دیکھو اے غنچہ یہ اس باغ مین خندان جو گل
ہنستے ہی گلشن ہستی سے سفر کرتے ہین

دل پہ جو گذری ہے ہو جاتی ہے مجھکو معلوم
قاصد اشک مرے آکے خبر کرتے ہین

دیکھ تو ہجر کی شب ہنستے ہین کیون سوختہ جان
شمع کی طرح سے رو رو کے سحر کرتے ہین

اے ظفر ہمکو ادھر وہی نظر آتا ہے
ہم نظر اوسکے تصوّر مین جدھر کرتے ہین

ناصافیون سے دل کے با صفا صافیون مین
چھلنی ہے سینہ اونسے کیا بر خلافیون مین

کوچہ مین زلف کی تو رہتے ہین سیکڑون دل کو
اے شانہ مدتون سے کیا بر خلافیون مین

آتا ہے پیش دیکھین کس طرح وہ ستمگر
ظلم و ستم کی اپنے کیا بر خلافیون مین

وہ خوش غلاف تیغہ ہے قتل کو ہمارے
جو یان رہی تمہاری آنکھین غلافیون مین

مژگان کے تیر سے خنجر تے ہین کام اپنے
یا سینہ چاکیون مین یا دل شگافیون مین

وعدہ خلاف اب تو وعدہ کمین و فا کر
اک عمر یونہین گذری وعدہ خلافیون مین

کیا کیا سخنورون کے پھر تنگ قافیے ہون
لکھین ظفر غزل وہ گر ایسے قافیون مین

[illegible]

[illegible]

ہو جُدا اونکا کہ جو ڈالین بُرائی آن کر
کی سبب بوجہ تیرے اور ظفر کے بیچ ہین

کون وان جاتی جہان تفتہ جگر جلتے ہین
او سمجھ تو کہ کیا موت کی پر جلتے ہین

عین گرمی مین بسر سینہ و دل ہین جو زان
دیکھ اوس شدت سیالان مین گھر جلتے ہین

پھول لالی کے جو ہین داغ بدل گلشن مین
دیکھ اوس گل عارض کو مگر جلتے ہین

خاک کر دے کہین اے عشق جیا کر جلدی
دیر سے ہم روش ہیزم تر جلتے ہین

گرم نظارہ ہون اوس شعلہ رخسار کی کیا
کہ وہان بال و پر مرغ نظر جلتے ہین

رات بھر گرچہ جلی شمع تو کیا خاک جلی
عاشق سوختہ جان آٹھ پہر جلتے ہین

داغ پر داغ جو وہ دل پہ مرے رکھتے ہین
گھر مین کیا گھی کے چراغ اونکی ظفر جلتے ہین

قمار عشق مین دیکھا جو کامل ہین تو آئی ہین
کہ جان پر کھیلتے حضرت دل ہین تو آئی ہین

بہ رنگ شمع تم کرتے ہو سیری محفل افروزی
تمھین سے رشتی ہی زیب محفل ہین تو آئی ہین

کسی کی عقل پر کرتے نہین یہ عشق بازی ہم
تو جو وان ہین تو آئی ہین جو عاقل ہین تو آئی ہین

گرے ہین صید افگن ذبح پر او صید گہ [illegible]
مگر اک چھوڑ تیغ نیم بسمل ہین تو آئی ہین

یہ رستا عشق کا طے حضرت دل کیونکہ ہو ہم پر
کہ اس منزل مین اپنی ہیر منزل ہین تو آئی ہین

حجاب جلوہ دیدار جانان ہی خودی اپنی
نہین پردہ کوئی حائل جو حائل ہین تو آئی ہین

زمین سہل مین تو ہین سبھی کچھ شعر کہہ لیتے
ظفر لکھتے غزل جو ایسی مشکل ہین تو آئی ہین

[illegible]

[illegible]

بڑھا کر ہم کہین کسو سطر یا بین حکایت کی
خبر کچھ لوگ میرے قتل کی جیسے نہین سنتے

خلاصہ مدعا جو کچھ کہ اپنا تھا سو کہتی ہین
جو کوچے مین سے قاتل کے چیر جاتا تھا سو کہتی ہین

ظفر تحریر اور تقریر اپنی ایک ہین دونون
او نھین بجو کچھ کہ ہمنے خط مین لکھا تھا سو کہتی ہین

بات گرچہ ہوتا راز دل افشای رو نہین
ہنستا ہے ذرا تو عالم رو یا مین جو اگر
پڑا ہے کشتی افلاک کار و بار زمانے کو
مری دیوانگی کا لے پر یہ وہ ہے عجب عالم
ہزارون دل لگی کے شغل ہین پر دل نہین لگتا
غبار اوس یار کے دل سے ذرا دھویا نہین جاتا
سنا ہے نوح کے طوفان کو یا ہے نہین کا نوک
لگے ہے آگ ایسی رو نیکو کہ مثل شمع جل جلکر

نہ رو کو مجکو رو نیسے فرا آتا ہے رو نہین
بسر کر دیتا ساری شب تا شیلے ہی رو نہین
مری آنکھون نے وہ طوفان کیا بر پا ہے رو نہین
کبھی فرقت مین ہنستا ہو کبھی ہنستا ہے رو نہین
جو تجھ بن اپنا جی لگتا ہو تو لگتا ہے رو نہین
اگرچہ میری چشمون سے روان دریا ہے رو نہین
مگر آنکھون سے اپنی ہمنے وہ دیکھا ہے رو نہین
بہا جاتا ترا دل سوز بسر تا پا ہے رو نہین

ظفر ہم اپنا رونا رو نہین جا کر سامنے کسکے
رہا کون ایسا آنسو پوچھنے والا ہے رو نہین

یون شعلہ سوز غم سے اوٹھا دل کے داغ سے
جیسے بھڑک گیا ہو فتیلہ چراغ مین
رخ پر ترے پسینون کے قطرون سے ہے بہار
کیا پھول چاندنی کے ہین مہتاب باغ مین
ناصح نصیحتین تری ہم سن چکے بہت
خاموش ہو کہ اب نہین طاقت دماغ مین

ردیف نون جلد چہارم

[illegible]

فلک پہ جب کہ ہمنے ہلال عید کو دیکھا
بعینہ کھینچی صورت ابرو کی آنکھوں

تصور میں لیے تیرے ہی ابرو ہی پایا ہم
تکیوں تو ہو گئے قطرے ہیں ... آنکھوں میں

تماشا ہو کہ باغ ہر ورق خاک سی قدرت کی
کھنچی تصویر تیرے حلقہ گیسو کی آنکھوں میں

کہ گلی ایک ہی میں دیکھا وہ جو ہزاروں کی
نشے کی ہے جو سرخی اوس ترہ خو کی آنکھوں

حسد میں ہیں گھر ہم نام جان آشنا کی دوست
اشک غمدیدہ کی بوندیں نہیں لوہو کی آنکھوں

ظفر اوس پردہ نشین کو میں کہاں رکھوں
نہ دل ہی میں ہے نہ ہے کوئی جگہ قابو کی آنکھوں میں

آپ کیا اور وہ جو لینگے اور وہ کیا دینگے
ہم تو دل کیا جان بھی اے الہ دینگے تمہیں

ناصحو گر جلوہ اپنا وہ دکھا دینگے تمہیں
کیسے ہی دانا ہو دیوانہ بنا دینگے تمہیں

سو رہو گے چین سے کیونکر سنا کر تم مجھے
میرے نالے دیکھنا شب کو جگا دینگے تمہیں

تم ہمیں کو سو گئے لیکن ہم نہ سوئینگے کبھی
بلکہ جب تو سو گئے ہمکو ہم دعا دینگے تمہیں

تم دکھاتے ہو ہمیں اے لو خطو کیا باغ سبز
گل کھلا کر کچھ تماشا ہم دکھا دینگے تمہیں

کھوئی ہے اے آنسوؤ تمنے ہماری آبرو
دیکھ لینا خاک میں ہم بھی ملا دینگے تمہیں

لوگو بلکہ حضرت دل ان دغا بازوں سے کیا
یہ وہ ہیں عیار جب دینگے دغا دینگے تمہیں

تم کرو اے عندلیبو باغ میں نالہ ہزار
سنکے غنچہ چٹکیوں میں یہ اڑا دینگے تمہیں

اے ظفر زخم جگر پر جب وہ چھڑکینگے نمک
اس محبت کا مزا اپنی چکھا دینگے تمہیں

[illegible]

کہاں ہیں اونہیں وہ جو پہلے تھیں باتیں محبت کی
ظفر پاتی نہایت فرق ہیں ہم جب میں اور اب میں

ہیں اب کہاں ہمارے وہ سیر چمن کے دن
کرتے بسر ہیں ہجر میں اوس سیمتن کے دن
تشبیہ دوں اگر رخ روشن سے تیرے میں
پھر جائیں آفتاب سپہر کہن کے دن
گھٹتی ہے دل سے اوس گل رخسار کی بہار
کیا دیکھتا ہے ہیں ابھی دیوانہ پن کے دن
خورشید روئے یار سے کرتا ہے سرکشی
کیا لگ گئے ہیں شعلہ کو شمع لگن کے دن
گھٹ جائیں رات رشک درازی سے زلف کی
بڑھ جائے نور حسن سے اوس سیمتن کے دن
جب عشرت و نشاط کا موسم گذر گیا
تو کیا گذر نجائینگے رنج و محن کے دن
پوچھے جو ہم کہ تم سے کہیں کچھ وہ اے ظفر
بولو نہ تم کہ اونکے ہیں یہ بانکپن کے دن

## غزل دیگر

ہمدم جانی بجز غم دوسرا کوئی نہیں
اور دلسوز آہ سوزاں کے سوا کوئی نہیں
نالۂ آہ رسا اپنے ہیں پھر کس کام کے
جب پہونچتا تا بگوش دلربا کوئی نہیں
وہ جو ہیں تو حسین ہیں لاکھوں ہی زیر فلک
پہ مری نظروں میں جچتا مہ لقا کوئی نہیں
سامنے نگاہ یار تو وہ آفت جان ہے غضب
پھر سکتا تجھ سے تیر قضا کوئی نہیں
بیٹھنے والوں کا عدم کے حال کس سے پوچھیے
اس طرف کو آج تک وانہ پھرا کوئی نہیں
آشنا ہیں جتنے ہیں اپنی غرض کے آشنا
خوب دیکھا ہم نے اپنا آشنا کوئی نہیں

[illegible]

| | |
|---|---|
| گردش زدوں کو ہے نہیں اک جا قیام | رہتے فلک کی طرح ہمیشہ سفر میں ہیں |
| کرتے ہیں وسکے ہاتھ قلم اس خطا پہ وہ | خط دیکھتے جو میرا کف نامہ بر میں ہیں |
| آنکھیں جو یوں چراتی ہو تم مجھکو دیکھکر | بہکانیوالے آپکے میری نظر میں ہیں |

لکھدوں جو دو گھڑی میں تو پھر قاصد اے ظفر
لاتے جواب نامہ مرا دوپہر میں ہیں

## ردیف واو جلد اول

| | |
|---|---|
| ہمارے دیکھکے دریا دل کا پار چڑھاؤ | گھٹا ہے کیا ہی سمندر کا ایک بار چڑھاؤ |
| ہمیں تو ایک ہی کافی ہے برش ابرو | تم اپنی تیغ کو اب چرخ پر ہزار چڑھاؤ |
| خیال زلف بتاں آؤ چھوڑ دو بخدا | بلا کو سر پہ نہ تم اپنے زینہار چڑھاؤ |
| گلی میں رہنے دو اپنی اوڑا کے تم مت سے | فلک تلک نہ مری خاک کا غبار چڑھاؤ |
| جلن سے آتش الفت کی دیکھو تم ہر دم | بہانہ کرکے نہ تم آپ کو بخار چڑھاؤ |
| بجائے مطرب ہوا اس وقت تار بارش کے | بجا تار عدہ ہے مردنگ تم ستار چڑھاؤ |

پتنگ وار ظفر زور رشتۂ الفت پر
وہ اوڑکے آوے جو تم چنگ یار چڑھاؤ

| | |
|---|---|
| ہم سے شرماؤ نہ تم چشم حیا کو کھولو | مثل گل شوق سے اب بند قبا کو کھولو |
| یا تو نہیں مہندی لگائی ہو تم وان ہیہات | خون دل ہوتا ہے یاں جلد حنا کو کھولو |
| مار رکھی گی سراسر ہی یہ کافر دل کو | جان من رخ پہ نہ تم زلف دوتا کو کھولو |

کیا خدا سے وہ ملا دیگا بت خانہ خراب | سر کو ٹکراتے جو اوسکے در و دیوار سے ہو

اے ظفر اوس سے بھلا کیا ہو لگانا دل کا
جو کہ واقف نہ کبھی عشق کے آزار سے ہو

گر قتل کا ہے عزم تو شمشیر دکھا دو | یا آکے تم اپنی مجھے تصویر دکھا دو
تا حشر نہو خواہش نظارۂ سنبل | تم ہمکو اگر زلف گرہ گیر دکھا دو
پتھرا گئیں آنکھیں اسی حسرت میں عزیزو | تک مجھکو در یار کی زنجیر دکھا دو
یا تک کشش دل تجھیں لائی ہے یہان کھینچ | ہے مجھسا کوئی صاحب تاثیر دکھا دو
اپنی ہی یہ آہ کہ پہونچی ہے فلک تک | ورنہ کوئی ایسا تو ہمیں تیر دکھا دو
تم تیغ بکف پھرتے ہو کیون کسلیے کیا ہے | ہے آج قضا کسکی گلوگیر دکھا دو

تبدیل قوافی سے ظفر دیکھیں تو ہمدم
اک اور غزل کرکے ہمیں تحریر دکھا دو

شعلہ جو سوز دل سے گلوگیر آہ ہو | پیکان نمط عیان وہ سر تیر آہ ہو
سیل سرشک چشم بھی ہمراہ ہو اگر | جون سرو آب جو یہان توقیر آہ ہو
دکھلائی ہے جو سوزش دل کو تو برق بھی | حیران دیکھ عالم تنویر آہ ہو
کلک جلی تو شمع جگر سوز سے بنا | مانی جو کھینچے تو مری تصویر آہ ہو

نالان ہیں ایک عمر سے ہم اسلیے ظفر
کب اوسکے دل میں دیکھیے تاثیر آہ ہو

کیا خاک جیے آہ وہ بیمار بھلا اب
جسکو کہ ظفر عشق کا آزار لگا ہو

## ردیف واو جلد دوم

بھری دماغ مین کس لطف سے شکن کی بو
کہ خوش نہ آئی ہمین نافۂ ختن کی بو

لگایا ہمنے جو اوس غیرتِ چمن کو گلے
بدن مین بس گئی نسرین و نسترن کی بو

چمن سے دور رہا اس قدر قفس میرا
کہ پہونچی اوڑکے نہ مجھ تک گلِ چمن کی بو

عرق فشان کہین گلشن مین تو ہوا اے شوخ
ہر ایک گل سے جو آئی ترے بدن کی بو

ہوا ہے صورتِ دیوانہ گل گریبان چاک
چمن مین لائی صبا کسکے پیرہن کی بو

اثر سے عشق کے دامانِ کوہ مین ہر گل
عجب نہین جو رکھے خونِ کوہکن کی بو

چمن مین غنچہ جو اوس گل کے سامنے ہے خوش
چھپا رہا ہے ظفر اپنے وہ دہن کی بو

جو دل مین ہو سو کہو تم نہ گفتگو سے ہٹو
رہو پر آنکھون کے آگے نہ روبرو سے ہٹو

مین آپ پھیرتا ہون اپنے حلق پر خنجر
چھری اوٹھا لو تم اپنی مرے گلو سے ہٹو

وہ مثلِ کوہ گرانبار ہو تم حضرتِ عشق
کہ نے کسی سے ٹلو اور نہ کسی سے ہٹو

شہیدِ ناز کے ہر زخم سے ہے خون جاری
تمھارا تر ہو نہ دامن کہین لہو سے ہٹو

مرادِ عشق مین عاشق کی نامرادی ہے
اوٹھاؤ حضرتِ دل ہاتھ آرزو سے ہٹو

جو پیش آئے وہ مستو کرم ہی ساقی کا
نہ پھیرو جام سے منہ اور نہ تم سبو سے ہٹو

ہوگئے جسوقت اے سفاک ہم سینہ سپر
سینہ ہو ٹکلے تری تیغ جفا سے کچھ ہی ہو

وہ ترش ابرو ہوا ہو تلخ گو یہ ہم کو آج
بوسہ اک لینا لب شیرین ادا سے کچھ ہی ہو

ناصحا تب تک کے تو کیون سر پھرا تا ہے عبث
دل نہین پھرنیکا یہ وصل دلربا سے کچھ ہی ہو

گرچہ دنیا کی ہوا مین سو طرح کا ہو ضرر
لیک بچ سکتے نہین ہم اس ہوا سے کچھ ہی ہو

کوچۂ دلبر مین ہم لو آج جاتے ہین ظفر
دل کو لے آتے ہین دیکر دم دلا سے کچھ ہی ہو

وہان کی مخلصی اے وائے قسمت ہو تو کیونکر ہو
کہ ہین آلودۂ عصیان شفاعت ہو تو کیونکر ہو

بجز شرمندگی چشم عنایت ہو تو کیونکر ہو
کہ دے اشک ندامت جوش رحمت ہو تو کیونکر ہو

جہان ہے نفس سا رہزن جہان شیطان سا ہو دشمن
وہان طاعت ہو کیونکر اور عبادت ہو تو کیونکر ہو

گرانباری گناہونکی اوٹھانے سر نہین دیتی
الٰہی کیا کرون یہ رفع خجلت ہو تو کیونکر ہو

برنگ طائر تصویر ہین ہم دام حسرت مین
رہائی کی ہماری کوئی صورت ہو تو کیونکر ہو

وہ ہمت ہی سے ہو سکتا ہے جو ہے کام ہمت کا
ظفر بے ہمتون سے صرف ہمت ہو تو کیونکر ہو

نہین کہہ سکتا کہ اللہ صنم تم ہی تو ہو
لیک جو کچھ ہو سو اللہ کی قسم تم ہی تو ہو

نہ مرا پاس کسیکو نہ کوئی میرے پاس
ہان مگر ایک جو ہو مجھ سے بہم تم ہی تو ہو

کفر و دین کا مجھے بتلا دیا تمنے رستا
میرے تو راہبر دین و حرم تم ہی تو ہو

خواہ رلواؤ ہمین خواہ ہنساؤ ہمکو
کہ ہمارے سبب شادی و غم تم ہی تو ہو

| | |
|---|---|
| خدا کے واسطے اے ہمدمو نہ لو تم | پیام لایا ہے کیا نامہ بر وہاں کی سنو |
| تمہارے عشق نے رسوا کیا جہاں میں ہمیں | ہمارا ذکر نہ تم کیونکر اک جہاں سے سنو |
| سنو تم اپنی جو تیغ نگاہ کے اوصاف | تو میرے زخم جگر کے لب و زباں سے سنو |

ظفر وہ بوسہ تو کیا دیگا پر کوئی دشنام
جو تمکو سننا ہو اوس شوخ دلستاں سے سنو

| | |
|---|---|
| کہتا ہے کون تیرے کہ خنجر بکف نہو | بیحق ہیں جان نثار محبت تلف نہو |
| خاطر نشان تیر دل کی ہو ناوک نگہ کبھی | جب تک کہ تیرے تیر نگہ کا ہدف نہو |
| آتی ہے سینہ کوبی عاشق کی تو صدا | محفل میں اوسکی گر نہیں آواز دف نہو |
| جب تک کہ خوب عشق میں عاشق نہو خراب | بیجا ہے وہ یہ کہ ہو مجھے عز و شرف نہو |
| بہتر ہیں دیکھا اس سے مری چشم تر میں شک | نازاں در خوشاب پہ تو اے صدف نہو |

اللہ ہے ہمارا طرفدار اے ظفر
گو وہ اگر نہیں ہے ہماری طرف نہو

| | |
|---|---|
| اگر ہو دل میں محبت کا داغ اچھا ہو | خدا کا گھر جو نہو بے چراغ اچھا ہو |
| کبھی سیر ہو جی میکشوں کا اے ساقی | کہ جب تلک نہ لبالب ایاغ اچھا ہو |
| ہجوم داغ سے ہے سوز دل کو نیند | کہ ایک سینے میں تیار باغ اچھا ہو |
| عدو کو مجھ سے ہو کس طرح نطق میں ترجیح | مگر یہ جب ہو کہ طوطی سے زاغ اچھا ہو |
| دل اوسکے زلف کے کوچے میں گم ہوا میرا | بتائے شانہ اگر کچھ سراغ اچھا ہو |

تیرے محرابِ خمِ ابرو مین جھکے سجدہ کو ہی — اپنے آپ دیدۂ او سکو وضو واجب ہی
ذبح کرنا جسکا اے قاتل تجھے منظور ہو — زیرِ خنجر اوسکو رکھ اپنا گلو واجب ہی

ہاتھ سے جا کر ظفرؔ پھر ہاتھ آئے یا نہ آئے
پر ہو دل گم جسکا اوسکو جستجو واجب ہی

## ردیف واو جلد سوم

گزارے وہ صحن مین رکھی چمن کے پانو — چومی زمین پہ گر کے گل اوس گلبدن کے پانو
وحشت کو میری دیکھ کے جو بھو دا چو کڑی — اک جست مین شکستہ ہون چار ون ہرن کے پانو
اے عشق کیا صلاح ہے تیری بتا مجھے — لون شیخ کے قدم کہ پڑون برہمن کے پانو
اتنا نہ آہ و نالے سے اپنے ہلا اسے — ایدل نہین ہین گنبدِ چرخِ کہن کے پانو
شیرین کو پھر نہ ہو ہوس اسکی کھک — رنگین کرے لہو سے اگر کوہکن کے پانو
یا تنگ ہی شوقِ وحشت نوردی کہ دون نکال — مین اپنے بعد مرگ بھی باہر کفن کے پانو
شیطان کو سونپ دی اگر خدمت وضو — دھو دھو کے پیئے وہ زاہدِ پر مکر و فن کے پانو
کیونکر نکل سکے دلِ وحشی کہ پھنس گئے — پھندے مین اوسکی زلفِ شکن در شکن کے پانو

دشتِ جنون مین اتنی بھی وسعت نہین ظفرؔ
پھیلین جو اک ذرا سے دیوانہ پن کے پانو

دوست اچھے ہو تو پوری دوستی کی ہو نمو — پاس اسکو کر رکھو تم پاس جسکے ہو نمو
اس چمن مین کیا کرو گی میکشو ہش نہ کا — غنچہ سان خاموش ع ن دل کو پی کی ہو نمو

## ردیف واو جلد چہارم

ہو تا نگین کی طرح سے جو نامور وہی
کر لیتا دل پہ نقش جو ہے نیک بات کو

دیوان ظفر کا دیکھ کے کاتب ہیں کہتے
لکھیں کہاں تلک ترے ہم کلیات کو

بڑھا کے گر نہ جوہر عزت و توقیر آہن کو
تو تجھیں تیغ چوبیں سے بتر شمشیر آہن کو

گلے میں پہنے جب زنجیر زر کو وہ پری تو پھر
تو یہ دیوانہ ڈالے پانوں میں زنجیر آہن کو

برہمن اوس صنم کی دیکھ کر تصویر کاغذ پر
نہ تصویر حجر کو پوجے لے تصویر آہن کو

دل پرسوز سینہ میں ہمارے ہے وہ انگارہ
اوٹھا سکتی نہ تاب اوس کی ہوا تسخیر آہن کو

گرانبار و نکو ہی صحبت سبکساروں سے ہے زیبا
کہ تنکے کی کمان میں کیوں نہ چھوڑے تیر آہن کو

محل مٹی کا ہے انسان کا تو قالب خاکی
فنا ڈھا کر ملا دے خاک میں تعمیر آہن کو

عجب کیا فیض صاحبدل سے ہو پہنچے تیرہ بختوں کو
بدل دیتا ہے پارس اے ظفر تاثیر آہن کو

کیا دیکھے کوئی اوس رخ روشن کی آب و تاب
جسکے نہ دیکھنے کی ہو تاب آفتاب کو

بوے عرق سے یار کے خوشبو ہے یہ دماغ
ہم سونگھتے نہیں کبھی عطر و گلاب کو

سودا مجھے نہیں تری زلفوں نے اے پری
دیوانہ کر دیا دل خانہ خراب کو

ہے شوق بوسہ لب میگوں تو جنہیں
منہ بھی نہیں لگاتے وہ جام شراب کو

ہم نے دیا وہ معرکہ عشق میں جواب
سب لاجواب ہو گئے سنکر جواب کو

کہتے ہیں بادہ نوش شیشے میں شیشہ نہیں
شیشے میں آسمان کے بھرا ہی شہاب کو

[illegible]

کرتے ہیں غائب میں سب دعوی سخن سنجی کا پر
بول بھی سکتا نہیں کوئی ظفر کے روبرو

نصیب وصل تمھارا کبھو تو کیونکر ہو
فراق یار میں تسکین ہو تو کیونکر ہو

تو اپنے وعدہ کا سچا جو ہو تو کیونکر ہو
پتنگ سے جو ٹھہری ہو ترک خو تو کیونکر ہو

نہ جلکے خاک ہو جبتک مثال پروانہ
طپش ہو دل کی تپاں سے فرو تو کیونکر ہو

ترے مریض کے سو علاج ہوں لیکن
شفا نہ اسکی نصیبہ میں ہو تو کیونکر ہو

کسی پہ راز نہان دل کا میرے اے آنکھو
جو چشم تم نہ گریہ سے افشا کرو تو کیونکر ہو

یہ ہم بھی چاہتے ہیں ترک عشق ہو لیکن
جو دل کی ہوس ہوائے تا ہو تو کیونکر ہو

ملیں نہ خاک میں جبتک تمھارے کشتۂ ناز
امید خاک سے ہو نیاز ہو تو کیونکر ہو

جگر پہ زخم تو کھائے مگر مزا حاصل
نمک فشاں ہو نہ وہ جبکہ جو تو کیونکر ہو

کرم کہاں کہ ستم بھی ہو کرتے ناز ستم
جو یہ بھی ہو تو غنیمت ہے وہ تو کیونکر ہو

جھکائے سر نہیں آزاد سے تیغ شیوہ
چمن میں سرو جو ہو سر فرو تو کیونکر ہو

ظفر جو ہو نہ محبت ہی دل سے دل کو راہ
وہ میرے حال سے آگاہ ہو تو کیونکر ہو

عجب ہے مصحف رخ سے ہو اگر اخلاص گیسو کو
وہ ہندو اور یہ قرآن کام کیا قرآن سے ہندو کو

کہاں وس چشم وحشی میں ہے سحر کاجل کی
سیہ ریشم کے ڈورے سے مگر باندھا ہے آہو کو

جو کشتہ گردش چشم سیہ کا ہے تری قاتل
سیہ پوشی اوسکے ماتم کی کیا ہے چرخ مینو کو

[illegible]

[illegible]

روسیاہی کو جو دھوئے نامۂ اعمال کو
اے ظفر اپنی وہ فوارۂ چشم تر سے دھو

میکشو تم نوش کوئی ساغر مل تو کرو
ذکر کیا اے حضرت دل ہو جو اوس گل کو شراب
دیکھو پھر کیا کیا پشیماں ہوتا ہے سنبل کا گل
کرتے شمشیر نگہ سے گر نہیں کشتہ مجھے
گل کا سوز دل ہو بلبل کے جو ... نہیں ہے چراغ
کہتا ہے مجنوں ... ایک ... سے کہ ... تیرے

کرتے ہو مستی ابھی کیا ہوتا مل تو کرو
کرتے ہو نالے اگر تم مثل بلبل تو کرو
اک ذرا گلشن میں وا تم زلف کاکل تو کرو
تو بلا سے زخمی تیغ تغافل تو کرو
کہہ دو مجھکو نکہت صبا کی تم بھلا گل تو کرو
مارتے مجھکو نہیں ہو تم اگر غل تو کرو

لکھتے ہو تعریف اوسکی زلف پیچاں کی اگر
اے ظفر با قلم تم شاخ سنبل تو کرو

قتل عالم کو کرو تم اور قضا کا نام لو
تم سبھی کھاؤ ... اپنے جو ...
یہ خطا شائستہ ہو ... کہ ... لو
جو تمہارے جی میں آئے ناصحو فرماؤ ...
خون عاشق سے کرو رنگین جو ہاتھ اپنا گر ...
حضرت دل ان کی گر ... چھوڑو نہ لٹ ...
اے ظفر چشم و نگہ یا غمزہ و ناز و ادا

اے بتو مت نام لو دیکھو خدا کا نام لو
اے طبیب اپنے غذا کا نے دوا کا نام لو
اور خطا وار و نہیں تم اس بے خطا کا نام لو
پر نہ میرے سامنے ترک وفا کا نام لو
پھر کبھی ہرگز نہ تم رنگ حنا کا نام لو
پھر نہ جیتے جی تم اس کاکلی بلا کا نام لو
کون دل کو لیگیا اوس دلربا کا نام لو

[illegible]

مجھے چھوڑا پہ چھوڑا تم نے ملنا غیر کا پیارے — ہمیں تو کھا گیا یہ غم بھلا مانو برا مانو
تمھارے ہی دوستی میں مر گئے لاکھوں نہ رحم آیا — تمھیں ہو دشمن عالم بھلا مانو برا مانو

بزرگوں کو منہ لگاتے ہو بھلو سے تم کو نفرت ہے
ظفر کو ہے یہی بس غم بھلا مانو برا مانو

تصور زلف مشکیں کا ہے کیسی بندھا مجھکو — جہاں میں جو نظر آتا ہے اک اندھیر سا مجھکو
کہا بلبل نے عشق گل میں یہ حال ہے مجھکو — کہ غنچے میں بجا کر چٹکیاں دیتے اور مجھکو
کسی صورت تو ہیں ایسے ضعف سے پہنچوں کوئے جاناں تک — بٹھا کر دوش ہی پر لے چلے باد صبا مجھکو
کہوں کیا غیب سے کیا آلگا اک ول پہ کانٹا سا — ترا جوڑا جو شب کو یاد آیا مہ لقا مجھکو
سرود نالۂ دل نے بھری ہیں کان اپنی تو — ترے پیچھے مرغ چمن خوش آئیں کیا مجھکو
محبت کو جو پہل ابتدا میں سہل سمجھا ہے — نظر کچھ اور ہی آتا ہے اسکا انتہا مجھکو

مزا اس عشق کا وہ ہے کہ جس سے سب مزے بھولے
نہیں ہے یاد دنیا کا ظفر کوئی مزا مجھکو

یونہیں گر ان بتوں پر ہم فدا ہونگے تو ہو لینگے — جو ہم پر ہمدمو جور و جفا ہونگے تو ہو لینگے
بتوں پر زاہدو گر ہم فدا ہونگے تو ہو لینگے — تمھیں پھر کیا گنہگار خدا ہونگے تو ہو لینگے
اگر ہم پایل زلف دوتا ہونگے تو ہو لینگے — کسیکو کیا گرفتار بلا ہونگے تو ہو لینگے
ٹلینگے بوالہوس آسان میدان محبت سے — اگر ہم کشتۂ تیغ جفا ہونگے تو ہو لینگے
ذرا آئیں سہی وہ مقتل عشاق تک اپنے — جدا لاکھوں فتنۂ محشر بپا ہونگے تو ہو لینگے

کرتے ہو کیا کیا ہیان تم مکان آراستہ
جان لب پر آگئی بیمار دردِ ہجر کی

غافا وان کی کبھی تو کچھ خانہ آرائی کرو
اب تو اے رشکِ مسیحا کچھ مسیحائی کرو

صاف آجائے نظر پھر جلوۂ جانان تمھین
دیدۂ دل مین ظفر پیدا جو بینائی کرو

دیکھکر رخ پر کھلی زلفِ چلیپارات کو
یاد خالِ رخ مین تیری مہ جبین سوتے نہین
مانگ ہے زلفو نمین تیری ای بتِ زہرہ جبین
چاند سے مکھڑے پہ چلتی ہے ہوا کے ورق
آپ مین چھپ چھپکے کوئی پا مین جا کر تو نہین
سرمہ سا آنکھو نکے تیری وحشی ای آہو نگاہ
ڈرہے چشمِ ماہ کی تمکو نہ لگ جائے نظر
تم جو کہتے ہو کہ ذکو ہو تا ہی فشانی ہر رات

در بھی ہمکو ہوا وہ چند سودا رات کو
ہم پڑے گنتے رہے ایک ایک تارا رات کو
یا فلک پر کہکشان کا خط ہو سید چار رات کو
چاندنی مین پھر رہا ہی سانپ کالا رات کو
حضرتِ دل پاسبان ہو نہ جھگڑا رات کو
بیٹھتے ہین ال بچھا کر مرگ چھالا رات کو
دیکھو کو سٹھے پہ چڑھو ہے نہ تنہا رات کو
گھر مین آ کیسے ظفر تو شوق سے آ رات کو

اپنے دربان سے یہ کہدو ہمین ٹوکین نہین
ورنہ ہو جائے گا دربہ مفت ذکر رات کو

دیکھو بوسہ نہ بہت ہو وش رہا سے مانگو
اندنون گلشنِ عالم کی مخالف ہے ہوا
تشنہ کامانِ محبت سے یہ کہدو جو تمھین

اپنی اے حضرتِ دل خیر خدا سے مانگو
الامان ہمنفسو ایسی ہوا سے مانگو
چاہیے آب تو اوس تیغِ جفا سے مانگو

دیجے دل و دین کیون نہ تجھے اے بت کافر — جلوہ ہے خدائی کا تری گات میں سب کچھ

زلف اوسکی دکھا دی مجھے اے خضر تصور — کہتے ہیں کہ ہے پردۂ ظلمات میں سب کچھ

حاصل نہیں کچھ مزرعِ دنیا سے کسیکو — ہے کشورِ دل کے مری دیہات میں سب کچھ

نقدِ دل و دین کیون نہ کرون پیشکش اب — لازم ہے کہ ہو اوسکی مدارات میں سب کچھ

انداز و ادا سے نہیں کچھ اور کے مطلب — ہوتا ہے ادا تیرے اشارات میں سب کچھ

ق

بوسہ جو طلب وصل سے کیا مین نے تو بولا — موجود ہے بس اپنی ملاقات میں سب کچھ

سائل سے کبھی آج تلک منہ نہیں موڑا — حاصل ہے ہر اک کو مری خیرات میں سب کچھ

بیتابی و زاری کی شکایت ہے عبث اب
ہوتا ہے ظفر عشق کے حالات میں سب کچھ

نہ دکھلا مجکو مانی کھینچکر اوراق میں غنچہ — نہیں خوشرنگ ویسا ہے جو دیدۂ مشتاق میں غنچہ

ہنسا جو دیکھکر وہ غنچہ لب مجکو محبت سے — ہوا گویا شگفتہ گلشن اشفاق میں غنچہ

نزاکت سے گران وہ بھی ہو وقت رقص گر باندھے — بجائے زنگلہ تو اپنی سیمین ساق میں غنچہ

گرفتہ دل مرا اوس چشم و ابرو سے ہے کیا باعث — گلابی کی جگہ ہے میکدے کے طاق میں غنچہ

کہون کیا تیرے رنگِ صندلی پر اے گلِ خوبی — نہیں خوشرنگ ایسا گلشن آفاق میں غنچہ

ترا پیکان تیر ناوک فگن غرق ہے خون میں — یہ لایا رنگ کیا باغِ دلِ عشاق میں غنچہ

نہیں کھلتا ظفر عقدہ ہمیں اسکی خموشی کا
خدا جانے کہ اتنا کیون ہے استغراق میں غنچہ

ردیف ہای ہوز جلد دوم

کیا ہے ہمنے یہ وحشت مین ذکر پامال
کہ خار خار کو ہے اب مرے قدم سے گلہ

ہزار غنچہ کھلائے کیا شگفتہ نہ دل
چمن مین ہمکو ہے یہ باد صبحدم سے گلہ

سہے ستم پہ ستم لیک شکر خدا
کیا نہ ہمنے کبھی اسکا اوس صنم سے گلہ

برنگ شمع جلے سر سے پاؤن تک لیکن
زبان پہ لائے نہ ہم اپنی سوز غم سے گلہ

دل اوسکو ہمنے دیا داغ اونے دیے ہین تکلیف
جو ہمکو دل سے گلہ ہے تو دل کو ہم سے گلہ

ظفر نوشتہ تقدیر پر جو راضی ہین
نہ اونکو لوح سے شکوہ نہ ہی قلم سے گلہ

ہے حنا کا رنگ بھی دست بت پر فن پہ بوجھ
کر کے بسمل خون لی وہ نازنین گردن پہ بوجھ

بار دنیا ساتھ ہے منعم کے بعد از مرگ بھی
باعث تعویذ سنگین ہے سدا مدفن پہ بوجھ

وہ گرانبار الم ہون نہین کہ میری خاک بھی
گرچہ دامن پر پڑے معلوم ہو دامن پہ بوجھ

دست وحشت سے رہا باقی جو تار پیرہن
ناتوانی سے کرے مجنون کی ہے وہ تن پہ بوجھ

بار کش دنیا کے ہون [illegible] اہل تمیز
لادتی ہین کب گدھونکی طرح سے توسن پہ بوجھ

اوسنے کیا سر پر رکھا یہ بھی دھر رہا ہے میرا
نازکی سے ہو نہ پھر اوس غیرت گلشن پہ بوجھ

لا [illegible] دبا ہی وہ رہیگا اے ظفر
بار احسان سے اگر رکھے سر دشمن پہ بوجھ

کہان تک پہ ہو ترے کار تنگ پیوستہ
یہ تیغ وہ نہین جسمین ہو زنگ پیوستہ

اگرچہ صورت سوہان ہے سرو قمری
گلے مین تیرے ہے پر طوق تنگ پیوستہ

جی لگے کیونکر کہیں اپنا محبت ورشتہ | اک خدائی سے کیا دل ایسے صنم پر دادشتہ
جان اپنی اوٹھا دے ستمکش کیوں نہ ہاتھ | اے ستمگر تو جو ہو تیغ ستم بر داشتہ
ہوگیا مضمون گریہ کی مرے تاثیر سے | پاک قلم کا غذ سے نامہ کا قلم برداشتہ

کسکو برداشت اتنی کسکا عشق میں یہ حوصلہ
ہو ظفر کی طرح جو رنج و الم برداشتہ

تو نے کیا جانے نکالا ہے کدھر کا رستہ | تیرے گھر سے تو ہے سیدھا مری گھر کا رستہ
رکھ قدم راہ محبت میں سنبھلکر اپنا | دیکھ اے دل کہ یہ ہے خوف و خطر کا رستہ
وہ نہ آیا جو شب وعدہ تو ہم صبح تلک | بیٹھے دیکھا کیے اوس شوخ قمر کا رستہ
تکے اے پردہ نشین روزن دیوار کہ بند | دیکھ ہے مفت و سے کھلا تو یہ نظر کا رستہ
نامہ شوق کی تاثیر سے قاصد نے مرے | طے گھڑی بھر میں کیا آٹھ پہر کا رستہ
چارۂ زخم کو سینے کے لگا مت ٹانکے | بند ہو جائے گا فریاد جگر کا رستہ

پاسبان ہونگے ترے کوچے میں لاکھوں لیکن
روک سکنے کا نہیں کوئی ظفر کا رستہ

خجل ہے دیکھ کے ابرو ہلال کیسا کچھ | اسی سے جانو کہ ہوگا جمال کیسا کچھ
فلک کے ہمنے ستائے تو کیا ہے معلوم | کھلا نہ یہ کہ ہے اوس رخ کا حال کیسا کچھ
جو دوست تھے وہ ہیں دشمن مجھے تماشا ہے | ہوا ہے دیکھو زمانے کا حال کیسا کچھ
مرے زوال سے جانو کمال کو میرے | زوال یہ ہے تو ہوگا کمال کیسا کچھ

اب نقاہت کا اور ہے نقشہ | اپنی طاقت کا اور ہے نقشہ

میری صحبت خوش آئے کیونکہ اونھین | اون کی صحبت کا اور ہے نقشہ

دل تو کیا جان تک بھی دین تجھکو | اپنی ہمت کا اور ہے نقشہ

جائے تپ دے سے تپِ غم کیا | اس حرارت کا اور ہے نقشہ

ہے قیامت سے اوسکو کیا نسبت | تیری قامت کا اور ہے نقشہ

سیدھی باتون پہ ٹیڑھے ہو جانا | اوسکی خصلت کا اور ہے نقشہ

تیرے ان سرد مہریون پر بھی | سوز الفت کا اور ہے نقشہ

جانے کیا بوالہوس حقیقتِ عشق | اس حقیقت کا اور ہے نقشہ

کیون کہ جان بر ہو دردمند ترا | درد فرقت کا اور ہے نقشہ

تھا تو مجنون کو بھی جنون لیکن | میری وحشت کا اور ہے نقشہ

نقش جب لکھتے ہین عبث احباب | کہ محبت کا اور ہے نقشہ

جب سے دیکھا ہے تجھکو آئینہ رو | اپنی حیرت کا اور ہے نقشہ

کھینچ صورت نہ اوسکی صورت گر | اوسکی صورت کا اور ہے نقشہ

کرے جب جراح چارہ کس کس کا | ہر جراحت کا اور ہے نقشہ

ای ظفر ہے جہان مین خلق کہان
اب تو خلقت کا اور ہے نقشہ

کھنچا عجب ترے روئے جبین کا ہی نقشہ | وہ مہر کا ہے یہ ماہ مبین کا ہی نقشہ

کبھی تو رقعہ طلب مین مرے خدا کے لیے | کوئی ملاپ کا رستہ صنم نکال کے لکھ
کہ ہے کون کہ خط اوسکو تو نہ لکھا لیے | پیرا ئیا حد سے نہ باہر قدم نکال کے لکھ
طبیب ہے تو لیے بھی کتاب مین ہے تو | کوئی تو نسخۂ آزار غم نکال کے لکھ

پڑھے وہ دلبر تو خط ظفر خوشی سے خط
لکھ ایسی تو نئی طرز رقم نکال کے لکھ

اوسکے کوچہ مین کہان ایسے ٹھکانیکی جگھ | کہ جہان ہمکو ملے آنکھ ملانیکی جگھ
آئینے کو تم اگر منہ نہ چڑھاؤ اپنے | تو نہو اوسکو کبھی منہ کے دکھانیکی جگھ
نقش بر آب ہے ہستی کی نہین کچھ بنیاد | اے حباب ہے یہ کہان گھر کے بنانیکی جگھ
دل اگر زخم نہو کوئی تو کیا ہو معلوم | کہ یہ ہے ناوک جانان کے نشانیکی جگھ
کیا کرین جائین اگر آپ نہ ہم یار کے گھر | گھر مین جب اپنے نہو اوسکے بلانیکی جگھ
تجھسے اے شمع ہو اوسکے کٹانیمین فروغ | جائے شادی ہے نہین اشک بہانیکی جگھ
قطرۂ خون جگر یہ ہے مری آب خورش | وہی پانی کی جگھ ہے وہی دانیکی جگھ
اے کماندار تھا تیر نگہ کو دل مین | کہ نہین اور کوئی اوسکے ٹھکانیکی جگھ

ہے یہ انبوہ غم و رنج ہجوم حیرت
نہین سینہ مین ظفر دم کے سمانیکی جگھ

سینے پہ دھر کے دیکھ ذرا تک یار ہاتھ | یہ حال ہے کہ اوچھلے ہے دل چار ہاتھ
ہو جائے دسترس جو تری زلف تک مجھے | مین جانون آگیا مرے ملک تتار ہاتھ

دیکھکر نقشہ ترا کہتے ہیں نقاش ظفر
یہ کھنچے کس سے بجز خامۂ قدرت نقشہ

نگہ ہر ایک سے تو وہ کلام بیہودہ — کہ جس سے ہو تری مشہور نام بیہودہ
نصیب ہوگا نہ ہرگز وہ بوسۂ رخ و زلف — یہ ہے خیال ہمیں صبح و شام بیہودہ
ترے شہید محبت کی نعش پر قاتل — ہوا ہے خلق کا کیوں ازدحام بیہودہ
جو اشک خون نہ ہو ساقیا یہ ہے دیدۂ دل — بغیر بادہ ہے مینا و جام بیہودہ
ترے خرام کے آگے غرور فتنۂ حشر — ہے ایک لاف سی اے خوش خرام بیہودہ
جو دل میں آئے سو فرمائیو مجھکو حضرت عشق — کرے گا عرض نہ کچھ یہ غلام بیہودہ
نہیں جو ہیں ہیں مرے غنچہ لب کی جا سخن — کلام کرتا ہے بیان لا کلام بیہودہ
نہ کچھ ہے گریہ سے حاصل نہ آہ و نالے سے — ہمارے عشق میں ہیں دونوں کام بیہودہ

جو ذکر کیجیے کچھ اے ظفر تو ذکر خدا
بغیر اسکے ہیں باتیں تمام بیہودہ

نشہ میں کس نے اتارا تھا طاق سے شیشہ — کہ گر کے ہاتھ سے ٹوٹا تڑاق سے شیشہ
ہمیں تو جام ہی پر ٹالتا رہا ساقی — ہوا نصیب کبھی اتفاق سے شیشہ
بہت وہ تو نہیں جو ہوتی ہی بزم وصل نصیب — ملا ہے جام سے کیا اشتیاق سے شیشہ
نہ کر فلک سے طلب شربت محبت کی — بھرا ہوا ہے یہ زہر نفاق سے شیشہ
اگر اشارہ ہو کچھ چشم مست ساقی کا — تو آئے بزم میں اک طمطراق سے شیشہ

ہو ترا شربتِ دیدار میسر جسکو
درد میں ہو نہ وہ محتاج دوا کا بندہ

سرخرو حشر کو ہوگا وہی جسکی تیغ
جو شہید اوسکی ہوا تیغ جفا کا بندہ

تیرے ہر جور پہ صابر ہوں جفا پر راضی
دیکھ تو میں بھی ہوں کیا صبر و رضا کا بندہ

تو جو ہے بندۂ حق بیٹھ خدا کے در پر
در بدر جھکے نہ پھر حرص و ہوا کا بندہ

خواہ ہو گبر کوئی خواہ مسلماں لیکن
یاں نہیں کون تری آن و ادا کا بندہ

اے ظفر جسکے میں اوس بت کا بنا ہوں بندہ
دیکھتا ہے سبھے ہر ایک خدا کا بندہ

نہیں کہیں ہے تری چشم فتنہ زا کی پناہ
یہ وہ بلا ہے کہ بس اے صنم خدا کی پناہ

سوائے رنج و غم و یاس جگ میں اوسکی
دلا نہ ڈھونڈھ کسی یار و آشنا کی پناہ

پناہ مانگتا ہے جسکو دیکھکر ہر شخص
غضب ہے تیغ ادا شوخ کج ادا کی پناہ

جفا سے تیرے نہیں ڈرتے باوفا ظالم
کہ اونکے واسطے ہے عشق میں وفا کی پناہ

پھرے ہے موج ہوا ساقیا لیے شمشیر
نہیں بجز سپر جام اس ہوا کی پناہ

نیچی نگاہ سے دل تری کس طرح ظالم
کہ ہے جہان میں کمان ناوک قضا کی پناہ

اگر قبول ہو درگاہ ایزدی میں ظفر
تو دو جہان میں کافی ہے اک دعا کی پناہ

## ردیف یاء تحتانی جلد اول

یہ اشک تر وہ یاں ہے آہ دل سوزاں ہے
یہ سرو چراغاں ہے وہ شمع شبستاں ہے

واقف نہیں تم میری آہِ شرر افشان سے
کھینچون تو ابھی سارا ہی چرخ کہن جاوے

اوس چشم مفتن کی کس منہ سے صفت کیجے
کر نیکو نہ ہم چشمی آہوے ختن جاوے

تو شب کو جو محفل میں یون انجمن آرا ہو
کیونکر نہ تری بلبل یہ شمع لگن جاوے

یہ چاہ وہ ہی جسمین یوسف سے کئی ڈوبے
دل کیونکہ بھلا اپنا پھر گرد ذقن جاوے

میدان سخن میں وہ گر تجھسے ظفر بخشے
بھول اپنا فصیحی بھی یان طرز سخن جاوے

سچ کہو آئے کہان سے ہو صنم بھولے ہوئے
آپکے پڑتے زمین پر ہین قدم بھولے ہوئے

ہمرہان پہونچے کبھی کے منزل مقصود پر
پس اکیلے رہ گئے ہین راہ ہم بھولے ہوئے

یہ تن گل خوردہ جس جسکے پڑا میرا نظر
حشر تک سوئینگے وہ باغ ارم بھولے ہوئے

جسنے دیکھی ساقیا وہ گردش چشم بتان
ہین برب کعبہ وہ بھی جام جم بھولے ہوئے

لے گئی تھے تم جو ہمکو آنکھ امین وقت شب
آئے کیا جانے کہان سے صبحدم بھولے ہوئے

وعدہ کرکے رات کا آوے سحر جو اپنے گھر
ایسی ہی شخصونکو کہتی ہین کہ ہم بھولے ہوئے

جس سے اپنا تھا خط و پیغام جاری اے ظفر
اس قدر ہین وہ تو ہمکو یک قلم بھولے ہوئے

اے غنچہ دہن میرے تو سرو گلستان ہے
دل کیون نہ شگفتہ ہو تو بھی گل خندان ہے

دلسوز ہے اک عالم روشن ہے تجھی سے
پروانہ میں تیرا ہون تو شمع شبستان ہے

ٹھہرے ہین مژگان میں ہین لخت جگر اپنے
یہ گلشن میں یہ مردم کیا سیر چراغان ہے

یک لخت یاد تیری یان بھولتی نہین ہے
جلد آ کہ مجھکو تجھ بن ہے پیچ و تاب ساقی

لیکے ہچکیان دل روتا ہے شکل مینا
دے جامِ مے کہ انکو جامِ شراب ساقی

جسکی نظر مین گردش جامِ شراب کی ہے
دوران کے سہل جانے وہ انقلاب ساقی

مت چھیڑ کر سنا تو قانون و مین مجھکو
لگتا ہے تار نازش تارِ رباب ساقی

مے کے نشہ مین لکھو اور اک غزل ظفر اب
ہر شعر جسکا سمجھے با آب و تاب ساقی

کیون میکشی سے ہر دم کیجے حجاب ساقی
رہتا ہے اپنا اندنون مین عہدِ شباب ساقی

دے جامِ گل مین بھر کر صہبائے ناب ساقی
آنکھون مین محو کر دین ہم آفتاب ساقی

اس ابر مین خوش آوے کیونکر نہ سیر دریا
کیفیتون سے پر ہے جامِ حباب ساقی

لختِ دلِ برشتہ مژگان پہ یہ نہین ہے
لایا ہون تیری خاطر جامِ شراب ساقی

ابرو کا تیرے جلوہ دیکھا ہے شاید اسنے
جو ماہ نو ہے شب کو یا در رکاب ساقی

سنبل ہے کیا پریشان ہے دیکھ زلف تیری
موجِ نسیم کو بھی ہے پیچ و تاب ساقی

ساغر کشی ہماری مت پوچھ تو کہ تجھ بن
پیتے ہین خون دل ہم جائے شراب ساقی

جو زلف و رخ کو تیرے دیکھے ہے یہ کہے ہے
کیا جلوہ گر ہین باہم برق و سحاب ساقی

اس ابر اس ہوا مین دل کو گھٹا نہ میرے
پیاپے صبا یہ کہتا آ اب شتاب ساقی

تجھ بن ٹپک رہا ہے پتھر پہ سر کو شیشہ
ساغر ہی ہے نہ تنہا چشمِ پر آب ساقی

ساغر کشی ظفر مین اس فصل مین کرون کیا
شیشے پڑے ہین خالی ہے مست خواب ساقی

تو وہ اب شیر زبان بحر سخن میں ہے ظفر
کیوں نہ ... منہ پر کے پانی کے

پاس والے دل کے سوز غم سے ہیں چھالے پڑے
متصل ہما ... شیشے میں ڈھلکے پڑے

دیکھے گر اے مردمان اس ہر نگان کو پھر
بیٹے میں پانی ابھی کیونکہ یہ یاد کے پڑے

اپنا ہے وہ سوزان کہ جسکے رشک سے
داغ انگارہ ... ہیں سینہ میں منقل کے پڑے

کیونکہ میں آغوش میں کھینچوں او جسکی کمر
لو جیسے ... بیان ہر لحظہ مسکل کے پڑے

سب ... سیر ... قاتل ویلے
تشنہ لب ... میان ہیں ... مقتل کے پڑے

تو ہی گر ... آرام جان
کل ہیں ... طرح مخمل کے پڑے

مست حباب ... سیر ... گم
آبلے دریا کی چھاتی پر ہیں ... کے پڑے

قفس سے خون ... ہمارے اے جنون ناق
... ہیں دامن میں جنگل کے پڑے

جب کہا ... چھپاؤ مت مجھے منہ ...
آ تلک ... تم یہان کل کے پڑے

بولے ما تھا کوٹ کر آخر کیا ہی پر کہا
فوج ... کان ... بیٹھ کے ہل کے پڑے

سبحۂ گوہر کی کب خواہش ہے ہمکو اے ظفر
ہیں گلے میں ہار اپنے ہیان سلسل کے پڑے

جوش گریہ سے نہ کچھ دیدۂ تر بیٹھ گئے
ہے یہ طوفان کئی ہمسائے گھر بیٹھ گئے

دیکھنا ہم نہیں ... میان حشر تلک
جس گھڑی در پہ ترے کھول کمر بیٹھ گئے

کیا ہوا مت ہو خفا باد لِ پرداغ جو ہم
تیرے پہلو میں ذرا بد شکل قمر بیٹھ گئے

روزِ وفات کا تو خطر کچھ نہین مجھے
اے ہمنشین ہے یہ شبِ ہجران کا ڈر مجھے

دریا کا پاٹ تختۂ دامن تو بن گیا
اور اس سے کیا دکھائیگی اے چشمِ تر مجھے

چاکِ قفس سے دیکھ رہا ہون چمن کو مین
صیاد ہے نہین ہوسِ بال و پر مجھے

جلوہ اوسیکا دیر و حرم مین ہے اے ظفر
آتا نہین ہے اوسکے سوا کچھ نظر مجھے

جب سے وہ چھٹا ہاتھ سے دامان ہمارے
ہے تب سے جنون دست و گریبان ہمارے

بالین پہ دمِ نزع بھی آیا نہ ستمگر
سب دل ہی مین ہے دل ہی مین ارمان ہمارے

ہم بسکہ ہین کشتہ ترے اس سرِ نگہ کے
خوبانِ جہان جاتی ہین قربان ہمارے

کہتے ہین کہ تیغ کو دھر اسان پہ او سنے
یہ سنتے ہی بس اوڑ گئے اوسان ہمارے

لختِ جگر و اشک ہین حاضر ترے آگے
یہ لعل ہین وہ گوہرِ غلطان ہمارے

جمعیتِ دل تیرے سبب سب ہین وہ برہم
کیون ضد مین ٹری زلف پریشان ہمارے

آیا ہے ظفر پھینک کی پوشاک وہ گلگون
قاتل نے کیے قتل کے سامان ہمارے

چاندنی کی سیرِ خوبان تا سحر دیکھا کیے
اور ہم اونکا رخِ رشکِ قمر دیکھا کیے

کیا کہون کیونکر تجھے رشکِ قمر دیکھا کیے
وہ نظر آئے نہ جنکو بھر نظر دیکھا کیے

شب تجھی کیا ہم ہی اے رشکِ قمر دیکھا کیے
ماہ و پروین بھی ترا رخ تا سحر دیکھا کیے

کچھ ہوئی تسکین نہ تجھ بن اس دلِ حیران کو
گو تری تصویر ہم آٹھون پہر دیکھا کیے

جگر اور دل کی کیا پوچھے ہے بس یہ ذکر جانے دے
کہوں کیا حال اے غافل شکایت آستین دو کی ہے

الم اور غم سے جو گزرے جگر پر منہ نہ کھلواؤ
نہ پوچھو آہ کیا حال ہے شکایت آستین دو کی ہے

کہوں کیا شمع اور گیر ...
سراپا ... شکایت آستین دو کی ہے

حقیقت ابرو و مژگاں کی اپنے پوچھ مت ہمدم
نہیں لکھنے کے قابل شکایت آستین دو کی ہے

کیا جو تیغ و خنجر نے سو ادا ہی جانے ہے
زبان سے کیا کہوں قاتل شکایت آستین دو کی ہے

دکھایا اور سنوایا جو کچھ ہے دیدہ و دل نے
ظفر کس سے کہوں شاغل شکایت آستین دو کی ہے

ہو رہا ہے نشۂ جام مئی گلگوں تجھے
پوچھتا ہے کون شہر عشق میں مجنوں تجھے
خاک میں مل جائیگا اے سرکش تو ابھی
ایک عالم تھا ترا مائل ہوئے ایسا وہ جو
اشک سے کیونکر نہ اپنے منہ دکھا میں مدعی

شیشۂ دل ہے بہت نازک نہ ٹھکرادوں تجھے
اک دیا تقدیر نے ہے گوشۂ ہاموں تجھے
گر دکھا دیوے ذرا وہ قامت موزوں تجھے
آئینے نے کر رکھا ہے اپنا اب مفتوں تجھے
حقتعالی نے دیا ہے وہ لب میگوں تجھے

ہمکو خطرہ تھا کہ دل کو [illegible] / بات خط آنے سے تیری بیماری رہگئی

[illegible] ٹکڑے ہو کے [illegible] / دل مین بعد از مرگ بھی بیقراری رہگئی

آشنا ملنے خاک مین جو خاک مین ہو [illegible] / خاکساری خاک کی کر خاکساری رہگئی

اور کر آیا ہے کیون گن گن کے [illegible] قدم / اور کوئی دم کی ہے یان دم شماری رہگئی

ہوگیا جب سے [illegible] دل اوسکو [illegible] / اختیار اپنا گیا بے اختیاری رہگئی

جب قدم اوس کافر بدکیش کی جانب بڑھے / دور سے تجھ سے قدم پرہیزگاری رہگئی

کھینچتے ہی تیغ ادا کی دم ہوا اتنا ہوا / آہ دل مین آرزوئی زخم کاری رہگئی

اور تو غمخوار سارے کر چکے غمخواری کا / اب فقط ہے ایک غم کی غمگساری رہگئی

شکوہ عیاری کا یارون سے بجا ہے اے ظفر / اس زمانے مین یہی ہے رسم یاری رہگئی

شاخ مژگان میری کب شکوون سے خالی مین ہے / یہ عقیق البحر کا دیکھو شجر پانی مین ہے

جوش گریہ نے مرے کھینچا یہان تک سر باوج / گنبد نیلی برنگ نیلوفر پانی مین ہے

بحر و بر خالی نہین گردش زدون سے دیکھلو / ہے جو خشکی مین بگولا تو بھنور پانی مین ہے

آتش دل سے ڈرا میرے سمندر اس قدر / چاہتا مانند ماہی اپنا گھر پانی مین ہے

دیکھ کر تیرے لب و دندان کو مارے شرم کے / لعل پتھر مین چھپا جا کر گہر پانی مین ہے

میری آہ و اشک سے چرخ و زمین کا ہی یہ حال / وہ ادھر آتش مین ہے اور یہ ادھر پانی مین ہے

عشق مین اوس سنگدل کے اے ظفر [illegible] / کوہ بھی شکوون سے میرے تا کمر پانی مین ہے

[illegible]

| | |
|---|---|
| کرتی ہے تازہ فتنہ بپا گردش فلک | لاتی ہے ہم پہ روز یہ چکر نئے نئے |

الٰہ دل ہوا وسکو دیجیے کس کس واسطے ظفر
آتی نظر ہین سیکڑون دلبر نئے نئے

| | |
|---|---|
| مہاسہ کب خط رخسارۂ دلبر کے نیچے ہے | لیے بیٹھے کو طوطی اپنے بال و پر کے نیچے ہے |
| تصور اوسکی مژگان کا مجھے سونے نہین دیتا | بچھا دیتا کوئی نشتر مری بستر کے نیچے ہے |
| طلب کرتا ہے آب خضر آب تیغ قاتل سے | غرض جو سبز بخت اس گنبد خضرا کے نیچے ہے |
| بنایا خال عارض کے تلے تل اوس کاجل کا | ہوا پیدا اک اختر اور اس اختر کے نیچے ہے |
| ہوا ہے جیسے شاخ گل سے پیدا اس طرح سینہ مین | کف ساقی کو رعشہ دمبدم ساغر کے نیچے ہے |
| مری آواز زیر بام سنتا ہی تو پھر وہ نہین | اوترجاتا ہے کوٹھی سے بہانے کے نیچے ہے |
| قلق سے دمبدم گردن ہے صید محبت کی | کبھی شمشیر کے اوپر کبھی خنجر کے نیچے ہے |
| خیال آتش ہے پر پروانہ اوڑتی ہے | تری جو آستان کا سنگ ہے سر کے نیچے ہے |

ظفر شیرین شکین دل ہے کیا چالاک ہستی ہے
کہ دست کوہکن تو دبگیا پتھر کے نیچے ہے

| | |
|---|---|
| لیسکے ابرو کی مری تصویر آنکھون مین پھری | میل ہر مہ کی جگہہ شمشیر آنکھون مین پھری |
| ہو بہو سی حسن کھلی جو اپنی منہ پہ زلف | وحشیون کی صورت زنجیر آنکھون مین پھری |
| خواب مین دیکھا کیا مین قصر جنت رات بھر | اوسکے گھر کی جو مری تعمیر آنکھون مین پھری |
| شمع کیا خورشید سے بھی پھر گئی میری نظر | جبکہ اوسکی شکل پر تنویر آنکھون مین پھری |
| جب پھر آیا وہ شکار افگن کہ تکتی تکتی راہ | پتلی آنکھون کی تری نخچیر آنکھون مین پھری |

[illegible]

| | |
|---|---|
| اوترتے ہین گلی مین گھونٹ آب زندگانی کے | چھری جب حلق پر قاتل دم تکبیر پھرتی ہے |
| ظفر کو منزل مقصود پر تقدیر لے پہونچیا | کدھر بھٹکی ہوئی سی عقل بے تدبیر پھرتی ہے |

| | |
|---|---|
| جس وقت اوسکی زلف گرہگیر کھل پڑی | سودائیونکے پانونکی زنجیر کھل پڑی |
| اوس خاک در کا سرمہ جو ہشکون مین گیا | گویا گرہ سے چشم کی اکسیر کھل پڑی |
| کب دیکھی تیری جنبش ابرو کہ خود بخود | رستم کی بھی کمر سے نہ شمشیر کھل پڑی |
| پھر موسم بہار مین برپا ہوا عمل | کیا وحشیون کے پانون سے زنجیر کھل پڑی |
| کیا کیا پڑی جبین پہ گرہ شہسوار کے | فتراک سے جو گردن نخچیر کھل پڑی |
| یہ کہکشان کمان ہے اثنی مین غرور کے | بگڑی مگر تری فلک پیر کھل پڑی |
| اوس غنچہ لب کے ہنسنے سے دل مین گرہ | تھی گرچہ مثل غنچہ تصویر کھل پڑی |

جانا ظفر یہ ہمنے کہ اپنے کھلے نصیب
بن کھولے اوسکے در کی جو زنجیر کھل پڑی

| | |
|---|---|
| کسی عاشق کا ہر اشکون سے یہ بیخواب دیدہ ہے | گل نرگس جو شبنم سے چمن مین آب دیدہ ہے |
| بجای بادہ بھر کر خون دل پیتا ہون آنکھون سے | کہ دل شیشہ ہے اور جام شراب ناب دیدہ ہے |
| مرے اشکون کا دریا کر رہا ہے طغیانی | نظر آتا برنگ حلقۂ گرداب دیدہ ہے |
| نہ آیا ماہ وش اور انتظار اوسکا کیا ہے تک | سفید ایسا ہوا ہے صورت مہتاب دیدہ ہے |
| دل بیتاب سے میرے جو ہم مشرب ہے اور رہا ہے | ہوائی ہو گیا لیکن ترا سیماب دیدہ ہے |
| نہ پوچھو شوق دیدار اوسکی یہ بیش کا کہ آنکھون سے | ہر اک اشک اور ہر اک قطرۂ خوناب دیدہ ہے |

[illegible]

ہو داغ سر شکِ خونکے اور خون سے پھولونکی — ہمین کشتِ محبت سے جو حاصل ہے تو بس یہ ہے
سیلِ دل ہے جگرِ سکا چڑھی منہ اوسکی مژگان پر — کہ اس فوجِ صف آرا سے مقابل ہے تو بس یہ ہے
اگر ہے دیکھنا اوسکو اوٹھادے اپنی ہستی سے — اگر تجھمین او سمین پردہ حائل ہے تو بس یہ ہے
ہوئے صیدِ محبت سب تڑپے یکسر ولیکن دل — وہ ہے گرمِ طپش اک نیم بسمل ہے تو بس یہ ہے
کنارا ہوگئے جب عشق مین پہونچے تو جانا — کہ اس دریائے بے پایان کا ساحل ہے تو بس یہ ہے
دلِ انسان ہے کیونکر مسند آرائے محبت ہو — کہ یہ منصب ہے اعلی اسکے قابل ہے تو بس یہ ہے

محبت مین کمال ایسا ظفر پہونچا گیا مجنون
کہ فنِ عشق مین استاد کامل ہے تو بس یہ ہے

شعلہ ہے وہی شمع وہی ماہ وہی ہے — خورشید وہی نورِ سحر گاہ وہی ہے
حور و ملک و دیو پری انس وہی جان — سب صورتون مین ماہی دلخواہ وہی ہے
یوسف ہے وہی وہی زلیخا وہی یعقوب — کنعان ہے وہی مصر وہی چاہ وہی ہے
رہبر وہی راہبر وہی دوہی رہ مقصود — گمراہ وہی راہ سے آگاہ وہی ہے
کیا حسن مین کیا عشق مین سب بیچ وہی ہے — یہ موجبِ غمزہ سببِ آہ وہی ہے
مجنون وہی صحرائی وہی دیوانہ وہی ہشیار — درویش وگدا شاہ و شہنشاہ وہی ہے

ظاہر مین شہر مین ہے ظفر لعل مین وہ رنگ
واللہ وہی سب مین ہے باللہ وہی ہے

جلوہ جب اونے دکھایا میراجی جانتا ہے — کہ خدا ہی نظر آیا مرا جی جانتا ہے

[illegible]

کیون ہوا بوریا نشین زاہد — اس مین حرف ریا نکلتا ہے
سیر کی جا ہے کوچۂ ہستی — غیر بھی آشنا نکلتا ہے
خیر ہو دل کی آج آہ کے ساتھ — کچھ دھوان تو بلا نکلتا ہے
کیا طپش ہے کہ شعر بھی دل سے — کچھ تڑپتا ہوا نکلتا ہے
لاش پر میری منہ سے عالم کے — حسرتا حسرتا نکلتا ہے

زخم دل پر نمک فشانی سے
اے ظفر اک مزا نکلتا ہے

شمشیر برہنہ مانگ غضب بالون کی مہک پھر ویسی ہے
جوڑے کی گُندھاوٹ قہر خدا بالون کی مہک پھر ویسی ہے
آنکھین ہین کٹوراسی وہ ستم گردن ہے صراحی دار غضب
اور اسمین شراب سُرخی پان رکھتی ہے جھلک پھر ویسی ہے
ہر بات مین اوسکی گرمی ہے ہر ناز مین اوسکے شوخی ہے
قامت ہے قیامت چال پری چلنے مین پھڑک پھر ویسی ہے
گر رنگ بھبھوکا آتش ہے اور بینی شعلہ سرکش ہے
تو بجلی سی کوندی ہے پڑی عارض کی چمک پھر ویسی ہے
نوخیز کچین دو غنچے ہین ہے نرم شکم اک حسن من گل
باریک کمر جون شاخِ گل رکھتی ہے لچک پھر ویسی ہے

[illegible]

کسی نے کچھ تو لگایا مری طرف سے ظفر
جو بات بات میں ہیں مجھ سے وہ قسم لیتے

صبا گر سیر باغ چمن گل کرے
تو نظارہ کیا گل کا بلبل کرے

خرد ہی پہ تکیہ نہ بالکل کرے
خدا پر ہی انسان توکل کرے

وہ ہو برہم اور نہ دیکھے اوسے
یہ دل سیر اکیونکر تامل کرے

کہے شام کی یہ سیاہی اوٹھی
ظفر جو ترے سوئے کاکل کرے

وہ جب وصل سے دور بھاگے تو پھر
کوئی کیونکہ اوس سے توسل کرے

تری زلف کے سامنے تاب کیا
کہ باغ میں شاخ سنبل کرے

غم عشق تو خاصہ کھانے کو ہے
کھو دل سے خاصہ تناول کرے

کروں کم نگاہی کا گر میں گلا
تو پھر اور بھی وہ تغافل کرے

کرے تو ظفر پر جو لاکھوں ستم
کہاں تک وہ صبر و تحمل کرے

ہزار کوس اگر کوئی ایک دم دوڑے
مجال کیا رہ الفت میں دو قدم دوڑے

ہوئے وصل میں اوس گل کے ہم ہوا کیا
ہمیشہ ہم روش باد صبحدم دوڑے

ارادہ کیا ہے خدا جانے پھر اک جانب
تمھارے گھوڑے جو کاغذ کے اے صنم دوڑے

گیا نہ خاک ہوئی پر بھی جوش وحشت کا
ہمیشہ اوٹھکے بگولے کی طرح ہم دوڑے

مجھے بتاؤ مرا کیا گناہ کیا تقصیر
جو مجھ پہ کھینچ کے تم خنجر ستم دوڑے

[illegible]

ہم کو کیا کام ہے ہم کون شکایت والے
پھرتے کب عہد وفا سے ہیں محبت والے
چھوڑتے دختر رز کو ہیں کوئی مستی والے
اک نگہ پر دل و جان دونوں تجھے دیتے ہیں
قیمت جنس دل اپنی کہوں کیا ہیں سستی
نہیں آنسو ہوئے رحمت کے فرشتے نازل
شمع رو پردہ اوٹھا منہ سے تو بزم میں بیٹھ
عاشقوں کو نہیں کچھ کافر و دیندار سے کام
تیشہ شمشیر ستم رکھ ہی دیا سر اپنا
ہمنے اوس بت میں جو دیکھا ہے نہیں کہہ سکتی
وسعت ملک سلیمان کو سمجھتے کیا ہیں

کچھ کہیں یا نہ کہیں آپ کی صحبت والے
سر پھرایا کریں یک بیک کے نصیحت والے
عذر اس فاحشہ سے کرتے ہیں حرمت والے
تیرے عاشق ہیں یہ دل والے محبت والے
پوچھو کیا دیتے ہیں بازار محبت والے
پاک بالکل ہیں گناہوں سے ندامت والے
مثل پروانہ جلے جاتے ہیں حیرت والے
اوسسے ملتے ہیں جو ہیں عشق کی ملت والے
ہم بھی ہیں عاشقوں میں کیا تری جرأت والے
کہ مبادا کہیں حسن بتائیں شریعت والے
سامنے کنج قناعت کی قناعت والے

اس ستم پر تو ظفر دیتے ہو تم دم اونپر
کیا ستم ہو جو وہ ہوں مہر و مروت والے

دیر کیوں کر رہی تھے وہ تو شتابی والی
ہیں جو محفل میں تری جام و گلابی والے
نہیں معلوم پڑھا جاتے ہیں کیا کیا آکر
گو زر و سیم کے رکھتے ہیں طبق شمس و قمر

اب تلک ہیں اوسی محفل میں خرابی والے
انکو تو منہ نہ لگائیں یہ خرابی والے
میرے دشمن تجھے اور وہی کتابی والے
پر ہیں دونوں ترے صدقہ کی رکابی والے

اڑادی خاک عاشق کی وہ جس دم — عنان توسن چالاک پکڑے
لکھے تھے وہ جو خط غیرون کو تونے — گئے آج اے بت بیباک پکڑے
عجب کیا بحر الفت مین مرا نام — جو سنکر کان ہر پیراک پکڑے
ٹھہرنے دے ہے تو کسکو جو کوئی — زمین اے گردش افلاک پکڑے
تری درد جدائی سے بچھڑ ہے — کلیجا عاشق غمناک پکڑے

ظفر کے منہ سے کب نکلی ہے وہ بات
کہ جسکو صاحب ادراک پکڑے

لڑکپن کا وہ تیرے سن یاد ہے — ترے روٹھ جانے کا دن یاد ہے
نہین بھولتا کوئی معبود کو — اوسے کرتا ہر انس و جن یاد ہے
جو ٹھہرا ہے روز اوسکے آنیکا یان — دلا روز گن یا نہ گن یاد ہے
نہین بھولتا دل سے عاشق ترا — تری ایک پل ایک چھن یاد ہے
نہ کر امتحان ہم نے جو کہدیا — ہمین تو وہ اے ممتحن یاد ہے
گئے بھول سب عیش دنیا کے ہم — نہین کوئی بھی یار بن یاد ہے

ظفر کو تری زلف و رخ کے سوا
نہین اور کچھ رات دن یاد ہے

مسلمان چاہین گر سارے کہ چھوڑے — نہ چھوڑون بت خدا مارے کہ چھوڑے
ترے صید محبت ہو چکے ہم — کرے تو ذبح اے پیارے کہ چھوڑے

| | |
|---|---|
| چاہیے پرچہ خبر کا دل کی کیا اونکے لیے | پارہ دل قاصد اشک روان لیجائینگے |
| جبکہ چمکیں صبح تو خورشید درخشان پر تھی وقت | اے فلک شعلۂ آہ و فغان لیجائینگے |
| کرتے ہیں فکر عمارت میں بسر جو اپنی عمر | کیا اوٹھا کر اپنے سر پر وہ مکان لیجائینگے |

اے ظفر بہتر ہے خاموشی خدا جانے کہ تو
کیا کہیگا اور وہ دل میں کیا گمان لیجائینگے

## ردیف یای تحتانی جلد سوم

| | |
|---|---|
| لے گا ساقیا کیا مجھسے دیوانے کے پیمانے | کبھی جاؤنگا میں … میں ہمیشہ کے پیمانے |
| الٰہی محتسب کے ہاتھ ٹوٹیں اسکی ہاتھوں سے | ہزاروں ہی گئے ٹوٹ آج میخانے کے پیمانے |
| نہ سمجھو آبلے انکو کہ ہے تقدیر جو اوٹھی | تو ہیں … بڑے … کاشانے کے پیمانے |
| جدائی میں تری ہیں دیدۂ … الیساقی | شراب خون دل بھر بھر کے پی جانے کے پیمانے |
| اوڑا او مرغ دل کو اور … رکھو | سدا پانی کے پیمانے سدا دانے کے پیمانے |
| تری آنکھوں کے بیماروں نے شربت کی عوض ظالم | پیے زہر اب سے بھر بھر کر دوا خانے کے پیمانے |
| دل پر آبلہ وہ خوشہ انگور ہے میرا | کہ بھرتے آپ ہی ہیں جسکے ہر دانے کے پیمانے |
| نہیں آنکے جبتک آپ خاک … بادہ پیمائی | کبھی ساقی نہیں میخوار ہونے کے پیمانے |

مئی عیش و طرب کا ایک قطرہ بھی نہیں ساقی
ظفر نہ آسمان میں یونہیں دکھلانے کے پیمانے

| | |
|---|---|
| آج بوسہ پر لڑائی ہوتے ہوتے رہ گئی | میری اونکی ہاتھا پائی ہوتے ہوتے رہ گئی |

گئی یارب وہ لوگ اگلے کہان پائے نہین جاتے
جو ڈھونڈھین تو کہین انکی نشان پائے نہین جاتے

عجب صنعت دکھائی اپنی نقاشِ قدرت نے
کہ نقشے ایک سے سبکے یہان پائے نہین جاتے

غرورِ حسن سے یہ مہوشون کو بدمغی ہے
دماغ اب انکے زیر آسمان پائے نہین جاتے

کسیکو ہم نہین اسواسطے دیتے ہین دل اپنا
کہ جو آگے تھے اب وہ دلستان پائے نہین جاتے

مری جانب سے ہین جیسے گمان ان مہ لقا نکو
زمانے مین کہین ایسے گمان پائے نہین جاتے

عدم کی راہ مین کیونکہ کسیکا کھوج ہاتھ آئے
کہ وان تو نقش پائے رفتگان پائے نہین جاتے

سبب کیا ہے کمر ہے نے دہان ان خوبرویون کی
ظفر یہ ہمسے اسرار نہان پائے نہین جاتے

بزم مین اگر تمھین چپکے نہ رہنا چاہیے
کچھ نہ کچھ آ ہی گئی پر منہ سے کہنا چاہیے

اوس ستمگر کو دل اپنا اب تو ہمنے دیدیا
جو کرے ہم پر ستم وہ ہمکو سہنا چاہیے

ہاتھ سے ساقی کے لینا جام ہی مشکل نہیو
اپنی قسمت چاہیے اور اپنا لہنا چاہیے

ہی پیرو پاؤن مین زنجیر ہو گردن مین طوق
تیرے دیوانے کو زیب افزا یہ گہنا چاہیے

چاہتے ہین پاؤن کے تلوے خلش کو خار کے
دشت مین مجنون کو پھر پابرہنا چاہیے

چاہ کر تم پھر گئے یا ہم کہو انصاف سے
چاہ مین صاحب کسے دینا او لہنا چاہیے

حسن اوس عارض کا چمکے غضب جب روئے خندہ
چاند کو پھر کیونکہ غیرت سے نہ گہنا چاہیے

اے ظفر بیٹھنا اچھا نہین اس وقت مین
کنج عزلت مین الگ ہی سب سے رہنا چاہیے

گل نہیں جام ہے ساقی کیسی یہ کشش کا
غنچہ گلشن میں نگہ اسکو گلابی یہ ہے

رات دن رہتا ہے جو آنسوؤں کے دریا میں
مردم دیدہ ہے یا مردم آبی یہ ہے

سر و سامان ضیافت میں ہے سرگرم فلک
مہر ہے لایا جو سونیکی رکابی یہ ہے

کوئی زنگی بچہ قرآن پڑھے ہے دیکھو
خال کب ابروسکے سر کتابی یہ ہے

رشتہ زہین آتش غم سے جگر و دل بھنتے
میرا سینہ نہیں دوکان کبابی یہ ہے

وعدہ وصل کسی سے ہے ظفر آج اونکا
وہ جو جاتے ہیں شتاب اتنی شتابی یہ ہے

نصیب اچھے اگر ہوتے مصیبت کسلیے پڑتی
ہمیں دل کے لگانیکی عادت کسلیے پڑتی

اگر سودا نہوتا اس تری زلف مسلسل کا
گلے عاشق کے زنجیر محبت کسلیے پڑتی

اگر دھوکر مرا گریہ تیرا دل صفا کر دیتا
تو کیوں آتا غبار او ہمیں کدورت کسلیے پڑتی

کتان کی طرح ہونا چاک تھا دل کو مرے ورنہ
نظر تیری ادھر آنا ملاحت کسلیے پڑتی

جو میرے دشمنوں سے دوستی اونکی نہو جاتی
تو ایسی مجھ میں اور اونمیں عداوت کسلیے پڑتی

نکرتی گر کمی وہ تیغ ابرو قتل میں تیری
تو شمشیر اجل کی پھر ضرورت کسلیے پڑتی

مری قسمت نہوتی گر بری تقدیر میری جانتے
برائی دل میں تیرے بے مروت کسلیے پڑتی

پڑا ہے دم تھمین مجنون میں تیری رخ جاناں
کہ اس ناتوان کو تیرے وحشت کسلیے پڑتی

ظفر روتے جو ہم دل کھولکر اک بار جنگل میں
زراعت کے لیے باران کی حاجت کسلیے پڑتی

اے ظفر جس طرح تو سر بازار جاتا ہے نڈر
اس طرح کوچہ مین اوس قاتل کے جاتا کون ہے

وہ اور ہین جو عشق کا دم بھر کے رہ گئے
ہمنے تو جس دم آہ بھری مر کے رہ گئے

تھا قصد یہ کہینگے کچھ اونسے ہم اپنا حال
دیکھا جو اونکو چین بجبین ڈر کے رہ گئے

یہ حال ضعف سی ہے کہ مانند نقش پا
جس جا پہ ہمنے پانؤن دھرا دھر کے رہ گئے

دیکھا جو اوسکا جلوہ تو حیرت سے رات کو
دیدے کھلے ہوئے مہ و اختر کے رہ گئے

یکشب بالغل مین نہ تو دل کی نکالی ہین
ارمان تیرے عاشق مضطر کے رہ گئے

آئے وہ جب کہ کچھ نسکے کچھ بھی اونسے ہم
حسرت سے اک نگاہ فقط کر کے رہ گئے

کتنے ہی طائر دل و جان پھنسکے اے ظفر
پھندے مین اوسکی زلف معنبر کے رہ گئے

جو تیری یاد جلوۂ قامت مین سو گئے
گویا وہ عرصہ گاہ قیامت مین سو گئے

اون غافلون نے دیکھا تماشا جہان کا
جو مست ہوکے نشۂ غفلت مین سو گئے

جو تیرے انتظار مین جاگے تمام عمر
حیران ہون کس طرح سے وہ تربت مین سو گئے

ہمخواب ہو نہ خواب مین بھی دیکھتے نہین
بخت اپنے ایسے تیری محبت مین سو گئے

جس روز دیکھی ہے تری چشم سیاہ مست
شب زندہ دار عین عبادت مین سو گئے

ہم سوتے زیر خاک نہ آرام سے مگر
جاگے بہت تھے رنج و مصیبت مین سو گئے

جتنے جگائے فتنۂ خوابیدہ حرص نے
سب آکے میری کنج قناعت مین سو گئے

[illegible]

ترے بیمار غم کا حال یہ ہے ناتوانی سے
نہین کر سکتا بستر پر کہ تکیے سے بھی اونچی ہے

اوٹھایا چاہتے ہین تم حیا کا آنکھ سے پردہ
جو باندھی ہے نئی چلمن کھولکر نیچی سے اونچی ہے

عدو منہ تو چڑھی ہین لیکن اکثر بات ہوتی ہے
اودھر اونچی سے نیچی ہے ادھر نیچی سے اونچی ہے

جھکایا سر نہین ہے جسنے تیری زیر تیغ اپنا
کبا اوسکی گردن آپ ادا کر نیچی سے اونچی ہے

نہین ہے اس چمن مین گر بلندی ساتھ پستی کے
کہ ہوتی بڑھکے کیون شاخِ شجر نیچی سے اونچی ہے

ہو منظور پردہ ہمسے جو دیوار پردہ کی
بنائی اندرون آپنے ظفر نیچے سے اونچی ہے

بال زلفون کے جو وہ منہ پر بکھیرے آئینگے
روز روشن مین بھی گویا منہ اندھیرے آئینگے

چھوڑ جائینگے نہین تنہا تجھے سایہ کی طرح
تو جدھر جائیگا ہم بھی ساتھ تیرے آئینگے

کوی قاتل کو چلے ہین پر بجا لائینگے شکر
ہم سلامت سے اگر جسدم اپنے ڈیرے آئینگے

شام بھی ہونیکو آئی کیا سبب اب تک نہ آئے
وہ تو ہمسے کہ گئے تھے ہم سویرے آئینگے

شہرۂ آفاق ہونگے لیلی و مجنون نہ اب
ذہن مین تیرے نہ آئینگے نہ میرے آئینگے

لیگئے تاب و توان صبر و خرد سب لوٹکر
کیا خبر تھی ہمکو وہ ایسے لٹیرے آئینگے

اے ظفر جب آئینگے ہم چھوڑکے کوئے یار سے
رنج و غم چارون طرف سے ہمکو گھیرے آئینگے

وہ تو اے قاصد نہ آئینگے کہین تے جائینگے
گھر مین بیٹھے گھورکے کاغذکے یونہین پھیرے آئینگے

کھینچ لینگے جو کہ دنیا کی طمع سے اپنا ہاتھ
پانوٗ اپنے پان وہی آرام سے پھیلائینگے

قطعہ شطرنج

لیلیٔ دل بردمین کیا کیا نگاہ چشم یار
واہ شطرنج محبت کا تماشا بردہ سے

ق

گھوڑے سے ہاتھی جو دیکھا بازیٔ شطرنج کو
مات کی چال مات ہے اور رخ کی چال برد برد

پیدا بساط دہر مین یہ تماشا بازی کا
گرچہ قائم بھی ہے بازی کا تماشا برد سے

[illegible]

خدا جانے ظفر ملک عدم کو رہنے والونکی
فراخی سے گذرتی ہے کہ تنگی سے گذرتی ہے

جمال گلرخان دیکھو گلستان آئی ہی
کیا شکوہ جو منہ اوس صنم سے تو عجب پوچھا
ہم اوس منہ کی قایل ہین کہ جو فرمانروائی ہے
دہان تنگ اوسکا ہے وہ گویا دہن گوہر
خوشی سے روز روز عید قربان جاتا ہو وہ
فقیر گرسنہ کو رب حق ہے سیر کر دیتا

جدا ہے رنگ ہر گل کا عجب شان الٓہی ہے
کہا الحمد للہ شکر احسان الٓہی ہے
بجا لاتا ہمیشہ دل سے احسان الٓہی ہے
کہ پنہان جسمین ہر ذرہ نہان الٓہی ہے
محبت مین جو کرتا جان قربان الٓہی ہے
کہ جس شب فاقہ ہو اوس شب وہ مہمان الٓہی ہے

کہان ایسا ہمارا منہ کہ ہو جاوے ادا ہم سے
ظفر حمد الٓہی وہ جو شایان الٓہی ہے

نہ پوچھو کیا بتان خود نما کا کارخانہ ہے
جلا ہوتی ہو خاکستر سے یان آئینہ کو دیکھو
فریب ہم کمین دنیا کے تو ابداً … آجانا
نہین ہے تی ہمیشہ ایک سی رنگت زمانہ کی
امید لطف کیا رکھتا ہی تو اوس سے کہ وان ابدل
بچائی غمزۂ قاتل سے کوئی کیونکہ جان اپنی
صفائی دیکھ حیران آئینہ … دیدہ ہی کی

نہ بت ہے اور نہ بتخانہ خدا کا کارخانہ ہے
تماشا ہے کدورت مین صفا کا کارخانہ ہے
ذرا ہشیار رہنا یان دغا کا کارخانہ ہے
کچھ اسکے رنگ مین رنگ حنا کا کارخانہ ہے
ستم کا کارخانہ ہے جفا کا کارخانہ ہے
نہین رکتا کسی سے یہ قضا کا کارخانہ ہے
جہان سے اوٹھ گیا بالکل حیا کا کارخانہ ہے

کشتہ ہوں اوسکی چشم کا میں میری گور پر
ہو وے چراغ جام سے چشم غزال کے

کوئی بھی ہمدم اپنا بجز نالہ و فغاں
آیا نہ کام وقت یہ رنج و ملال کے

کھینچا ہے مجھکو شہر سے آخر کو سوے دشت
جوش جنوں نے ہاتھ گریباں میں ڈال کے

اے غنچہ اوسکے سامنے اتنا چٹک کے تو
کیا بولتا ہے بول ذرا منہ سنبھال کے

جو دل کہے وہ ہیچ ہے سوا اسکے اے ظفر
قایل نہ استخارہ کے ہم ہیں نہ فال کے

خوش آتی کب ہمیں پھولوں کی باغ میں بو ہے
سمائی اور ہی اپنے دماغ میں بو ہے

بہا ہے چشم سے مجنوں ڈاشک خوں شاید
صبا لہو کی جو دامان راغ میں بو ہے

اثر ہو گر دل روشن میں صحبت بد کا
تو کڑوے تیل کی جانو چراغ میں بو ہے

ٹپک پڑا گل رخسار سے عرق کسکے
گلاب کی سی جو ساقی ایاغ میں بو ہے

ہوا نہیں ہے جو کم رنگ گل گلستاں سے
تو پھرتی کسکے صبا یہ سراغ میں بو ہے

بسا ہے دل میں مرے کوئی شوخ گلرخسار
برنگ گل جو مرے دل کے داغ میں بو ہے

وہ خاکسار ہوں میں بھی کہ عطر گل کی ظفر
مہک رہی مرے کنج فراغ میں بو ہے

صحبت منافقانہ ہے ہر جا نفاق سے
کچھ اتفاق ہے تو کہیں اتفاق سے

دیکھا نہ تجھکو ہم یونہیں محروم ہی چلے
آئے تھے تیری دید کو کس اشتیاق سے

بچتا ہے کب ڈسا ہوا اوس زلف کا
تریاق بھی اگر کوئی لائے عراق سے

ردیف یای جلد چہارم

مجھ کو نصیب اگر ہو تو سو میں جھلکی ہماری ہی آنکھوں سے اک بزم یار میں جھلکی

کہو ظفر نے زبان دل سے کبھی بزم میں کیونکر ہم نے زمین بار میں جھلکی

اشک ہمارے سارے وہ تیری بات جو خندہ دندان نما عیان

تیرے عاشق کی گردن کہ زمین جھلکی

ہزار رفتہ سلام کو سرخ لالہ زار میں جھلکی

تری نگاہ سے جس دم خمار میں جھلکی

جو ذرہ گوش بت پر شمار میں جھلکی

کہ جس طرح تیری اس دیار میں جھلکی

| | |
|---|---|
| تیرے مریض کی ہیں زندگی سے سب مایوس | جو گور اوسکی ہی پہلے وفات سے کھودی |
| نشان نظر نہیں آتا کہیں محبت کا | یہ شیشہ خدا نے ہے کیا کائنات سے کھودی |
| نگین دل پہ کیا کندہ نام تیرا دیکھ | یہ ہو رہی ہے کہ اک نادر اسے کھودی |
| برائی آئی بھی دل میں جو کچھ تغافل سے | تو اوسنے اک نگہ التفات سے کھودی |

وفا کا منہ سے نہ لینا تھا نام وان ہمسے
سب اپنی بات ظفر ایک بات سے کھودی

| | |
|---|---|
| اعجاز نما جلوۂ موسای فلک ہے | خورشید نہیں ہے ید بیضای فلک ہے |
| انجم سے جو ہے انجمن آراستہ آتا | کیا جانے وہ کون انجمن آرای فلک ہے |
| کیا تاب تجھے دیکھ سکے ایک نظر بھی | ہر چند کہ مہ دیدۂ بینای فلک ہے |
| قطرے وہ جبین پر نہیں ہیں جو عرق کے | جنسے کہ خجل عقد ثریای فلک ہے |
| دوری میں تری ہی لے مہ مہر یہ ہر شب | جولان گہ نالہ مرا پہنای فلک ہے |

کہتا ہے ظفر خلق جسے ماہ وہ پر نور
سجدہ سے در یار کے سیمای فلک ہے

دیگر

| | |
|---|---|
| زلفوں پہ تری آئینہ میں یہ گمان ہے | دریا پہ ہند و نکا ہے میلہ نہان ہے |
| تیرے مریض عشق کا اس شوخ سبزہ رنگ | یہ حال ضعف سے ہے کہ بس نیم جان ہے |
| نکلے ہے جبکہ دل سے مرے آہ شعلہ بار | بجلی بھی کہتی الحذر و الامان ہے |

[illegible]

ٹلتی نہین اب بھی خفگی یار کی ہتے
ہان چاہیے تھا یہ کہ صفائی ہوئی ٹلتی

سو طرح سے ٹل سکتی ہے کچھ اور مصیبت
یہ عشق کی آفت نہین لائی ہوئی ٹلتی

جو رکھتے ہین تاثیر ظفر دل مین کچھ اپنے
بات اونکی نہین دل کی سمائی ہوئی ٹلتی

اس جہان مین آکے ہم کیا کر چلے
بار عصیان سر پہ اپنے دھر چلے

تو نہ آیا اے مسیحا دم میان
ہم اسی حسرت مین آخر مر چلے

اوس گلی مین ہم تو کیا خورشید بھی
ڈر کے مارے کانپتا تھر تھر چلے

اس قدر پیک صبا مین دم کہان
ساتھ اوس آوارہ کے دم بھر چلے

لے چلے کیا اس چمن سے غنچہ سان
ہم تو کیسہ اپنا خالی کر چلے

ذکر ابرو کا چلے تیرے جہان
کیا عجب تلوار وان اکثر چلے

اور تو چھوڑا نہین کا سب ہمین
ایک تیرا داغ ہم لیکر چلے

دم نہ مارا تمنے تیرے عشق مین
سر پہ آرے بھی ہمارے گر چلے

دل ہی قابو مین نہین جب اے ظفر
تم وہان کس کے بھروسے پر چلے

پلا مجھے مئی گلرنگ ساقیا اچھی
کہ دن بہار کے اچھے ہین اور ہوا اچھی

ترا مریض محبت ہو کس طرح اچھا
نہ ہے طبیب ہی اچھا نہ ہے دوا اچھی

عزیزو کھاؤن جو مین غم تو مجکو کھاتی وہ
مرے لیے ہے یہی عشق مین غذا اچھی

اے ستمگر روبرو تیری نگاہِ تیز کے
آبروئے خنجر و شمشیر سب جاتی رہی

کیا سکا لکھ میں عدو کاوٹ کی قلم ہی رک گیا
ہاتھ سے بھی طاقتِ تحریر سب جاتی رہی

اوس رخِ روشن کے آگے اڑ گیا نورِ شمس
بلکہ تاب ماہ پر تنویر سب جاتی رہی

دیکھتے ہی اوسکی صورت اوڑ گئے ناصح کے ہوش
وہ نصیحت اور وہ تقریر سب جاتی رہی

خاکساری نے ظفر دل کر دیا ایسا غنی +
دل سے اپنے خواہشِ اکسیر سب جاتی رہی

دنیا ہزار رنج و مصیبت کی جا ہی ہے
یہ غمکدہ نہ عیش و نہ عشرت کی جا ہی ہے

شاکی ترے جفا و ستم سے نہیں ہیں ہم
ہر دم زبان پہ شکر و شکایت کی جا ہی ہے

تیرے تصور لبِ شیرین مین خون دل
اس تیرے تلخکام کو شربت کی جا ہی ہے

کرتی ہے چشمِ مستِ بتان دل کو کیون خراب
یہ خانۂ خدا ہے عبادت کی جا ہی ہے

پھیلا مین پانون کنجِ قناعت مین با فراغ
کیونکر نہ ہم کہ خوب فراغت کی جا ہی ہے

خورشید و ماہ تیرے مقابل نہو سکین
اور آئینہ ہو سامنے حیرت کی جا ہی ہے

جو خاکسارِ عشق ہین اونکے لیے ظفر
خاک اوس گلی کی بسترِ راحت کی جا ہی ہے

کام جو کوشش سے ہو تدبیر اسکا نام ہے
اور بے کوشش جو ہو تقدیر اسکا نام ہے

دیکھکر ابرو کو تیرے کہتے ہین شمشیر کو
واہ کیا شمشیر ہے شمشیر اسکا نام ہے

ہمنشین ہین نام سے ہی شیفتہ کیے اوسکو نامہ
تو نے کیون خط مین کیا تحریر اسکا نام ہے

رہی ہے انتظار آنیکا کس میکشی کے اے ساقی — ہمیشہ بزم مین چشم جام بل کشادہ ہے

دل سودا زدہ ہووے نہ پابند بلا کیونکر — ادھر زلفین کشادہ ہین ادھر کاکل کشادہ ہے

ہزارون ورآتے ہین ہزارون ورجاتی ہین — تماشا ہے رہ بحر جہان بے پل کشادہ ہے

غنیمت جان اے مینا ئی تو بزم عشرت مین — کوئی دم گردہان خندہ قلقل کشادہ ہے

ظفر چشم کشاد کار رکھ مشکلکشا سے تو — کہ کرتا دم مین وہ مشکل کے عقدہ کل کشادہ ہے

ناز و ادا مین کیا بت گمراہ ایک ہے — وہ تو ہر ایک بات مین واللہ ایک ہے

رخسار تیرے دونون ہین تابندہ اسقدر — گر آفتاب ایک ہے تو ماہ ایک ہے

گذرے ہی صاف سینۂ آسمان کے پار — تیر بلائے عشق مری آہ ایک ہے

پروانہ جلکے خاک ہو نالان ہو عندلیب — دونو نکی کسطرح سے کہون چاہ ایک ہے

کیونکر کرے نہ میری دم سرد ہمدمی — تجھ بن رہا یہی تو ہواخواہ ایک ہے

کہتی ہین راہ دل سے ہے دل کو او بے پچھے — حالت سے ایک کی نہین آگاہ ایک ہے

فرہاد و قیس سے ترے شاگرد ہین ظفر — اوستاد فن عشق مین تو واہ ایک ہے

نکر خیال کہ آئی گھٹا بہت سی ہے — ابھی تو شیشہ مین مے ساقیا بہت سی ہے

الٰہی خیر ہو شامت نہ دل کی آجائے — کہ برہم آج وہ زلف دوتا بہت سی ہے

کہو نہین کیا کہ گذرتی ہے دل پہ کیا تجھ بن — یہ داستان غم ایدل ربا بہت سی ہے

[illegible]

ترے بیمار زیر خاک ابتک دل اندوہگین یون ہے
کہ جسکے زلزلہ سے کانپتی ساری زمین یون ہے

جبیں جھلکا کے بالین سے تو مین بھی ساتھ ہی جاؤن
ارادہ کر رہی ابتو مری جان حزین یون ہے

ہمیشہ آگ برپا ہے جسکو دیکھکر بجلی
چمکتی آسمان پر میری آہ آتشین یون ہے

مثال موج و دریا ہو نہیں سکتی جدا دونون
قرین یون اوسکی میں ہوں جیسے وہ قرین یون ہے

مٹادون لیکے بوسہ خال اوسکے رخ سی کا جل کا
کہ نا جانے بت کافر کہ کوئی نکتہ چین یون ہے

جلے شمع پر پروانہ نالان گل پہ ہی بلبل
کہ ہو تو راز عشق افشا کہیں وہ کہیں یون ہے

الٰہی کب کیا مین نے سوال بوسۂ ابرو
جو مجھ پر کھینچی تلوار وہ چین جبین یون ہے

وہ الجھی شانہ سے اور شانہ اوس سے کیا ہمیری
ہوئی کیون مجھسے برہم تری زلف عنبرین یون ہے

فدائی چاہ یار و خال پائے پنجتن ہوں میں
ظفر میرا تو مذہب یہ ہے اور ایمان دین یون ہے

ہو جاتی آہ سے قطرۂ تر بھی خشک ہے
کر دیتی یہ ہوا تو سمندر بھی خشک ہے

چھوڑی کہاں ہے میکدہ میں محتسب نے مے
شیشہ بھی آج خشک ہے ساغر بھی خشک ہے

خون خشک ہو گیا تن مجنون میں اسقدر
رگ سے نکلتا ڈوب کے نشتر بھی خشک ہے

دنیا کے آشنا کو ہوا آلودگی نکیون
دریا میں کوئی رہتا شناور بھی خشک ہے

ہے قہر تشنگان شہادت کی تشنگی
ہو جاتا دیکھکر دم خنجر بھی خشک ہے

ہے نان خشک تر جو ملے آبرو کے ساتھ
بے آبرو اگر ہو تو وہ تر بھی خشک ہے

طغیان اشک خون سے نہیں رہتی اے ظفر
آنکھوں پہ آستین مری دم بھر بھی خشک ہے

بڑی بات اے ظفر کوئی [illegible]

ناز و غمزہ چور ہے اوس کی ادا کا چور ہے
دل چرا لینے کو یہ اک بلا کا چور ہے

دیکھکر جسکو ید بیضا خجل ہو سے نگار
وہ ترے دست حنائی میں حنا کا چور ہے

سینۂ صافوں میں کب ہے دل میں جا جسکا
وہ ہمیشہ محفل اہل صفا کا چور ہے

[illegible]

کی تو ہے تدبیر کچھ یاروں نے وصل یار کی
اے ظفر میرا مقدر بھی اگر یاری کرے

واہ کیا طرز ستم تجھکو ستمگر یاد ہے
اک جہان تیرے ستم سے کر رہا فریاد ہے

کھیلتا ہے تو جو اوس مار سیاہ زلف سے
کیا تجھے ایدل کوئی کالے کا منتر یاد ہے

جب سنی تجھ سے شکایت بیقراری کی سنی
بات تجھکو ایک بھی ایجان مضطر یاد ہے

ہیں ان دنون رات ہی اوس چشم میگون کا خیال
ہی نہ مجھکو یاد ہے ساقی نہ ساغر یاد ہے

دیکھکر سنبل کو میں کھاؤں نہ کیونکر پیچ و تاب
مجھکو آجاتی تری زلف معنبر یاد ہے

ذبح کرنے کا مرے ڈھب خنجر بیداد سے
اوس بت کافر کو کیا اللہ اکبر یاد ہے

اے ظفر پڑھتا ہے خط میرا وہ اس عنوان سے
غیر کو سنا بنا مضمون سنکر یاد ہے

کیا جانے کہ کے یاں سے وہ کل رات کو گئے
چپکے جو اپنے گھر سے نکل رات کو گئے

غیروں سے دیکھیاں جو تری گرمجوشیاں
ہم شمع وار بزم میں جل رات کو گئے

جاسوس تھے جو راہ میں تجھے سمجھ گئے ہیں
قسمت سے اپنی پانوں پھسل رات کو گئے

پوچھو نہ حال ہمسے مریضوں کا ضعف سے
دن کو گرے اگرچہ سنبھل رات کو گئے

پیش نظر رہے وہ تصور سے صبح تک
کب سامنے سے چشم کے ٹل رات کو گئے

شاید سہاگ اونکا کسی سے بنا ہوا
وہ عطر جو سہاگ کا مل رات کو گئے

ونکو نکل ہی جائینگے یہ گھر سے چشم کے
طفل سرشک گو کہ بہل رات کو گئے

[illegible]

نکلتا کام کیا اور تو کسکے کام کیا آئے
مگر کچھ کام اے آہ جگر لیتے تو ہم لیتے

کیا غیرون نے کیون بدنام کہکر بیوفا تجھکو
یہ تیرا نام سے سیدا اگر لیتے تو ہم لیتے

کسے دیتا وہ ساقی ساغر مے ہاتھ سے اپنے
مگر قسمت سے اپنی اے ظفر لیتے تو ہم لیتے

کیا بولون آگے اوس دہن تنگ حسین کے
لیجائے ہے وہ بات مری منہ سے چھین کے

کا جل کا خال اوس رخ روشن پہ لکھکر
ہے دل مین داغ رشک سے ماہ مبین کے

غیرت ہی میرے دل کی غم عشق سے ترے
ہوتا شرف مکان کو ہے باعث مکین کے

کردے گا اضطراب یہی ہے تو بعد مرگ
آرام ہوچکا ہمین نیچے زمین کے

کھینچا ہے نقشہ کس سے تری چین زلف کا
چین مانتے ہین دیکھکے نقاش چین کے

دشمن ہے آبرو کا مری گریہ عشق مین
یہ آنسوؤن کے تار رہین تا آستین کے

عاشق ہوئے جو اوسپہ گئے دو جہان سے
دنیا کے اے ظفر ہے وہ نہ دین کے

آج کیا جانین کہ میخانہ یہ کیا تیور پڑے
ہین کہین ٹوٹے ہوئے شیشے کہین ساغر پڑے

کیا غضب چمکی ہے اوس قاتل کی شمشیر نگاہ
دیکھیے بجلی یہ کسپر اے دل مضطر پڑے

کرکے پرسون کل کا وعدہ آج تک آئے نہ وہ
ہمنشین انصاف کر تو تجکو کل کیونکر پڑے

سبزۂ خط نے ترے جنکو کیا بیہوش وہ
شور محشر سے نہ چونکے بنگ بیکر پڑے

اوسکی چین ابروے پرخم مسمر دیکھکر
کہتے ہین کیا اس صفاہانی مین ہین جوہر پڑے

[illegible]

[illegible]

دیکھے اوس چشم کو جو ترک فلک
کسدن اوس غمزہ سے نہین شایع
تھی جو خدمت جنون کی مجنون کو
ابھی تر کی تمام ہوتی ہے
خبرِ قتل عام ہوتی ہے
سو وہ اب میرے نام ہوتی ہے

پانی پانی لبون سے اوسکے ظفر
کیا مۓ لالہ فام ہوتی ہے

تجھسے افلاک پہ نالہ و فغان یہ ہے
ہم نے چھپالی چھپی نہ اوسکی چاہ
ہمارے دل سے کہان جائیگا غمِ دلدار
ہلا دے ابروِ پر چشم کو تو ذرا قاتل
الٰہی ... سکے تیر کا رو زن
نکلتے ہین ... ہین سیکڑون شعلے
جو پہونچے دود جگر زیر آسمان اپنا
کرین وہ ہمیشہ جفا ہم کرین وفا اوسسے
بلند بام محبت کا نردبان یہ ہے
جہان مین سنتی ہین چرچا جہان تہان یہ ہے
کہ اوسکے واسطے رہنے کا تو مکان یہ ہے
ہمارے قتل کو شمشیر اصفہان یہ ہے
اندھیرے گھر کا مرے دل کے تابدان یہ ہے
جگر مین عشق کے اُف سوزشِ نہان یہ ہے
تو شبہ سب کو ہو وہ ہے کہ آسمان یہ ہے
ہماری اونکی محبت کا امتحان یہ ہے

عجب نہین جو کہین الامان فلک یہ تلک
ظفر غضب تری آہِ شرر فشان یہ ہے

کرنہ لکھون حالِ دل مین ہاتھ اپنا تھام کے
اوٹھتے اوٹھتے گر پڑا تیرا مریض ناتوان
جو پڑھے خط کو وہ رہجائے کلیجا تھام کے
گر بدشواری عصا کے آہ اوٹھا تھام کے

رہا ہے کوئی دنیا میں نہ رہویگا یہان کوئی
وہ بحر بیکران دریائے الفت ہی نظر جسکا

کہ فرمان قضا نے قید خاص و عام آتا ہے
نہ کچھ آغاز آتا ہے نہ کچھ انجام آتا ہے

ہمارا طائر دل الفت کے پھندے مین کیا آوے
ظفر یہ مرغ زیرک کب بزیر دام آتا ہے

ہم تو سنتے ہین آج اے صیاد کیا پکڑے گئے
تیرے کوچہ مین گئے خط جبسا پکڑے گئے

نکلے مثل نالۂ زنجیر جب از زنجیر سے
زلف کو چھیڑا صبا نے ہاری کیا خطا

تیرے جھوکے لیگئے آخر زگل سب اوڑا
جیتے جی چھوٹے نہ زندان محبت سے کبھی

کیون ہنسی تھی اے صبا سنکر فغان عندلیب
کیون وفا کی تمسے جو ایسی بلاؤ مین پھنسے

بارہا چھوٹے قفس سے بارہا پکڑے گئے
کچھ مرے یارو نہ کچھ دل اے دلا پکڑے گئے

پھر نہ ہم سودائی زلف دوتا پکڑے گئے
ہم گرفتار بلا ہین بے خطا پکڑے گئے

یہ نہ بادی چوریاں باد صبا پکڑے گئے
ایسی ساعت سے تمھارے مبتلا پکڑے گئے

کان گلشن مین گلون کے جو سدا پکڑے گئے
ہم کیے کو اپنے ہین اب مو فا پکڑے گئے

ہمسے چوری کوئے زلف یار مین جاتے تھے یہ
حضرت دل اے ظفر اچھا ہوا پکڑے گئے

ہم جو ہین یاد تیرا جلوۂ قامت کرتے
جو ہین ہم پھر ہم اونسے ہین محبت کرتے

خاک مین اونکو ملانا تھا ہمارا منظور
سر پہ ہین اپنے بپا آپ قیامت کرتے

جنکو الفت نہین ہم اونسے ہین الفت کرتے
دور کس طرح سے وہ دل کی کدورت کرتے

وہ رشکِ گل چمن میں اگر اے صبا ہنسے
پھر منہ ہے کیا جو غنچہ کوئی کھلکھلا ہنسے

کرتا ہے چارہ مجھ سے مریضِ فراق کا
کیونکر نہ چارہ ساز پہ میری قضا ہنسے

... ہو یہ خراش جگر سے خروشِ دل
جس طرح آشنا سے کوئی آشنا ہنسے

بارش کے وقت چمکے ہے بجلی بھی بیشتر
رونے پہ میرے برق وشو تم بجا ہنسے

... کیونکہ انجم شب تاب فروغ
ملکر کسی جو دانتو نہیں وہ لقا ہنسے

... کو یہاں ثبات شبنم کو ہے قرار
کیا روئے اس چمن میں کوئی اور کیا ہنسے

پروانہ کو ہے عشق میں جلنے سے اپنے کام
پروا نہیں کہ شمع ظفر روئے یا ہنسے

وحشت الفت میں ... گر تار و حسن کو توڑ کے
آسماں جھلائے یا رب بلہوس کو توڑ کے

... تار ... دامن سے فقط توڑے نہیں
تو رہے گا اے جنوں تار نفس کو توڑ کے

گر اسیران ... کو یونہیں صیاد تو چھیڑ کا ہے
تو نکل بھاگینگے وہ اک دن قفس کو توڑ کے

وصل کی شب تخت ہے دل پر مری بانگ جرس
ڈھب بنے تو پھینکدوں ہمدم جرس کو توڑ کے

دیکھ خالی ہو نہ ساقی کہتے ہیں آپس میں مست
کیوں جمایا ہے تو نہیں ... مگس کو توڑ کے

تو نے اے منعم اگر تعمیر اچھی کی تو کیا
لوگ سب لیجائینگے اک دو برس کو توڑ کے

تیر نالہ کیا عجب گر گنبد افلاک سے
پھینکدے خورشید کے زرین کلس کو توڑ کے

اشک دل نے شیشہ و جام و سبو تو ...
زاہد بھی چھوڑی ہیں دست ہوس کو توڑ کے

بات ایسی بدزبان سی کیا کرے کوئی ظفر
... اسا جوا ایک ... کو توڑ کے

نہ ہرگز دختِ رز کو بزم میں ندوں کی جانا تھا ۔ ہوئی بدنام وان جا کر یہ میدا اپنے ہاتھوں سے

ظفر اوس نوکِ مژگان کا تصور اب کہیں چھوڑو
چبھوتے اپنی آنکھوں میں ہو کیوں خار اپنے ہاتھوں سے

رکھ کے تم زلف میں شانہ جو ہو بیار بھرتے ۔ دل ہے صد چاک یہ ہیں رشک سے آرے پھرتے

ہر وشِ عشق میں پھرتی ہیں تری سرگردان ۔ دن ہیں کب دیکھیے گردش کے ہمارے پھرتے

پھرتے ہیں غیر کی گردن میں جو وہ ڈالکی ہاتھ ۔ تو گلے پر مرے خنجر ہیں دو دھارے پھرتے

اے ستمگار اگر ہم سے نہ تو پھر جاتا ۔ اس طرح کا ہیکو ہم رنج کے مارے پھرتے

بحرِ خوبی جو کیا تو نے کنارا ہم سے ۔ ہم ہیں روتے ہوئے دریا کے کنارے پھرتے

ہمسے اے جانِ جہان اک ترا دل پھرتا ۔ غم نہ تھا اہلِ جہان جتنے ہیں سارے پھرتے

پاس کب کرتے کسیکا ہیں ظفر وہ بیباک
سر پہ جو آپ ہی اپنے ہوں اوتارے پھرتے

نظر پھر آج شکل نامہ بر دو دن کے بعد آئی ۔ خدا جانے کہ وانکی کیا خبر دو دن کے بعد آئی

ترے ہاتھوں سے آفت ایک دن آ جائیگی عاشق پہ ۔ نہ آئی آج گر اے فتنہ گر دو دن کے بعد آئی

الٰہی تجھ عشق میں جو بات ہمنے تجھسے اول دن ۔ وہی پیش ایدلِ شوریدہ سر دو دن کے بعد آئی

رہی قسمت کہ میں دو دن نجاؤں اور وہ پہلو چھین ۔ کہاں تھی آپ کی صورت نظر دو دن کے بعد آئی

بہت بیکل تھا میں دو دن سے تجھ بن یار تو آیا ۔ مجھے کل آج اے رشکِ قمر دو دن کے بعد آئی

جو دو دن پہلے آئی تھی بلا دل پر محبت میں ۔ وہی آخر ستمگر جان پر دو دن کے بعد آئی

[illegible]

| | |
|---|---|
| شراب ناز سے گو آنکھ اوسکی سرخ رہتی ہے<br>ہمارا اوس صنم کا عشق لِسبِ اللہ ہی جا ری ہے | دم گریہ ہماری چشم پر آشوب سے کم ہے<br>کہ اور آگاہ کوئی طالب و مطلوب سے کم ہے |

زمین مغلوب ہی اور آسمان ہے گو ظفر غالب
نکلتا کام پر اوس غالب و مغلوب سے کم ہے

| | |
|---|---|
| خواب تھا جو زندگی جا وہ چشم میں کٹ گئی<br>حاصل عمر ابد اے خضر ہم سمجھے اوسے<br>وصل پر تعلیمین بجا دین جا کے اے ہمدم بھلا<br>تمنے بے سو تمین لکھے تھے جو گلے اپنی خطو<br>تھی الفت سے نزی ہو گیا تمہارا وصل | ورنہ ساری عمر اپنی درد و غم میں کٹ گئی<br>جو گھڑی آرام سے بزم صنم میں کٹ گئی<br>رو ٹھتے ملتے ہوئی شب و تمین ہم میں کٹ گئی<br>وہ عبارت یا قلم سا ایک دم میں کٹ گئی<br>جز محبت کی مری عہد ستم میں کٹ گئی |

اوسنے کل کھا کر قسم شب وصل کا وعدہ کیا
شب ظفر کیا کہوں اپنی قسم میں کٹ گئی

| | |
|---|---|
| فدا ہونا بتوں پر محض نادانی کا تمغا ہے<br>محبت اوس صنم کی عمارت ویرانی کا تمغا ہے<br>پریشان ہونا سنبل کا ہمیشہ خاک پر یہی<br>محبت میں پریوں کی منہ سے کچھ نکلنا<br>تماشی ہیں جیسے خورشید تابان وچ گردون سے<br>ترے ابرو یہ دیکھا جسنے خط چین ابرو کو | جنہوں کے نام پر مرنا مسلمانی کا تمغا ہے<br>نہ سمجھو کفر اسکو یہ مسلمانی کا تمغا ہے<br>خیال زلف جانان کا پریشانی کا تمغا ہے<br>مقرر ایک یہ بھی عقل و دیوانی کا تمغا ہے<br>وہ آہ آتشین کی شعلہ افشانی کا تمغا ہے<br>کہا اوسنے یہ اس تیغ صفاہانی کا تمغا ہے |

[illegible]

[illegible]

[illegible]

دل بے تپش عشق کہ اک آگ شب و روز
جبتک ہے حد نہانی نہین کچھ کھلتی [illegible]

ہے [illegible] بات بدن سے [illegible]
ہے بات بری سچ دشمن [illegible]

بوسہ وہ اگر دیوین ظفر لیوے بہتر
ہے [illegible]

کرون کیا دولت لب جانی نہین چھپا
مبصر ابرو پر چشم کے ہم ہین یہ کبھی سمجھی
حقیقت کو ہمارے عشق کی پہونچیگا کیا صحیح
بھلا اگر بھلا ہوگا مدعا اسکے پاؤن کی
ہوئی ہے یاد اپنی حالت [illegible] محبت [illegible]
گذر جاتی [illegible] قافلہ جانا تک
یہ نقشہ ہوگیا ہے میرا سودا محبت مین
[illegible] ننگ خوش باغوان

نہین جاتی ہمری دل کی پریشانی نہین جاتی
[illegible] تیری شمشیر صفاہانی نہین جاتی
کہ دانتک اوسکی ہرگز عقل دیوانی نہین جاتی
نہین کچھ بات ایسی [illegible] جو جانی نہین جاتی
سمند ناز کی پر اوسکے جولانی نہین جاتی
خبر جاتی ہی مشکل ہے باسانی نہین جاتی
مری صورت مرے یارون سے پہچانی نہین جاتی
کہ جبتک بات کوئی خوب ہی چھانی نہین جاتی

طبیعت ہی جوان پیری مین بھی وہ ہے ظفر تیری
سخن فہمی سخن سنجی سخن دانی نہین جاتی

نہ تو نے دوستی اغیار سے اپنی نہین چھوڑی
یہ طفل اشک تیرا ہے مرا دامن ہی پکڑیگا
برنگ نقش پا آخر وہین ہم مر مٹے لیکن

مگر ہمنے تو اے بیری کبھی تیری الفت نہین چھوڑی
اگر اے دیدۂ تر اسنے میری آستین چھوڑی
نہ کوچے کی ترے سر گرچہ ہم نے زمین چھوڑی

نشہ مین ہوش [illegible] اور اوسے [illegible]
شب وصال مین بوسے [illegible]
کہ منتظر ہین [illegible] جام کی ساقی
[illegible] سوال بوسہ [illegible]

[illegible]

شب کو ہمارے پاس سے تم جو شتاب اٹھ گئے
ہم بھی تمھارے جاتے ہی سوئے عدم چلے گئے

مر کے بھی تیر ابتلا چھوٹے نہ اس عذاب سے
ساتھ ہی لیکے گور میں رنج و الم چلے گئے

بزم میں تیری مہ لقا آئے بھی گر تو کیا ہوا
شمع کی طرح چشم نم صبح کو ہم چلے گئے

آئے بھی وہ جو بیت گھر ٹھہرے نہ ایک لحظہ بھر
نکلی نہ دل کی آرزو ہائے ستم چلے گئے

گرچہ برنگ گل ہنسے باغ جہان میں آ کے ہم
شبنم گل کی طرح پر روتے ہی ہم چلے گئے

کچھ بھی نہ ساتھ لیگئے قیصر و جم جہان سے
چھوڑ کے یہاں کا سب یہیں جاہ و حشم چلے گئے

تجھے جو رفیق و آشنا ڈھونڈھیں ظفر اونھیں کہاں
دے کے ہمیں ہزار ہا حسرت و غم چلے گئے

چشم و گلو ہو تم جنھیں جانانہ جانتے
ہم ہیں انھیں صراحی و پیمانہ جانتے

مجنون تو اپنے کام میں تھا خوب ہوشیار
دیوانے ہیں جو ہیں اوسے دیوانہ جانتے

رہتا پری وشوں کا جو اسمیں خیال ہے
دل ہی کو اپنے ہم ہیں پری خانہ جانتے

اپنے دل خراب میں جو عشق ہے مقیم
تو ہم مقام گنج ہیں ویرانہ جانتے

شوق نظارہ جب سے ہے اے شمع رو ترا
ہم طائر نظر کو ہیں پروانہ جانتے

ہم اپنے مرغ دل کی اسیری کیواسطے
خط کو جو دام خال کو ہیں دانہ جانتے

قیمت میں ہم جو بوسہ کی دیتے ہیں نقد دل
وہ سادگی سے ہیں اسے بیعانہ جانتے

واقف نہیں جو راز محبت سے وہ تو ہم
واعظ کے ہیں کلام کو افسانہ جانتے

کیون دختر رز کو دل میں جگہ دیں نہ زاہدا
ہیں اسکو زیب جلسۂ رندانہ جانتے

[illegible] کہ چند روز زمین برابر کی [illegible]

[illegible]

ہمارے راز دل کو [illegible] جو کہنے ہیں کہیں لگتے
تو طفلِ اشک نظروں میں [illegible] نہیں لگتے

ہوا آفت [illegible] ہم جو رکھتے ہیں قدم جوں [illegible]
زمین پر پاؤں [illegible] خورشید [illegible] نہیں لگتے

اور [illegible]
ہمارے صرصر نالہ کے [illegible] لگتے

[illegible]
[illegible] نہیں لگتے

[illegible]
[illegible] گو چار [illegible]

[illegible] وشن [illegible]
[illegible] آسا [illegible] سب [illegible] لگتے

ظفر جب شکر قاتل کے نہیں کرتے شکایت ہم
اگرچہ دمبدم لاکھوں ہیں زخم تیغ کرنے لگتے

ہمنے فقط نہ جلوہ نمائی کی سیر کی
روئے صنم میں ساری خدائی کی سیر کی

گلگشت باغ وصل ہوئی کب ہمیں نصیب
ہر روز خار زار جدائی کی سیر کی

دولت سے تیرے نالہ و آہ شرر فشان
ہر شب ہمیں انار و ہوائی کی سیر کی

سب ہیچ ہے سلطنت جم کو آنکھ سے
ہم جس بشر نے کوئے گدائی کی سیر کی

رسوا کیے ہمنے تیرے اوس خانہ جنگ کو
کیا خوب آج واہ لڑائی کی سیر کی

دیکھا نہ ہمنے کوئی بھی کافر ترے سوا
اس بتکدہ میں ایک خدائی کی سیر کی

دیوان سے ترے دیکھا نہ بہتر ہے ظفر
دیوان انوری و سنائی کی سیر کی

کسی کی شکل تمہارے نہیں برابر کی
[illegible] مہ و زہرہ جبین برابر کی

[illegible]

ہو گئی اوس سے جو کچھ پر وہ بدل پر سون سے
کسی صورت نہین اٹھتی مجھے کل پر سون سے

یون تو پر سون ہی سے بیکل ہین ہم اے ماہ جبین
لیک کچھ اپنا عجب حال ہے کل پر سون سے

کچھ ادائی کی نہ تھی بات کوئی پر سون تک
کیا سبب کھنچتے ہو تم ہم سے جو بل پر سون سے

دیکھا پر سون سے نہین تجکو جو اے ماہ لقا
آ گیا گریہ سے بصارت مین خلل پر سون سے

تھی نہ پر سون تلک امید سنبھلنے کی ہمین
گئے آنیکی خبر سنکے سنبھل پر سون سے

پاس پر سون سے نہین اپنے جو وہ عیسیٰ دم
کیا مری جان کے درپے ہی اجل پر سون سے

لکھین تو نے تو ظفر سیکڑون اور یار و ان مین
نہوئی آج تلک ایک غزل پر سون سے

دکھاتی ہے جو شمشیر قضا اپنی زبردستی
نہین دست دعا کی کام کچھ آتی سپر دستی

اگرچہ کیسا ہی ہو پہلوان ہے زیر ہو جاتا
نہین پیش اجل چلتی کسیکی ہے زبردستی

کوئی مار سیہ لپٹا ہوا ہے شاخ صندل سے
کہان ہے یہ سیہ چوٹی تری اے سیمبر دستی

جو اوس نے ہی عرق آلودہ کاغذ کھینچ دیا نقشہ
تو ہو معلوم اے مانی ہمین بھی تیری سو دستی

یہی جی چاہتا ہے ہاتھ پر پھر روز گل کھاتا
عنایت کیجیے چھلا ہمین اپنا اگر دستی

تقاضا ہے جو یہ مجھسے کہ لا مانگا ہی دل اوسنے
کوئی تو رقعہ بھی لایا ہی اوسکا نامہ بر دستی

غلط کہتے ہین جو کہتے ہین خط کہکشان اوسکو
کہ ہے تسبیح پیر کی ہے چوب یہ تو اے ظفر دستی

ہو گیا زلف سیہ کا کسیکی یہ سودا مجھے
آکے نظر آتا ہے پرچھاوان بلا کا سا مجھے

سلام بطور مخمس

| | |
|---|---|
| کبھی تو آنے کا اقرار ہے کبھی انکار | اسی طرح کئی ہیں یاں تو نہیں وان خلل پڑتے |
| منا کے لاتے ہیں ہر دم اونھیں مرے ہمدم | قوا و ررو ٹھکے رہتے ہیں یہاں مچل پڑتے |
| اوٹھاؤ حضرتِ دل کو بھی تو نہیں اوٹھتے | یہ کوے یار میں جس وقت ہیں مچل پڑتے |
| عجب ہیں حضرتِ دل بھی کہ شعلہ رو دیکھ | ہر رنگ موم ہیں بس وہ پگھل پڑتے |

جو آئے ہے دلِ جانی کی ظفر آواز
شبِ وصال ہیں آہستہ ہیں اچھل پڑتے

سلام

| | |
|---|---|
| یہ ندیدی کہ ہے شہ نے شہادت کیواسطے | اے بحر کی شفاعت امت کیواسطے |
| سے رکا ہاوس سے جناب ہدایت آب کا | بلوا کے گمرہوں نے ہدایت کیواسطے |
| کھانا اگر نے زخم تو پانی ہے آبِ تیغ | مہمان کربلا کی ضیافت کیواسطے |
| زین العباد وہ آبروی دو جہان ہے | ورثہ تیم بحر امامت کیواسطے |
| جاتا ہے ہاے دھوپ میں پیاسا برہنہ پا | کوئی نہیں ہے جا اقامت کیواسطے |
| کرتے تھے آب خنجر و شمشیر سے وضو | شبیر قتل گہ میں عبادت کیواسطے |
| روح نبی و روح علی روح فاطمہ | تھی گرد لاش شہ کی حفاظت کیواسطے |
| شبیر سے یہ عرض کی حر نے کہ یا امام | آیا ہے یہ غلام بھی خدمت کیواسطے |
| گر حکم ہو تو پہلے ہوں میں آپ پر فدا | حاضر ہے جان تک مری خدمت کیواسطے |
| کھو بیٹھے اپنی دولتِ ایمان و دین لعین | دنیا میں چند روز کی ثروت کیواسطے |

## خاتمۃ الطبع

[illegible]

کلمے سے رہو سے منور یہ تمہارا ہمیشہ نور — کلمے سے ہو وہ دل کی سیاہی تمہاری دور

دل کی صفائی چاہو تو کلمہ پڑھا کرو

کلمے کو تم صداقت اسلام جان لو — کلمے کو اپنے دین کی صمصام جان لو
کلمے کو تم خدا کا اک انعام جان لو — کلمے کو دل کی راحت و آرام جان لو

دل کی صفائی چاہو تو کلمہ پڑھا کرو

ایمان کو تمہارے ہو کلمے سے تقویت — کلمے سے ہو قوی تمہیں امید مغفرت
کلمے سے ہو وہی جلوہ نما حسن عاقبت — کلمے سے آئے دل کی نظر نور معرفت

دل کی صفائی چاہو تو کلمہ پڑھا کرو

ہو وہاں جہاں میں کلمہ کی دولت سے دل غنی — ہو جان کو نہ کلمہ سے تکلیف جانکنی
ہووے اندھیری گور میں کلمہ سے روشنی — ہے صاف کلمہ اک اثر پاک دامنی

دل کی صفائی چاہو تو کلمہ پڑھا کرو

کلمہ تمہارے واسطے ہے دافع بلا — کلمہ تمہارے حق میں ہے ہر درد کی دوا
کلمے کو مشکلات میں سمجھو گرہ کشا — کلمہ کرے ہے آئینے کی طرح دل صفا

دل کی صفائی چاہو تو کلمہ پڑھا کرو

کلمے کا ذکر چاہیے ہر شام و ہر سحر — جب تک ہے زباں ہے کلمہ زباں پر
کلمہ یہ آب رحمت باری ہے اے ظفر — دھوتا ہے کلمہ دل کی کدورت کو سر بسر

تمت — دل کی صفائی چاہو تو کلمہ پڑھا کرو — بالخیر

کلمہ کا پیور میں باہتمام تمام
منشی [illegible] با کمال لالہ [illegible]
ماہ اکتوبر ۱۸۸۳ عیسوی کو
چھپا اہل مذاق مشتاق نے [illegible]
حاصل کیا [illegible]

دیوان [illegible]

[illegible]

دیوان [illegible]

[illegible]

دیوان [illegible]

دیوان [illegible]

دیوان [illegible]

دیوان [illegible]

دیوان [illegible]

[illegible]

دیوان شایاں [illegible]

دیوان [illegible]

دیوان ضامن [illegible]

دیوان نواب علاء الدولہ [illegible]

دیوان [illegible]

[illegible]